

يُحْيِيكُمْ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكْرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ (الفران)

نظر ثانی و تقریظ

فضيلة الشيخ محمد يونس بٹ حفظہ اللہ تعالیٰ

الجامعة السلفية فيصل آباد

فضيلة الاستاذ محمد مظفر شیرازی حفظہ اللہ تعالیٰ

المدير العام

بجامعة الامام البخاري العالمية سيالكوٹ

الاعوان الناجية

فِي شَرْحِ

الفرائض السراجية

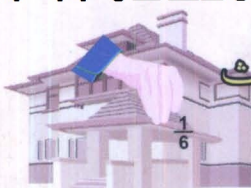
تأليف

ابو ميمون محمد محفوظ اعوان

خروج: مركز التربية الاسلامية فيصل آباد
استاذ: جامعة الامام البخاري للأهل المدينة



www.KitaboSunnat.com



ناشر: جامعة امام بخاري اهل حديث
مقام حیات ہر گودہاء پاکستان





معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِیْقِ الْإِسْلَامِیِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

جامعہ بیت العتیق (رجسٹرڈ)
کتاب نمبر —————

الأَعْرَافُ النَّاجِيَّةُ
فِي قُرْءَانِ
الْفَرَادِيسِ السَّرَاجِيَّةِ



الأعران العاجية في شرح الفرع السراجية

تأليف

محمد محفوظ اعوان

خريج

مركز التربية الاسلامية فيصل آباد

أستاذ

جامعة الإمام البخاري لأهل الحديث

www.KitaboSunnat.com

جامعة الإمام البخاري لأهل الحديث

ناشر:

مقام هيات ☆ سرگودھا

﴿جملہ حقوق محفوظ ہیں﴾

نام کتاب: الأَعْوَانُ التَّاجِيَّةُ لِي شرح

الفرائض السراجية

مؤلف: محمد محفوظ اعوان حفظه الله

تعداد: 1000

کمپوزنگ: مؤلف

قیمت: 50 روپے

اشاعت: جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ (اگست 2004ء)

ناشر: جامعہ امام بخاری سرگودھا

سٹاکسٹ

آپ کا قریبی بکسٹال

نیز آپ مؤلف کے ایڈریس صرف قیمت مئی آڈر کر کے کتاب منگوا سکتے ہیں۔

ایڈریس:

محمد محفوظ اعوان

جامعہ امام بخاری اہل حدیث، مقام حیات، سرگودھا

فون نمبر: 0451-715130

عرض اعوان: میں عام انسانوں کی طرح غلطیوں سے مبرا اور خطاؤں سے منزہ نہیں، آپ اپنی سمجھ کے مطابق کتاب کی خوبیوں کو اللہ کریم کی طرف منسوب کر کے بندہ ناچیز کیلئے دعا کر دینا اور خامیوں کی نسبت میری طرف کرنا، نیز اصلاح کیلئے ان پر مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دینا۔

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى أَشْرَفِ
الْأَنْبِيَاءِ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ
بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ.
أَمَّا بَعْدُ:

مولائے کریم کی توفیق سے میں نے برخوردار عزیزم
مولانا محمد محفوظ حفظہ اللہ تعالیٰ و دعاہ کی اس کتاب کو شروع سے آخر تک مکمل طور
پر حرف بہ حرف پڑھا ہے، عزیزم کی اس قابل قدر دینی خدمت کو علم میراث پڑھنے
والے طلباء کے لیے انتہائی عمدہ پایا، مولانا صاحب نے ”سراجی“، علم فرائض کی
معروف کتاب کی تسہیل و تشریح اور تمام مسائل کی مثالوں کو عملی طور پر حل کر کے
اردو دان علم وراثت میں دلچسپی رکھنے والوں کیلئے انتہائی آسان کر دیا ہے۔

نظر ثانی کے دوران مذکورہ کتاب میں جہاں جہاں کوئی قابل اصلاح چیز
دیکھیں اسکی نشاندہی کر دی تاکہ لوگوں کے ہاتھوں میں کتاب پہنچنے سے پہلے ان امور
کی اصلاح کر لی جائے، باوجود کم عمری کے یہ کتاب مؤلف کی فن میراث میں مہارت
کی غماز ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے، ان کی اس خدمت



اسلام کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے باعثِ بلندی درجات بنائے اور ان کی اس
کاوش کو ان کے والدین اور اساتذہ کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔ (اللهم آمین)
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ
وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا.

www.KitaboSunnat.com

کتبہ

محمد مظفر شیرازی

2004/08/09ء

المدير العام

بمركز الأمام ابن حزم للتراث والتحقيق

بجامعة الأمام البخارى الإسلامية العالمية، سيالكوٹ

تقریظ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ،
وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ.
وَبَعْدُ.....

انسان اس دنیا میں خالی ہاتھ آتا ہے اور خالی ہاتھ جاتا ہے، لیکن یہ حقیقت انسان کی مال و دولت کیلئے حرص کو ستم نہیں کرتی، وہ حصول مال کیلئے خود بھی کئی آزمائشوں سے گزرتا ہے اور دوسروں کو بھی آزمائشوں میں مبتلا کرتا ہے، کچھ نہ ملے یا بہت کچھ مل جائے، ہر صورت میں اس کی حرص بجائے کم ہونے کے مزید بڑھتی جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ خود موت سے ہم کنار ہو جاتا ہے اور اس کا مال اس کے ورثاء کیلئے فتنہ و آزمائش بن جاتا ہے، قابل احترام رشتوں کا تقدس پا مال ہوتا ہے، پیار و محبت کے رشتے دشمنی میں بدل جاتے ہیں اور بسا اوقات یہ دشمنی نسل در نسل چلتی ہے۔

اسلام نے مال و دولت کی حرص و طمع کو کنٹرول کرنے کیلئے ہدایات دی ہیں، صدقات و زکوٰۃ کا نظام وضع کیا ہے تاکہ انسان کی زندگی میں یہ مالی و دولت اس کیلئے فتنہ و آزمائش کا سامان نہ بنے۔

اور اس کی موت کے بعد اس کے خاندان کو فتنہ و آزمائش سے بچانے کیلئے اسے ایک نظام میراث دیا۔ ”آبَاءُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا“ کہہ کر انسان کو بتایا کہ تقسیم میراث کا ضابطہ بنانا کسی انسان کے بس کی بات نہیں، اس لیے خالق کائنات نے خود نظام میراث بنا کر ”فریضة من اللہ“ کی مہر کے ساتھ انسان کو عطا کیا ہے اور ”أَنَّ السَّلَةَ تَكَانَ عَلَيْنَا حَكِيمًا“ کہہ کر اس میں ہر قسم کی تبدیلی اور تغیر کا راستہ بند کر دیا ہے۔

علم میراث انسان کی موت کے بعد اس کے خاندان کو بہت سی آزمائشوں اور فتنوں سے محفوظ رکھتا ہے، اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس علم کے سیکھنے کی ترغیب دلائی ہے، علم میراث میں بیشمار کتب تصنیف کی گئی ہیں مختصر بھی ہیں اور مطوّل بھی، منظوم بھی ہیں اور منثور بھی، اہل علم نے ہر دور میں اس علم کی خدمت کی ہے۔

علامہ سراج الدین محمد بن محمد عبدالرشید السجودی کی کتاب ”الفرائض السراجیة“،

جو کہ سراجی کے نام سے معروف ہے، اکثر دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے۔

عزیم محمد محفوظ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَرَعَاهُ نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا ہے، مشکل مقامات کو طلبہ کیلئے ہل بنانے کی کوشش کی ہے، مختلف فیہ مسائل کو دلائل کے ساتھ واضح کر کے ترجیح کا راستہ آسان کیا ہے، احادیث کی تخریج کے ساتھ ساتھ کتاب و سنت کی صحیح نصوص کو مستدل بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی جمیلہ کو مبارک بنائے، یہ اس کی بارگاہ میں بھی شرف قبولیت پائے اور اہل علم کے ہاں بھی اسے درجہ مقبولیت حاصل ہو، ان کا یہ قدم میدان تصنیف میں احسن اور اہل انداز میں بڑھتا جائے، ان کی یہ حسنت ان کیلئے، ان کے والدین اور اساتذہ کیلئے صدقہ جاریہ اور آخرت کی کامیابی و کامرانی کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

محمد یونس بٹ

جامعہ سلفیہ فیصل آباد، پاکستان

www.KitaboSunnat.com

فہرست

- 13.....انتساب
- 14.....علم میراث کے متعلق آیات کریمہ
- 15.....علم میراث کا مختصر تعارف
- 16.....مقدمہ
- 18.....شرح میں استعمال ہونے والی اصطلاحات
- 20.....حمد و ثناء
- 21.....علم میراث نصف علم ہے
- 21.....میراث سے متعلق حقوق
- 22.....تقسیم ترکہ کی ترتیب
- 24.....ورثاء کی ترتیب
- 27.....مولی الموالاتہ (حلیف) کے وارث بننے کا جائزہ
- 30.....المقفلہ بالنسب علی الغیر کے وارث بننے کا جائزہ
- 31.....فصل فی الموانع (موانع ارث)
- باب معرفة الفروض ومستحقہا
- 33.....(مقررہ حصوں اور ان کے مستحقین کی پہچان)
- 33.....میراث میں معین حصے
- 34.....اصحاب الفروض
- 34.....جدا اور جدہ کی اقسام اور تعریفات
- 35.....بھائیوں بہنوں کی اقسام اور تعریفات
- 35.....اصحاب الفروض کے تفصیلی حصص
- 35.....باپ کے حالات

- 36.....مخرج نکالنے کا طریقہ
- 39.....میت کے باپ اور دادا میں فرق
- 41.....اخیا فی بہن بھائیوں کے حالات
- 42.....خاوند کے حالات
- فصل فی النساء
- 43.....(اصحاب الفروض عورتوں کے حصص کی تفصیل)
- 43.....بیوی کے حالات
- 44.....حقیقی بیٹیوں کے حالات
- 45.....پوتیوں کے حالات
- 47.....مسئلہ تشہیب
- 48.....یعنی بہنوں کے حالات
- 50.....علاقہ بہنوں کے حالات
- 52.....ماں کے حالات
- 54.....اشکال
- 55.....جدہ کے حالات
- 58.....چھ معین حصوں کے مستحقین کی فہرست
- 59.....باب العصبات (عصبات کا بیان)
- 59-60.....عصبہ بنفسہ
- 59-62.....عصبہ بغيره
- 59-63.....عصبہ مع غيره
- 59-63.....عصبہ سبھی
- 66.....محرم قرابتدار غلام کی آزادی اور اس کے عصبہ سبھی
- 67.....باب الحجب (حجب کے مسائل)

- 70.....حجب نقصان سے متاثر ہونے والے افراد
- 70.....حجب حرمان سے متاثر ہونے والے افراد
- 70.....باب مخارج الفروض (مقررہ حصوں کے مخارج)
- 73.....باب العول (عول کے مسائل)
- فصل فی معرفة التماثل والتداخل والتوافق والتباين بين
 العددين (دو اعداد میں تماثل، تداخل، توافق اور تباين کی نسبتیں)
- 77.....توافق اور تباين کی پہچان کا طریقہ
- 78.....باب التصحيح (تصحیح کے مسائل)
- 79.....فصل: ہر وارث فریق اور اس کے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ
- 85.....فصل فی قسمة التركات بين الورثة والغرماء
 (ورثاء اور قرضخواہوں میں ترکہ کی تقسیم)
- 87.....فصل فی التخرج (تخارج کا بیان)
- 91.....باب الرد (رد کے مسائل)
- 92.....رد کی تائید میں اولہ
- 98.....باب مقاسمة الجدة (مقاسمہ جد)
- 101.....دادے کا بھائیوں کو محروم کرنے کی وجوہات
- 101.....باب المناسخة (مناسخہ کا بیان)
- 108.....باب ذوی الارحام (ذوی الارحام کے مسائل)
- 112.....ذوی الارحام کے وارث بننے کی دلیلیں
- 112.....ذوی الارحام کی توریث کی کیفیت
- 113.....ذوی الارحام کی اصناف
- 114.....فصل فی الصنف الاول (پہلی قسم کے احکام)
- 116.....فصل
- 122

- 124..... فصل فی الصنف الثانی (بہتری قسم کے احکام)
- 126..... فصل فی الصنف الثالث (تیسری قسم کے احکام)
- 129..... فصل فی الصنف الرابع (چوتھی قسم کے احکام)
- 131..... فصل فی اولادہم (چوتھی قسم کی اولاد کے احکام)
- 135..... فصل فی الخنثی (مخت کے مسائل)
- 140..... فصل فی الحمل (حمل کے مسائل)
- 140..... حمل کی مدت اور تعداد
- 148..... حمل کے وارث بننے کی شروط
- 148..... فصل فی المفقود (مفقود کے احکام)
- 149..... مفقود الخیر کی انتظار کی مدت
- 151..... فصل فی المرتد (مرتد کے احکام)
- 151..... مسلمان کا مرتد کا اور مرتد کا مسلمان کا وارث نہ بننا
- 151..... مرتد مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں
- 154..... فصل فی الأسیر (مسلمان قیدی کے مسائل)
- فصل فی الغرقى والحرقى والهدمى (بیک وقت پانی
میں غرق ہونے والے یا جل جانے والے یا کسی چیز کے
نیچے دب کر مر جانے والے رشتہ داروں کے احکام)
- 155.....
- 157..... حمد و دعاء

انتساب

✽ اپنے عظیم جامعات اور عظیم مشائخ کے نام
کہ مولائے کریم نے جن کے اہم کردار سے بندہ ناچیز کو حفاظت و سالمیت سے
متصف دین حنیف کی خدمت کا شرف بخشا۔

سیرت مرآۃ:

✽ مرکز الترویج الاسلامیہ فیصل آباد

✽ الجامعة السلفية فیصل آباد

✽ جامعة تعليم الاسلام ماسوٹا (فیصل آباد)

✽ جامعة العلوم الثرية جھلم

✽ اور ان میں تدریسی خدمات سرانجام دینے والے قابل صدا کرام مشائخ

حَفِظَهُمُ اللّٰهُ وَرَعَاهُمْ ہیں۔

✽ عالی جان نانا ابو زینہ اللہ کے نام

کہ مولائے رحیم کی توفیق سے جنہوں نے میرے عالی مرتبت والدین رَبِّ
ارْحَمُنَا کو بندہ ناچیز کو قرآن و حدیث کے علوم کیلئے منتخب کرنے کے مشورہ سے نوازا تھا

✽ برادر مکرم عرفان حمید حفظہ اللہ کے نام

کہ مولائے جلیل نے جن کے حسن تعاون سے کتاب کی طباعت کے مراحل
آسان فرمادیے۔

✽ محمد رفیع اللہ (یعنی عمر العزرا)

محمد محفوظ اعوان

علم الفرائض کا اصل مصدر و ماخذ مندرجہ ذیل

آیات کریمہ میں

اسلیے یہ آیات متنا و مفہوم آذہن نشین کر لیں

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلَّذِي كَرِهَ حَظُّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوُهُ فَلِلْمِثْلِ ثُلُثٌ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِلْمِثْلِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاءُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَلْزَمُونَ إِلَيْهِمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفَقًا فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ إِنْ اللَّهُ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ☆

(سورة النساء: رقم الآية: 11)

﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلِكُمُ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَّ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكَنَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوْ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرِ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ☆

(سورة النساء: رقم الآية: 12)

﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنْ امْرَأَةٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثُ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلَّذِي كَرِهَ حَظُّ الْأُنثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ☆

(سورة النساء: رقم الآية: 176)

علم الفرائض (علم میراث)

علم میراث کی تعریف، موضوع، غرض و غایت:

تعریف: وہ علم ہے جس سے میت کے ترکہ کے مستحقین پر ترکہ کی تقسیم معلوم ہو۔
موضوع: میت کا ترکہ۔

غرض و غایت: وارث کو اس کا مقرر حصہ دینا۔

میراث کی تعریف، اسباب، ارکان، شروط

تعریف: میت کی حقیقی و حکمی اور منقولہ و غیر منقولہ جائداد کو اس کے زندہ ورثاء کی طرف منتقل کرنا۔

اسباب: (1) حقیقی قرابت، (2) نکاح، (3) دلاء۔

مزید وضاحت کتاب میں ”ورثاء کی ترتیب“ میں آئے گی (انشاء اللہ)

ارکان: (1) مؤثر (میت)، (2) وارث، (3) مورد (ترکہ)

شروط: (1) مؤثر کی حقیقی یا حکمی موت کا علم، (2) مورد کی

موت کے وقت وارث کا زندہ ہونا، (3) جہت قرابت کا علم ہونا۔

www.KitaboSunnat.com

مُفَلِّحَةٌ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ
بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ.

اُمّا بعد..... ہمیشہ سے مال و دولت انسان کیلئے فتنوں اور آزمائشوں کا سبب
بنتا رہا، طمع و حرص کے جذبات ابھارتا رہا، حلت و حرمت کی کسوٹی کو پامال کرتا رہا، نتیجتاً انسان
نے حق تلفی، ظلم و ستم، قتل و غارت گری، عدم فکر آخرت اور دنیا طلبی کی روش اختیار کر لی۔

شیطان کے ان عفریتوں کے استعمال کیلئے انسانی تدابیر انتہائی ناکافی تھیں ﴿آبَاءُكُمْ
وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفَقًا﴾، اسلئے مولاؑ حکیم نے خود قوانین و ضوابط کا
مرتب مجموعہ نازل فرمایا، جس کی ایک شق ”علم میراث“ ہے، جو مرنے والے کی جائداد کے
طلبگاروں کی خواہشات کو کنٹرول کر کے ہر ایک کو اس کے جائز حق سے نوازتا ہے۔

اللہ بزرگ دیر ترنے جہاں ﴿يُؤْتِيكُمْ اللَّهُ﴾ فرما کر اس علم کی اہمیت کو اجاگر کیا
وہاں ﴿فَرِيضَةٌ مِّنَ اللَّهِ﴾ اور ﴿وَلَكَ خُذْهُ اللَّهُ﴾ کے ذریعے اس کی پابندی کو لازمی قرار
دیا اور اس سے عمل پہلو تہی اختیار کرنے والے کو ﴿وَيَعْتَدْ خُذْهُ يَدْخُلُهَا نَارًا خَالِدًا فِيهَا﴾ کی
وعید کا مستحق قرار دیا، یہ علم اس نوعیت میں منغرو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کم و بیش اس کی
تمام جزئیات تفصیل سے بیان کیں، جزیرہ ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ کے پیغام رسائی محمد رسول اللہ ﷺ نے
کردی۔

بلاشبہ اردو زبان میں تصنیف و تالیف کے میدان میں علم وراثت کو نمایاں مقام حاصل
ہے، قرآن وحدیث کے خادموں کی فہرست میں اپنے نام کے اندراج کیلئے میں نے بھی اس
موضوع پر ”الأَعْوَانُ النَّاجِيَةُ فِي شَرْحِ الْقَوَاعِظِ السَّرَاجِيَةِ“ کے نام سے قلم اٹھایا، جو
انشاء اللہ عصر حاضر کے اختصار پسند، ہل پسند اور محنت و تحسین پسند ذہن کیلئے مدد و معاون ثابت ہوگا،

اس کتاب میں متن کتاب میں مذکورہ احادیث کی تخریج و تحقیق کی، شرح میں احادیث صحیحہ کا انتخاب کیا، بعض شائقین کی سہولت کیلئے محترم بھائی عبدالمنان راسخ صاحب مَصْفُوعَةُ السُّلَّةِ کے انتہائی قابل قدر مشورے پر عمل کرتے ہوئے نحوی قواعد کے مطابق اعراب لگائے، شرح میں بذریعہ جد اول مسائل سمجھانے کی کوشش کی اور اپنی کوتاہ علمی و ناتجربہ کاری کے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے جلیل القدر مشائخ سے نظر ثانی کروائی۔

اللہ بزرگ و برتر کا شکر یہ ادا کرنے کے بعد میں اپنے آپ کو ان مشائخ کا ممنون سمجھتا ہوں، جنہوں نے اللہ کریم کی توفیق سے بندہ ناچیز کو قلم و قرطاس سے آشنائی اور تعلیم و تعلم کا ذوق بخشا۔
عرش معلیٰ پر جلوہ افروز رہ! مجھے پیکرِ اخلاص بنا، نمود و نمائش سے محفوظ فرما، میری اس کاوش کو بارگاہ عالیہ میں شرف قبولیت سے نوازا کر میرے لیے، میرے والدین کیلئے اور میرے اساتذہ کیلئے صدقہ جاریہ بنا، تو ہی تو ہے جو گنہگاروں کے پچھتاوے کی قدر کرتا ہے۔

(اللَّهُمَّ آمِينَ)

العبد

محمد محفوظ اعوان

غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَلِوَالِدَيْهِ وَلِإِسَائِدَتِهِ

جمعۃ المبارک 26 جمادی الثانی 1425ھ موافق: 13، اگست 2004ء

www.KitaboSunnat.com

شرح میں استعمال ہونے والی بعض اصطلاحات

(جن کا ذہن نشین کرنا ضروری ہے)

﴿.....﴾: "السراجی فی المیراث" کے متن کو واضح کرنے کیلئے۔

نصف: آدھا (1/2)

رُبُع: چوتھائی (1/4)

ثُمْن: آٹھواں (1/8)

ثُلُثَان: دو تہائی (2/3)

ثُلُث: ایک تہائی (1/3)

سُدُس: چھٹا (1/6)

أَصْحَابُ الْفُرُوضِ (ذوی الفروض، اصحاب السهام): وہ ورثاء جن کے

حصے شریعت نے مقرر کر دیئے۔

عَصَبہ: میت کے وہ قرابتدار جو اصحاب الفروض کے حصوں سے باقی ماندہ مال اور ان کی عدم موجودگی

میں تمام مال کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

عَصَبہ بِنَفْسِہ: اس کی تفصیل "باب العصابات" میں دیکھیں۔

ذَوِی الْأَرْحَام: وہ رشتہ دار جو اصحاب الفروض ہوں نہ عصبہ۔

مَحْجُوب (ساقط): وہ رشتہ دار جو اپنے سے زیادہ قریب وارث کی وجہ سے محروم ہو جائے۔

محروم: وہ رشتہ دار جو کافر، غلام یا میت کا قاتل ہونے کی وجہ سے محروم ہو

جائے۔

جَدّ: دادا یا نانا

جَدّہ: دادی یا نانی

کسر: ایک عدد کا تمام حصہ جیسے آدھا (1/2)، پانچواں (1/5) وغیرہ۔

عدد صحیح: کسر کا مقابل ہے جیسے دو، تین۔

(ف) کسی کفوت شدہ ظاہر کرنے کیلئے۔

عینی بھائی: جن کے ماں باپ ایک ہوں۔

علاتی بھائی: جن کا باپ ایک ہو اور مائیں مختلف۔

اخیا فی بھائی: جن کی ماں ایک ہو اور باپ مختلف

معتق: آزاد کنندہ

معتق: آزاد شدہ

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ: مذکر اور مؤنث میں مال 2، 1 کی نسبت سے تقسیم کرنا

□: یہ علامت درجہ کے گروپ کی نشاندہی کیلئے ہے۔

7→8: تیر کا نشان ایک ہند سے کا دوسرے ہند سے تک حوال کرنے کی نشاندہی کرتا ہے

www.KitaboSunnat.com



﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، حَمْدُ الشَّاكِرِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: تَعْلَمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَإِنَّهَا نِصْفُ الْعِلْمِ﴾

شکر گزار بندوں کی حمد کی مانند تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے خاص ہیں، افضل الخلق حضرت محمد ﷺ پر اور انکی مقدس و پاکیزہ آل پر (اللہ کی) رحمت اور سلامتی ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم میراث خود بھی سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ یہ نصف علم ہے۔
وضاحت: متن میں مذکور روایت کی تحقیق:

عن أبي هريرة ؓ قال: قال رسول الله ﷺ: تعلموا الفرائض وعلموها الناس فإنه نصف العلم وهو ينسى وهو أول شيء ينزع من أمتي. (سنن ابن ماجه: الفرائض، باب الحث على تعليم الفرائض، سنن البيهقي: ٦/٢٠٩، مستدرک حاکم ٣/٣٣٢، سنن الدارقطني: ٣/٦٤)

ان مصادر میں اس حدیث کا دارودار حفص بن عمر بن ابی العطف السهمی المدنی پر ہے، جس کے متعلق امام بخاریؒ نے کہا: منکر الحدیث، امام ابو حاتمؒ نے کہا: منکر الحدیث یکتب حدیثہ علی الضعف الشدید، امام ابن حبانؒ نے کہا: لایجوز الاحتجاج به بحال. ملاحظہ ہو: تہذیب التہذیب، میزان الاعتدال.

جامع ترمذی میں ہے: تعلموا الفرائض والقرآن وعلموا الناس فإني مقبوض. لیکن اس کی سند میں محمد بن قاسم الاسدی البواہمی الکوفی مجروح ہے۔ کذبہ احمد والدارقطني، امام ابن حجر نے کہا: کذبہ. دیکھیں: میزان الاعتدال، تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب.

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ سے یہی روایت بالفاظ: تعلموا الفرائض وعلموها الناس فإني أمرة مقبوض..... منقول ہے. (جامع الترمذی: الفرائض، باب ماجاء فی

تعلیم الفرائض، مستدرک حاکم: ۳۳۳/۲

لیکن اس کی سند میں سلیمان بن جائزہ شجر کی مجھول ہے (القريب التهذيب)

علم میراث کو نصف علم قرار دینے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں، مثلاً: (۱) انسان کی دو حالتیں: حالة الحیات و حالة الممات ہیں، علم الفرائض کا تعلق حالة الممات سے ہے جبکہ باقی علوم حالة الحیات سے متعلق ہیں۔

(۲) ملکیت کے دو اسباب ہیں: اختیار جیسے خرید و فروخت وغیرہ اور اضطراری جیسے وراثت۔

(۳) اس علم کو شعبوں کی کثرت کی بناء پر نصف علم کہا گیا۔

(۴) نصف سے مراد ایک قسم ہے۔

(۵) تمام لوگوں کا اس علم سے واسطہ پڑتا ہے جبکہ دوسرے احکام ہر آدمی پر کلینیہ لاگو نہیں ہوتے۔

﴿ قَالَ عَلَمَاءُ نَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ: تَتَعَلَّقُ بِتَرْكَةِ الْمَيِّتِ حَقُوقُ أَرْبَعَةٍ شُرُكَةٍ؛ الْأَوَّلُ: يَبْدَأُ بِتَكْفِيئِهِ وَتَجْهِيزِهِ مِنْ غَيْرِ تَبْذِيرٍ وَلَا تَقْصِيرٍ ثُمَّ تَقْضَى قَسْوَنُهُ مِنْ جَمِيعِ مَا بَقِيَ مِنْ مَالِهِ ثُمَّ تُنْفَذُ وَصَايَاهُ مِنْ ثَلَاثِ مَا بَقِيَ الدِّينِ ثُمَّ يُقَسَّمُ الْبَاقِي بَيْنَ وَرَثَتِهِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَأَجْمَاعِ الْأُمَّةِ ۝﴾

ہمارے علماء کا کہنا ہے کہ میت کے ترکہ کے ساتھ چار حقوق متعلق

ہیں: (۱) سب سے پہلے ترکہ میں سے میت کی تجہیز و تکفین کی جائے جس میں اسراف ہونہ

نہی، (۲) پھر بقیہ مال سے میت کے ذمہ قرضوں کی ادائیگی کی جائے، (۳) ادائیگی قرض

کے بعد مال کے ایک تہائی (۱/۳) حصے سے اسکی (جائز) وصیتوں کو پورا کیا

جائے، (۴) باقی ترکہ کتاب و سنت اور اجماع امت کے مطابق میت کے ورثاء میں تقسیم کر

جائے۔

وضاحت: ترکہ: وہ تمام منقولہ و غیر منقولہ جائیداد اور نقد و جنس جو شرعاً میت کی حکمی یا

حکمی ملکیت میں ہو۔

(حکم سے مراد میت کے واجب الوصول قرضے ہیں)

وصیت کی ناجائز صورتیں:

- (۱) اول الذکر و حقوق کی ادائیگی کے بعد بقیہ مال کے ایک تہائی (1/3) سے زائد ہو۔ (۲) از روئے شریعت حصہ لینے والے وارث کے حق میں ہو۔ (۳) کسی حرام کام کیلئے ہو۔

﴿فَيُيَدُّ أَبَا صَحَابِ الْفَرَائِضِ وَهُمْ الَّذِينَ لَهُمْ سَهَامٌ مُقَدَّرَةٌ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى ثُمَّ بِالْعَصَبَاتِ مِنْ جِهَةِ النَّسَبِ، وَالْعَصْبَةُ كُلُّ مَنْ يَأْخُذُ مَا أَبْقَتْهُ أَصْحَابُ الْفَرَائِضِ وَعِنْدَ الْإِنْفِرَادِ يُحَوِّزُ جَمِيعَ الْمَالِ، ثُمَّ بِالْعَصْبَةِ مِنْ جِهَةِ السَّبَبِ وَهُوَ مَوْلَى الْعِتَاقَةِ، ثُمَّ عَصْبَتُهُ عَلَى التَّرْتِيبِ، ثُمَّ الرَّدُّ عَلَى ذَوِي الْفُرُوضِ النَّسَبِيَّةِ بِقَدْرِ حُقُوقِهِمْ، ثُمَّ ذَوِي الْأَرْحَامِ، ثُمَّ مَوْلَى الْمُوَالَاةِ، ثُمَّ الْمُفْرُؤُ لَهُ بِالنَّسَبِ عَلَى الْغَيْرِ بِحَيْثُ لَمْ يَبْتَئِ نَسَبُهُ بِإِفْرَادِهِ مِنْ ذَلِكَ الْغَيْرِ إِذَا مَاتَ الْمُفْرُؤُ عَلَى إِفْرَادِهِ، ثُمَّ الْمُوَصِي لَهُ بِجَمِيعِ الْمَالِ، ثُمَّ يَبْتَئِ الْمَالِ﴾
(دس قسم کے ورثا میں ترکہ تقسیم کرنے کی ترتیب)

(۱) اصحاب الفروض: تقسیم ترکہ کی ابتدا اصحاب الفروض سے ہوگی، یہ وہ ورثا ہیں جن کے حصے اللہ کی کتاب میں مقرر ہیں۔ (حصوں کی تفصیل ”باب معرفة الفروض ومستحقها“ میں ملاحظہ فرمائیں)

(۲) عصبات نسبیہ: یہ وہ لوگ ہیں جو اصحاب الفروض کے حصوں سے باقی ماندہ مال اور منفرد ہونے کی صورت (یعنی اصحاب الفروض کی عدم موجودگی) میں تمام مال کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ (تفصیل ”باب العصبات“ میں آئے گی)

(اگر عصبہ نسبی نہ ہوں تو 3، 4، 5 میں اور اگر پہلی پانچ اقسام نہ ہوں تو 6، 7، 8، 9، 10 میں ہر مؤخر الذکر، اول الذکر کی عدم موجودگی میں وارث بنے گا)

(۳) عصبہ سببی: اس سے مراد غلام کو آزاد کرنا و الامر دیا عورت ہے۔

(4) غلام کو آزاد کرنے والے کے عصبہ (بفسہ) بالترتیب

(5) نسبی اصحاب الفروض میں مال انکے حقوق کے مطابق دوبارہ تقسیم کیا جائے گا، اسے رد کہتے ہیں۔ (رد کی تفصیل ”باب الرد“ میں آئے گی، نسبی کی قید سے رشتہ نکاح خارج ہو گیا۔)

(6) ذوی الارحام

(7) مولی الموالاة (حلیف)

(8) (وہ مجہول النسب شخص) جس کیلئے غیر پر نسب کا اقرار کیا گیا جبکہ اس غیر سے اس کا نسب اس کے اقرار کی وجہ سے ثابت نہ ہو اور اقرار کرنا والا اپنے اقرار پر فوت ہو جائے۔

(9) وہ شخص جس کے لئے پورے ترکہ کی وصیت کی گئی ہو۔

(10) بیت المال

وضاحت:

عصبہ سہمی: آزاد کیا ہوا غلام فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو اس کے ترکہ کا مستحق اس کو آزاد کرنے والا مرد یا عورت ہوتی ہے، جنہیں عصبہ سہمی یا مولی العتاقہ یا معقین کہتے ہیں۔

اگر معقین نہ ہو تو اسکے عصبہ بفسہ بالترتیب وارث بنیں گے۔

ذوی الارحام: وہ دودھیالی یا ننھیالی رشتہ دار جو ذوی الفروض ہوں نہ عصبہ۔ انکی چار اقسام ہیں۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ”باب ذوی الارحام“

مولی الموالاة (حلیف): وہ غیر وارث شخص جس سے میت یہ قول و اقرار کیا ہو کہ تم میرے وارث ہو گے بشرطیکہ میری زندگی میں مجھ پر عائد ہونے والے تاوان ادا کرو اور اس نے یہ عہد و پیمان قبول کر لیا ہو۔

آٹھویں صورت یوں سمجھیں کہ حماد نے دعوی کیا کہ حمید (مجہول النسب) میرا بھائی ہے لیکن حماد کے باپ سے حمید کی نسبت ثابت نہیں ہوئی اور حماد اپنے اقرار پر فوت

ہو گیا۔ اس اقرار کی وجہ سے حمید آٹھویں نمبر پر وارث ہو گا۔

ورثہ کی ترتیب

ورثہ کی ترتیب فقہاء کے نزدیک ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ مثلاً:

احناف کے ہاں بحوالہ سراجی: (1) اصحاب الفروض (2) عصبہ نسبی (3) عصبہ سببی (4) معتق کے عصبہ بنفسہ (5) ردّ (6) ذوی الارحام (7) مولی الموالاة (حلیف) (8) جس کے لئے غیر پر نسب کا اقرار کیا گیا ہو (9) جس کیلئے جمع ترکہ کی وصیت ہو (10) بیت المال۔

حنابلہ کے ہاں: مذکور بالا چھ ورثاء بالترتیب اور (7) جس کے لئے تمام مال کی وصیت ہو (8) بیت المال

صاحب الموارث کے ہاں: (1) اصحاب الفروض (2) عصبہ نسبی (3) ردّ علی ذوی الفروض (4) ذوی الارحام (5) ردّ علی أحد الزوجین (6) عصبہ سببی (7) جس کیلئے جمع مال کی وصیت ہو (8) بیت المال۔

حنابلہ کا مذہب معمولی تبدیلی کے ساتھ قرآن وحدیث کے زیادہ موافق ہے، بالادلہ تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

(اگر عصبہ نسبی نہ ہوں تو 3، 4، 5 میں اور پہلی پانچ اقسام نہ ہوں تو 6، 7، 8، 9

میں ہر مؤخر الذکر، اول الذکر کی عدم موجودگی میں وارث بنے گا)

(1) اصحاب الفروض (2) عصبہ نسبی

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول الله ﷺ: ألحقوا الفرائض

بأهلها، فما بقى فهو لأولى رجل ذكر. (الصحيح للبخاري: الفرائض؛ باب

ميراث الولد من أبيه وأمه، الصحيح لمسلم: الفرائض؛ باب ألحقوا الفرائض بأهلها

فما بقى فهو لأولى رجل ذكر، سنن أبي داود، سنن ابن ماجه، مسند أحمد: 3/1

آپ ﷺ نے فرمایا: مقررہ حصے ان کے مستحقین کو دو، پھر جو کچھ بچ جائے اس کا زیادہ

حق دار وہ مرد ہے جو نسب میں میت کے زیادہ قریب ہو۔

(3) عصبہ سببی: آپ ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے متعلق عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا: ابتاعیہا فاعتقہا فأن الولاء لمن أعتق.

(الصحيح للبخاري: الفرائض؛ باب الولاء لمن أعتق، وميراث اللقيط وانظر: الصلاة؛ باب ذكر البيع والشراء....، الصحيح لمسلم: العتق؛ باب بيان أن الولاء لمن أعتق، سنن أبي داود، سنن النسائي، سنن ابن ماجه)
عائشہ! آپ بریرہ کو خرید کر آزاد کر دیں، ولاء آزاد کرنے والے کے لئے ہی ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما: قال قال رسول الله ﷺ: الولاء لحمة كل حمة النسب. (مسند احمد ۴/۱۰۲-۱۰۳، مستدرک حاکم: ۳۴۱/۱، السنن الكبرى للبيهقي ۱۰/۲۹۲، صحيح ابن حبان: ۴۹۲۹)

آپ ﷺ نے فرمایا: ولاء بھی نسبی رشتے کی طرح ایک رشتہ ہے۔

(4) معنیق کے عصبہ نفسہ: عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما: قال قال رسول الله ﷺ: ما أحرز الولد أو الوالد فهو لعصبته من كان. (سنن أبي داود: الفرائض؛ باب في الولاء، سنن ابن ماجه: الفرائض؛ باب ميراث الولاء)
آپ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ اولاد یا والد حاصل کریں تو وہ ان کے عصبہ کو ملے گا وہ جو بھی ہوں۔

یاد رہے! معنیق کے عصبہ میں عورتیں داخل نہیں ہیں، جیسا کہ امام ابن ابی شیبہ، امام عبدالرزاق، امام بخاری اور امام دارمی نے بالترتیب مصنف: ۳۸۸/۱۱، مصنف: ۳۶/۹، السنن الكبرى: ۳۰۶/۱۰، سنن: ۲۸۵/۲ میں سیدنا علی، سیدنا عمر، سیدنا زید، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور ابن سیرین، عمر بن عبدالعزیز، ابراہیم، شعبی، زہری، عطاء، سفیان ثوری جیسے عظیم ائمہ اور فقہاء مدینہ کے فتاویٰ نقل کئے ہیں۔

(5) نسبی اصحاب فروض پر رد: ادلہ ”باب الرد“ میں ملاحظہ فرمائیں، میاں بیوی رد سے محروم رہتے ہیں کیونکہ موت سے ایک کا دوسرے سے رشتہ ختم ہو جاتا ہے۔

(6) ذوی الارحام: ادلہ ”باب ذوی الارحام“ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(7) جس کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہو: عن تمیم الداری رضی اللہ عنہ یقول: قلت یا رسول اللہ ﷺ! ما السنة فی الرجل من اهل الكتاب یسلم علی یدی الرجل؟ قال: هو اولى الناس بمحياه ومماته (صحیح البخاری تعلیقاً بصیغة التمریض: الفرائض؛ باب اذا أسلم علی یدیہ، جامع الترمذی: الفرائض؛ باب ماجاء فی میراث الذی یسلم علی یدی الرجل، بلفظ ”من اهل الشوک“، سنن أبی داود: الفرائض؛ باب فی الرجل یسلم علی یدی الرجل، سنن ابن ماجہ: الفرائض؛ باب الرجل یسلم علی یدی الرجل)

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرے تو اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: وہ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں سب سے زیادہ اس پر حق رکھتا ہے۔ سعید بن منصور کی روایت میں ”یرثہ ویعقل عنہ“ کی زیادتی ہے، لیکن اسکی سند میں احوص بن حکیم راوی ضعیف الحفظ ہے۔ جس کے متعلق شیخ البانی نے کہا: فیستشهد به (الصحیحة: ۲۳۱۶)۔

امام عبد اللہ بن مبارک نے کہا: دوسرے ورثاء کی عدم موجودگی میں یہ وارث بنے گا، امام ثوری نے کہا: یہ وارث بنے گا اور یہ دوسروں سے زیادہ حقدار ہے۔ (المصنف لعبد الرزاق ۳۹/۹، ۲۰/۶)

امام مبارکپوری نے کہا: دو احتمال ہیں: (1) یہ حدیث تو ارث بالاسلام پر دلالت کرتی ہے جو منسوخ ہو گیا، (2) اس حدیث کا یہ معنی ہے کہ وہ زندگی میں اسکی مدد کرے اور موت کے بعد اسکی نماز جنازہ ادا کرے۔ (تحفة الاحوذی ۱۸۵/۳)

امام خطابی نے کہا: ممکن ہے کہ یہ حدیث میراث سے متعلق ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس حدیث کا مدلول عہد و پیمان، ایثار و قربانی اور برّ و صلہ وغیرہ ہو۔ (تحفة الاحوذی ۱۸۵/۳، عون المعبود ۸۷/۳)

یاد رہے! سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ ۹ھ میں مسلمان ہوئے۔ (فتح الباری:

۵۳/۱۲) اور حدیث کا سیاق ان کی موجودگی کا تقاضا کرتا ہے۔ لہذا یہ حدیث ابتداء اسلام سے متعلقہ نہیں۔ نیز اس حدیث سے نصرت و تائید اور نماز جنازہ میں شرکت وغیرہ کا استدلال کرنا محل نظر ہے کیونکہ ان حقوق کی ادائیگی میں سب مسلمان برابر ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے بعض جنازوں میں شرکت نہیں فرمائی حالانکہ آپ ﷺ ”اولی بالمؤمنین من انفسهم“ تھے۔ (رواہ (أحمد بالصواب))

(8) جس کیلئے سارے مال وصیت کی گئی: ”باب الرد“ میں مذکورہ حدیث میں ایک تہائی (1/3) مال سے زائد کی وصیت سے منع کیا گیا تاکہ ورثاء آسودہ حال رہیں۔ جب ایک میت کے سرے سے ورثاء ہی نہ ہوں تو اسکی وصیت پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

لیکن ڈاکٹر وہبہ زحلی نے جمہور کا یہ قول نقل کیا کہ ورثاء کی عدم موجودگی میں اگر میت نے ایک تہائی سے زائد وصیت کی تو اس کی وصیت باطل ہو جائے گی کیونکہ ایک تہائی سے زائد مال مسلمانوں کا حق ہے۔ (الفقه الاسلامی: ۵۲/۸)

یہ بھی ایک معقول مسلک ہے کیونکہ دراصل میراث میت کی ملکیت نہیں، زیادہ سے زیادہ اسے ایک تہائی میراث میں تصرف کرنے کا حق دیا گیا، بہر حال مسئلہ اجتہادی ہے۔

(9) بیت المال: اب اس ترکہ کو لاوارث سمجھ کر بیت المال میں جمع کیا جائے گا تاکہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر صرف کیا جاسکے۔ اگر بیت المال کی سہولت میسر نہ ہو تو اس علاقہ کے چند ذی فہم غیر جانبدار آدمی یہ مال کسی اچھے مصرف میں خرچ کر دیں۔

سراجی کی ترتیب کے مطابق ساتویں اور آٹھویں ورثاء کا جائزہ

مولى الموالاة (حلیف)

ابتداء اسلام میں ایک دوسرے کا وارث بننے کا عہد و پیمان یا مہاجر اور انصاری کا اسلام کی بنا پر آپس میں رشتہ وراثت جائز قرار دیا گیا۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلَّذِينَ عَقَدْتَ أَيْمَانُكَ فَأَتَوْهُمْ نَصِيْبُهُمْ.** (النساء: ۳۳)

ہم نے ہر شخص کے وارث مقرر کر دیئے ہیں اس مال سے جس کو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ کر فوت ہوں اور جن سے تم نے اپنے ہاتھوں معاہدہ کیا ہے انہیں انکا حصہ دو۔ لیکن یہ حکم مندرجہ ذیل ادلہ کی وجہ سے منسوخ ہو گیا:

و اولو الارحام بعضهم اولى ببعض في كتاب الله (الانفال: ۷۵)

اور اللہ کے حکم میں رشتے ناتے والے ایک دوسرے کے زیادہ نزدیک ہیں
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد، عکرمہ، حسن، قتادہ وغیرہ نے کہا: انہا ناسخۃ
للارث بالحلف والأخاء اللذین کانوا یتوارثون بہما أولا (تفسیر ابن کثیر: ۳۶۵/۲)

یہ آیت اخوت یا حلف کی بنیاد پر وراثت کا حصہ دار بننے کے حکم کو منسوخ کر دیتی ہے جیسا کہ ابتداء اسلام میں تھا۔

و اولو الارحام بعضهم اولى ببعض في كتاب الله من المؤمنین
والمہاجرین (الأحزاب: ۶)

کتاب اللہ کی رو سے رشتے دار بہ نسبت دوسرے مومنوں اور مہاجرین کے آپس میں زیادہ حقدار ہیں۔

علامہ ابن کثیرؒ نے کہا: یہ آیت اس حکم کیلئے ناسخ ہے جس پر اخوت اور موالات کی وجہ سے رشتہ وراثت قائم تھا، جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، سعید بن جبیرؒ اور کئی سلف و خلف کا قول ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۵۱۶/۳)

عن ابن عباس قال: کان المہاجرون حین قدموا المدینۃ یرث
الأنصار المہاجرۃ دون ذوی رحمہم للأخوة التي آخى النبی ﷺ بینہم۔
فلما نزلت ”ولکل جعلنا موالی“ قال: نسختها ”والذین عاقدت ایمانکم۔
(الصحيح للبخاری: الفرائض، باب ذوی الارحام، سنن ابی داود)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب مہاجرین مدینہ آئے تو آپ ﷺ کے قائم کردہ مہاجرین کی بنا پر انصاری مہاجر کا وارث بننا تھا نہ کہ اس کا رشتہ دار۔ لیکن ”ولکل جعلنا

موالی، آیت نے اس (طریقہ وراثت) کو منسوخ کر دیا۔

عن ابن عباس: قال: كان الرجل يحالف الرجل ليس بينهما نسب فيرث أحدهم الآخر ففسخ ذلك الانفال، فقال: "وأولوا الأرحام بعضهم أولى ببعض" (سنن أبي داود: الفرائض؛ باب نسخ ميراث العقد بميراث الرحم) سيدنا ابن عباس رضي الله عنه فرماتے ہیں: دو آدمی آپس میں معاہدہ کی بنا پر ایک دوسرے کے وارث بننے تھے حالانکہ ان کے مابین کوئی نسبی رشتہ نہ ہوتا، سورہ انفال والی آیت "وأولوا الأرحام بعضهم أولى ببعض" نے اس طریقہ کو منسوخ کر دیا۔

عن جبير بن مطعم قال: قال رسول الله ﷺ: لا حلف في الاسلام وإيما حلف كان في الجاهلية لم يزده الاسلام إلا شدة. (الصحيح للبخاري عن أنس: الأدب؛ باب الإخاء والحلف، الصحيح لمسلم: الفضائل؛ باب مؤاخاة النبي ﷺ بين أصحابه، سنن أبي داود: الفرائض؛ باب في الحلف)

سیدنا جبیر بن مطعم رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں (میراث اور شریعت کے خلاف) کوئی معاہدہ نہیں، البتہ (اللہ کی اطاعت اور تعاون علی البر والتقویٰ پر جو) معاہدہ جاہلیت میں ہوا، اسلام نے اس میں مزید تاکید پیدا کی۔ امام طبریؒ نے کہا: آج یہ معاہدہ جائز نہیں، کیونکہ اسکے اور اخوت کے ذریعے موارثت "وأولوا الأرحام" والی آیت سے منسوخ ہو گئی۔

امام نوویؒ نے کہا: جس معاہدہ کا تعلق میراث سے ہے وہ تو جمہور علماء کے ہاں منسوخ ہے، البتہ اللہ کی اطاعت اور دین میں ایک دوسرے کی مدد اور حق کی نشر و اشاعت کیلئے باہمی اتحاد و تعاون برقرار ہے، حدیث کے دوسرے جملے کا یہی مطلب ہے۔ ملاحظہ

فرمائیں: شرح مسلم للنووی ۳۰۸/۲، عون المعبود ۸۹/۳، فتح الباری: ۵۹۷/۳۔ لہذا اب موالات عقد، موالات حلف یا موالات اخوت کی بناء پر وراثت کا کوئی تصور نہیں۔

احناف نے "مولى المولاة" کی وراثت کا استدلال سورہ نساء کی آیت (۳۳) سے کیا جس کی حقیقت سے آپ آگاہ ہو چکے ہیں، اگر امام ابن جریر وغیرہ نے اس آیت کو

محکم (یعنی غیر منسوخ) سمجھا ہے تو اس سے مراد وہ معاہدہ لیا جو ایک دوسرے کی مدد کیلئے قبل از اسلام دو اشخاص یا دو قبیلوں کے درمیان ہوا اور اسلام کے بعد بھی وہ چلا آ رہا ہو۔
واقعی اگر احناف اس معاہدے کے قائل ہیں اور آیت کریمہ کو محکم سمجھتے ہیں تو ابتداء اسلام کے دستور کے مطابق اس معاہدے کو اصحاب القروض سے پہلے پورا کریں، ساتویں نمبر پر لانے کی کیا تک ہے۔

جس کیلئے غیر پر نسب کا اقرار کیا گیا ہو

دو ہی صورتیں ہیں: نسب کا ثبوت یا عدم ثبوت۔

اگر نسب ثابت ہو جائے تو وہ بطور حصہ نسبی وارث بنے گا اور عدم ثبوت کی صورت میں غیر مستحق ٹھہرے گا۔ آٹھویں نمبر پر جس وارث کا تذکرہ کیا گیا، اس کا نسب ثابت ہے یا نہیں؟ نسب میں بین بین کی صورت تو ہوتی نہیں۔

اسی لئے شافعیہ نے اپنے ایک قول کی تائید میں کہا: أن النسب لا يثبت الا بشاهدي عدل، وحيث لا يثبت فلا ميراث، لأن النسب أصل والميراث فرع. (بداية المجتهد: الفرع)

دو عادل گواہوں کی گواہی سے نسب ثابت ہوگا، اگر نسب ثابت نہ ہو سکے تو کوئی میراث نہیں، کیونکہ نسب اصل ہے اور میراث فرع۔

ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے کہا: جمہور کا خیال ہے کہ یہ وارث نہیں بن سکتا۔ اگر شریعت کے مقرر کردہ ضوابط کی رو سے اس کا نسب ثابت ہو جائے تو وہ نسبی قرابت کی بنا پر وارث بنے گا۔
(الفقه الاسلامي: ۴۰۵/۸)



www.KitaboSunnat.com

﴿فَصَلِّ فِي الْمَوَاقِعِ﴾

موانع ارث

﴿الْمَانِعُ مِنَ الْأَرْثِ أَرْبَعَةٌ: الرَّقُّ وَالْهَرَاكَانُ أَوْ نَاقِصًا، وَالْقَتْلُ الَّذِي يَتَعَلَّقُ بِهِ وَجُوبُ الْقِصَاصِ أَوْ الْكُفَّارَةِ، وَاخْتِلَافُ الدِّينَيْنِ، وَاخْتِلَافُ الدَّارَيْنِ، أَمَّا حَقِيقَةً كَالْحَرْبِيِّ وَالذَّمَّى أَوْ حُكْمًا كَالْمُسْتَأْمِنِ وَالذَّمَّى أَوْ الْحَرْبِيِّ مِنَ دَارَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ، وَالذَّارُ أَمَّا تَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْمَنَعَةِ وَالْمَلِكِ لَا نَقْطَاعَ الْعِصْمَةِ فِيمَا بَيْنَهُمْ﴾

موانع ارث چار ہیں: (۱) کامل یا ناقص غلامی، (۲) وہ قتل جس سے قصاص یا کفارہ لازم آتا ہو، (۳) (وارث اور موڑث میں) دین کا اختلاف، (۴) اختلاف دارین (وارث اور موڑث کے ممالک کا الگ الگ ہونا)، یہ حقیقی ہو جیسے حربی اور ذمی یا حکمی جیسے مستأمن اور ذمی (جو ایک ملک میں رہ رہے ہوں) یا مختلف ممالک کے دو حربی، اختلاف دارین کا دار و مدار لشکر اور بادشاہ کے علیحدہ ہونے پر ہے کیونکہ (اس صورت میں) ایک دوسرے کا تحفظ منقطع ہو جاتا ہے۔

وضاحت: مانع: لغتاً: دو چیزوں کے درمیان حائل پردہ،

اصطلاحاً: مانع وارث میں پایا جانے والا وہ وصف ہے جو اسے کلیۃً ترکہ سے محروم کر دے۔ ناقص غلام سے مراد مکاتب یا وہ غلام جو بعض آزاد ہو اور بعض غلام۔

قتل عمد اور قتل خطا کو احناف اور حنابلہ دونوں نے معتبر جانا، لیکن حنابلہ نے القتل بالسبب (جیسے کسی انسان کے کنوئیں میں اس کے موڑث کا گر کر مر جانا) کو بھی مانع ارث قرار دیا۔

لیکن شیخ محمد عی الدین نے کہا: القتل بسبب لا یصدق علیہ انہ قاتل

حقیقۃً حتی یدخل فی عموم قولہ ﷺ: "القاتل لایرث"۔ (احکام الموارث فی

الشریعة الاسلامیة: ص ۳۵)

قتل بالسبب کے مرتکب کو حقیقی قاتل تو نہیں کہا جاسکتا کہ وہ ”القاتل لایرث“ (قاتل وارث نہیں بنتا) کے عموم میں داخل ہو سکے۔

ظاہر تو یہی ہے کہ القتل بالسبب غیر معتبر ہے لیکن موقع محل اور کیفیت و نوعیت مد نظر رکھ کر حاکم وقت اس کی محرومی کا اجتہاد کر سکتا ہے۔ جیسے ایک آدمی نے کسی وسیع و عریض میدان، جو لوگوں کی گزرگاہ ہے، میں یا گھر کے قریب کنواں کھود کر اسکے گرد باڑ نہیں لگائی۔ رات کو اسی کا والد اس کنویں میں گر کر مر گیا۔ اب اس کی سستی اور کابلی کو مد نظر رکھا جاسکتا ہے۔

اختلاف دین کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لایرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم۔ (صحیح البخاری: الفرائض؛ باب لایرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم، صحیح مسلم: الفرائض؛ باب لایرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم)

کہ مسلمان کافر کا وارث بنتا ہے نہ کافر مسلمان کا۔

اس حدیث کا تعلق اسلام اور کفر سے ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ کیا کفر کے مختلف فرقے جیسے یہودی، عیسائی، مجوسی وغیرہ علیحدہ علیحدہ ملتیں تصور کی جائیں گی یا ایک؟

جواباً رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: لایتوارث اهل ملتين شتى۔ (مسند

احمد: ۴/۷۵ ارقم: ۱۷۸۱۲، جامع الترمذی: الفرائض؛ باب لایتوارث اهل ملتين، سنن أبی داود: الفرائض؛ باب هل یورث المسلم الکافر، سنن ابن ماجہ: الفرائض؛ باب میراث اهل الاسلام من اهل الشرك، السنن الکبریٰ للنسائی: الفرائض؛ باب سقوط الميراث بین الملتین)

کہ دو مختلف ملتوں والے آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔

شیخ عبد اللہ بسام نے کہا: مذکورہ بالا حدیث سے استدلال کرتے ہوئے امام احمدؒ

نے کہا: کفر کی متعدد ملتیں ہیں، ایک ملت والا دوسری ملت کے پیروکار کا وارث نہیں بنے

گا..... یہی مذہب رائج ہے۔ (توضیح الاحکام: ۳/۳۰۴)

حرابی: جو دارالحرب میں رہ رہا ہو۔

ذمی: وہ کافر جو دارالاسلام کا باشندہ ہو اور معاملات میں اسلامی آئین کو تسلیم کرتا ہو۔

مستأمن: وہ کافر جو تجارت وغیرہ کی غرض سے کچھ وقت کیلئے دارالاسلام میں رہ رہا ہو۔

اختلاف دار کو مانع قرار دینے کی مطلقاً کوئی دلیل نہیں۔ شیخ ابن قدامہ نے

کہا: وقیاس المذهب عندی أن أبناء الملة الواحدة يتوارثون وأن اختلفت

ديارهم... (المغنی: ۷/۱۶۷)

کہ میرے ہاں مذہب کا قیاس یہی ہے کہ ایک ملت والے ایک دوسرے کے وارث بنیں گے اگرچہ ان کے ممالک مختلف ہوں، کیونکہ نصوص کے عموم کا یہی تقاضا ہے۔ کوئی نص اور اجماع اس تخصیص کی تائید نہیں کرتے اور یہاں قیاس بھی درست نہیں، لہذا نصوص کے عموم پر عمل کرنا واجب ہے، یہی مسلک جمہور کا ہے۔



بَابُ مَعْرِفَةِ الْفُرُوضِ وَمُسْتَحَقِّيْهَا

مقررہ حصوں اور ان کے مستحقین کی پہچان

﴿الْفُرُوضُ الْمُقَدَّرَةُ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى سِتَّةٌ: النِّصْفُ، وَالرُّبْعُ، وَالثُّمْنُ، وَالثَّلَاثَانُ، وَالْثُلُثُ، وَالسُّدُسُ عَلَى التَّضْعِيفِ وَالتَّصْنِيفِ﴾

اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تضعیف اور تصنیف کی صورت میں مقررہ حصے چھ ہیں:

آدھا، ایک چوتھائی، آٹھواں، دو تہائی، ایک تہائی، چھٹا۔

وضاحت: متعین حصوں کی دو قسمیں ہیں:

دوسری قسم

پہلی قسم

ثلثان ، ثلث ، سدس

نصف ، ربع ، ثمن

دو تہائی ایک تہائی چھٹا

آدھا ایک چوتھائی آٹھواں

1/6 1/3 2/3 1/8 1/4 1/2

تضعیف (دوگنا کرنا)، تضعیف (آدھا آدھا کرنا): دونوں قسموں میں پہلا حصہ دوسرے حصے کا اور دوسرا حصہ تیسرے کا دوگنا ہے۔ اسے تضعیف کہتے ہیں، جبکہ ہر قسم میں تیسرا حصہ دوسرے کا اور دوسرا حصہ پہلے کا نصف ہے۔ اسے تضعیف کہتے ہیں۔ یعنی بالترتیب کوئی سے دو حصے لیں اور غور کریں تو پہلا حصہ دوسرے کا دوگنا ہوگا اور دوسرا پہلے کا نصف جیسے $1/3$ ، $2/3$ میں $2/3$ ، $1/3$ کا ذیل ہے اور $1/3$ ، $2/3$ کا نصف۔ علیٰ ہذا القیاس۔

﴿وَأَصْحَابُ هَذِهِ السَّهَامِ اثْنَا عَشَرَ نَفَرًا: أَرْبَعَةٌ مِّنَ الرِّجَالِ وَهَمُّ الْآبِ وَالْجَدُّ الصَّحِيحُ وَهُوَ أَبُ الْآبِ وَأَنَّ عَلَاً وَالْأَخْ لَامٌ وَالزَّوْجُ، وَلَمَّا مِّنَ النِّسَاءِ وَهْنٌ: الزَّوْجَةُ وَالْبِنْتُ وَبِنْتُ الْإِنِّ وَأَنَّ سَفَلَتْ وَالْأَخْتُ لِأَبٍ وَأُمٍّ وَالْأَخْتُ لِأَبٍ وَالْأَخْتُ لَامٌ وَالْأُمُّ وَالْجَدُّ الصَّحِيحَةُ وَهِيَ الَّتِي لَا يَدْخُلُ فِي نَسَبِهَا أَلَى الْمَيْتِ جَدٌّ فَلَا يَسَدُ﴾

بارہ افرادان (چھ) حصوں کے مستحق ہیں، جن میں سے چار مرد ہیں: (1) باپ، (2) جد صحیح یعنی باپ کا باپ اگر چہ اوپر تک ہو، (3) اخیانی بھائی، (4) خاوند، اور آٹھ عورتیں ہیں: (1) بیوی، (2) بیٹی، (3) پوتی اگر چہ درجہ بدرجہ نیچے تک ہو جیسے پڑوتی پھر پڑپوتی، (4) حقیقی بہن، (5) علانی بہن، (6) اخیانی بہن، (7) ماں، (8) جدہ صحیحہ یعنی وہ دادی یا نانی جس کی میت کی طرف نسبت کرنے میں جد فاسد کا واسطہ نہ آئے۔

وضاحت: لفظ ”جد“ کا اطلاق دادا اور نانا دونوں پر ہوتا ہے، علم میراث میں اس کی دو قسمیں ہیں:

(1) جد صحیح: وہ ہے جس کے اور میت کے درمیان عورت کا واسطہ نہ ہو۔ جیسے دادا (آب) (آب)، پڑدادا (آبِ ابِ آب)۔

(2) جد فاسد: وہ ہے جس کے اور میت کے درمیان عورت کا واسطہ ہو۔ جیسے نانا (آبِ الأم)، دادی کا باپ (آبِ أمِ آب)۔

اسی طرح ”جدہ“ کا اطلاق دادی اور نانی دونوں پر ہوتا ہے۔ اسکی بھی دو قسمیں ہیں:

(1) جدہ صحیحہ: وہ ہے کہ اس کے درمیان جد فاسد کا واسطہ نہ ہو۔ جیسے نانی (اُمّ الّامّ)، دادی (اُمّ الابّ)۔

(2) جدہ فاسدہ: وہ ہے کہ اس کے درمیان جد فاسد کا واسطہ ہو، جیسے نانا کی ماں (اُمّ ابّ الّامّ)، دادی کی دادی (اُمّ ابّ امّ الابّ) بھائیوں اور بہنوں کی تین اقسام ہیں:

- (1) عینی (حقیقی بہن بھائی): وہ ہیں جن کا باپ اور ماں ایک ہوں۔
- (2) علاقائی (باپ شریکی بہن بھائی): وہ ہیں جن کا باپ ایک ہو اور مائیں مختلف۔
- (3) اخپانی (ماں شریکی بہن بھائی): وہ ہیں جن کی ماں ایک ہو اور باپ مختلف۔

اصحاب الفروض کے تفصیلی حصص

﴿أَمَّا الْأَبُ فَلَهُ أُحْوَالٌ ثَلَاثٌ: الْفَرُضُ الْمُطْلَقُ وَهُوَ السُّدُسُ وَذَلِكَ مَعَ الْإِبْنِ أَوْ ابْنِ الْإِبْنِ وَأَنْ سَقَلَ، وَالْفَرُضُ وَالتَّعْصِيبُ مَعًا وَذَلِكَ مَعَ الْإِبْنَةِ أَوْ ابْنَةِ الْإِبْنِ وَأَنْ سَقَلَتْ، وَالتَّعْصِيبُ الْمَحْضُ وَذَلِكَ عِنْدَ عَدَمِ الْوَلَدِ وَوَلَدِ الْإِبْنِ وَأَنْ سَقَلَ.﴾

(میت کے) باپ کے تین احوال ہیں: (1) صرف فرضی حصہ، جو سدس (1/6)

ہے، جب میت کا بیٹا یا پوتا، اگرچہ نیچے تک، موجود ہو، (2) فرضی حصہ + تعصیب، جب میت کی بیٹی یا پوتی، اگرچہ نیچے تک، موجود ہو، (3) صرف بطور عصبہ، جب میت کی اولاد یا بیٹے کی اولاد، اگرچہ نیچے تک، نہ ہو۔

وضاحت: تینوں حالتوں کی مثالیں:

(1) صرف فرضی حصہ:

میت		
باپ	بیٹا	بھائی
1/6	عصبہ	محبوب
1	5	-
<hr/>		
6		

بھائی، بیٹے اور باپ کی وجہ سے محروم ہو گیا، بیٹا ہمیشہ عصبہ بنتا ہے، باپ صرف فرضی حصے کا مستحق ہے، لہذا مسئلہ ”6“ سے بنا، ایک حصہ باپ کو ملا، باقی ”5“ بیٹے کو بطور عصبہ۔
(دوبارہ عصبہ کی تعریف پڑھیں اور تفصیل کیلئے دیکھیں ”باب العصبات“)

(2) فرضی حصہ + بطور عصبہ

میقہ	میقہ	میقہ
باپ	بیٹی	بیٹا (غلام)
عصبہ + 1/6	1/2	محروم
2 + 1	3	0
<hr/>		
6		

باپ اور بیٹی نے اپنے اپنے فرضی حصے بالترتیب ”1/6“، ”1/2“ وصول کئے، باپ کو ”1“ ملا، بیٹی کو ”3“ اور باقی ”2“ بطور عصبہ باپ کو ملیں گے، نتیجتاً باپ کا حصہ ”3=2+1“ بنے گا۔ بیٹا بوجہ غلامی محروم رہے گا۔

(3) صرف تعصیب:

میقہ	میقہ	میقہ
باپ	ماں	بیٹا (کافر)
عصبہ	1/3	محروم
2	1	0
<hr/>		
3		

ماں کا فرضی حصہ ”1/3“ ہے لہذا مسئلہ ”3“ سے بنا، ماں کو ”1“ اور باقی ”2“ بطور عصبہ باپ کو ملیں گے۔ بیٹا بوجہ کفر محروم رہے گا۔

پہلی اور دوسری صورت میں مسئلہ کا مخرج ”6“ اور تیسری صورت میں ”3“، یہ کیوں اور کیسے؟

علم میراث میں ابتدائی قدم رکھنے والے کم از کم پرائمری پاس طالب علم کیلئے جواب:

یاد رہے! ریاضی کی زبان میں 1/8، 1/2، 5/7 وغیرہ کو کسر، 2 1/2، 3 2/3 وغیرہ کو مخلوط، 2، 5، 3 وغیرہ کو صحیح عددی حصہ اور 1/8 کسر میں ”1“ کو شمار کنندہ اور ”8“ کو مخرج کہتے ہیں۔

مقررہ حصے (1/2, 1/4, 1/8, 2/3, 1/3, 1/6) کسور ہیں۔

اگر مسائل وراثت میں ان مقررہ حصوں میں سے کوئی ایک حصہ آجائے تو اس کسر کا مخرج مسئلے کا مخرج ہوگا۔ جیسے:

$$\begin{array}{r} \text{بیوی} \\ 1/8 \\ \text{بیٹا} \\ \text{عصبہ} \\ \hline 7 \quad 1 \\ 8 \end{array}$$

اس مسئلہ میں ایک مقررہ حصہ "1/8" ہے، لہذا اس کسر کا مخرج "8" مذکورہ

مسئلہ کا مخرج ہوگا، آٹھواں حصہ "1" بیوی کو اور باقی "7" بیٹے کو بطور عصبہ ملیں گے۔

$$\begin{array}{r} \text{باپ} \\ 1/6 \\ \text{بیٹی} \\ \hline 1/2 \quad 1/6 \end{array}$$

تو ان کسور کے مخرج کا ذواضعاف اقل بذریعہ تقسیم معلوم کریں وہ اس مسئلے کا مخرج ہوگا۔ ذواضعاف اقل: وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد ہے جو دیئے ہوئے اعداد پر پورا پورا تقسیم ہو جائے۔ یعنی "6" اور "2" کیلئے ایسا چھوٹے سے چھوٹا ہندسہ لائیں جس پر یہ دونوں پورے پورے تقسیم ہو سکیں۔

ذواضعاف اقل بذریعہ تقسیم کا طریقہ: (آٹھ تک پہاڑے یاد ہوں)

$$\begin{array}{r} \text{مثال: } 4, 6, 8 \text{ کا ذواضعاف اقل: } 2 \mid 4 - 6 - 8 \\ \text{مقسم علیہ ہند سے} \quad \begin{array}{r} 2 \mid 4 - 6 - 8 \\ 2 \mid 2 - 3 - 4 \\ 1 \mid 1 - 3 - 2 \end{array} \end{array}$$

یعنی "1" کے علاوہ ایسے چھوٹے سے چھوٹے ہندسے کا انتخاب کریں جو "4, 6, 8" کل پاکٹر پر پورا پورا تقسیم ہو جائے اور وہ "2" ہے، عمل کیا، پھر مقسوم علیہ ہندسوں "2, 3, 4" کیلئے "2" کا انتخاب کیا جو "4" اور "2" پر تقسیم ہو سکا۔ اب مقسوم علیہ ہندسے "2" اور "3" کسی عدد پر پورے تقسیم نہیں ہوتے، لہذا مزید تقسیم کا عمل نہیں ہوگا، اب دونوں مقسوم کیے کو دونوں حاصل قسمت میں ضرب دی، $24 = 2 \times 2 \times 3 \times 2$ ، معلوم ہوا کہ 4, 6, 8 کا

الْأَعْوَانُ النَّاجِيَةُ

ذواضعاف اقل ”24“ ہے، جس پر یہ تینوں ہند سے پورے پورے تقسیم ہو جاتے ہیں۔

مثال: 3, 3, 6, 8 کا ذواضعاف اقل: $\begin{array}{r|l} 2 & 3-3-6-8 \\ \hline & 3-3-3-4 \\ \hline & 1-1-1-4 \end{array}$ ← مقسوم علیہ ہند سے

← حاصل قسمت

$$2 \times 3 \times 4 = 24$$

بطور مثال باپ کی دوسری حالت کی مثال دوبارہ لکھ کر اس پر ایک اشکال پیش کر کے اس کا

حل:

$\begin{array}{r l} 2 & 2-6 \\ \hline & 1-3 \end{array}$	بیٹا (غلام)	بیٹی	باپ
	محروم	1/2	1/6
	0	- 3	- 1
			6

$$2 \times 3 = 6: \text{ذواضعاف اقل}$$

”1“ بیٹی کو ”3“ باپ کو اور باقی ”2“ باپ کو ہی بطور عصبہ ملا۔

اشکال: باپ کو ”1“ اور بیٹی کو ”3“ کیسے ملا؟

جواب: ہر حصے کے مخرج کو مسئلہ کے مخرج پر تقسیم کریں، حاصل قسمت کو اسی حصے کے شار کنندہ میں ضرب دیں۔ جیسے بیٹی کا حصہ ”1/2“ ہے، اس کے مخرج ”2“ کو مسئلہ کے مخرج ”6“ پر تقسیم کیا، حاصل قسمت ”3“ کو بیٹی کے حصے کے شار کنندہ ”1“ میں ضرب دی، جواب ”3“ آیا اور وہی لڑکی کا حصہ ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔

تنبیہ: پرائمری سکول ٹیچر سے ذواضعاف اقل کا طریقہ سمجھ لیں۔ اگر آپ کو یہ طریقہ مشکل لگے تو متعین حصوں کی یہ دونوں قسمیں:

دوسری قسم	پہلی قسم
ثلثان ، ثلث ، سدس	نصف ، ربع ، ثمن
دو تہائی ایک تہائی چھٹا	آدھا ایک چوتھائی آٹھواں
1/6 1/3 2/3	1/8 1/4 1/2

ذہن نشیں کر کے ”باب مخارج الفروض“ میں پیش کردہ طریقہ کا خلاصہ لیں، جو مندرجہ ذیل ہے۔

(1) اگر کسی مسئلہ میں ایک ہی معین حصہ ہے، تو اس حصے کا مخرج، مسئلہ کا مخرج ہوگا۔ جیسے:
 "1/6" کا مخرج "6" ہے، یہی مسئلہ کا مخرج ہوگا، اسی طرح "2/3" کا "3"۔ علیٰ ہذا
 القیاس، مگر نہ

(2) مخرج "6" ہوگا جب نوع ثانی کے دو یا تینوں حصے جمع ہو جائیں۔

(3) مخرج "6" ہوگا جب نصف (1/2) کل نوع ثانی یا بعض کے ساتھ جمع ہو۔

(4) مخرج "8" ہوگا جب نوع اول کے دو یا تینوں حصے جمع ہو جائیں۔

(5) مخرج "12" ہوگا جب ربع (1/4) کل نوع ثانی یا بعض کے ساتھ جمع ہو۔

(6) مخرج "24" ہوگا جب ثمن (1/8) کل نوع ثانی یا بعض کے ساتھ جمع ہو۔

مخرج نکالنے کا تیسرا طریقہ "فصل فی معرفة التماثل والتداخل....." میں آئے گا۔

﴿وَالْجَدُّ الصَّحِيحُ كَالْأَبِ الْأَبْنَى أَرْبَعُ مَسَائِلَ وَسَنَذْكُرُهَا فِي مَوَاضِعِهَا أَنْ شَاءَ اللَّهُ، وَيَسْقُطُ الْجَدُّ بِالْأَبِ لِأَنَّ الْأَبَ أَصْلٌ فِي قَرَابَةِ الْجَدِّ إِلَى الْمَيِّتِ وَالْجَدُّ الصَّحِيحُ هُوَ الَّذِي لَا تَدْخُلُ فِي نَسَبِهِ أَلَى الْمَيِّتِ أُمٌّ﴾

(حق وراثت میں) جد صحیح، سوائے چار مسائل کے، باپ کی طرح ہے، (لہذا والد)

ان مسائل کا ذکر اپنے مقام پر آئے گا، جد صحیح باپ کی موجودگی میں ساقط (محروم) ہو جائے گا، کیونکہ میت کی طرف دادا کی نسبت کی بنیاد باپ ہے، (لہذا باپ مقدم ہوگا) اور جد صحیح وہ ہے جس کی میت کی طرف نسبت میں ماں کا واسطہ نہ ہو۔

وضاحت: میت کے باپ کی عدم موجودگی میں اسکے احوال کی طرح جد صحیح کی بھی وہی تین حالتیں ہوتی ہیں، البتہ بعض فقہاء کے نزدیک مندرجہ ذیل چار مسائل میں جد صحیح اور باپ میں فرق ہے۔

(1) باپ کی موجودگی میں عینی اور علاقائی بھائی بہنیں ساقط (محبوب) ہو جاتے ہیں (دیکھیں باپ کے حالات میں پہلی مثال) جبکہ جد صحیح کے ساتھ وارث بنتے ہیں۔

تفصیل "باب مقاسمة الجد" میں آئے گی کہ آیا یہ فرق معتبر ہے۔

(2) میت کی ماں کی عدم موجودگی میں دادی باپ کی وجہ سے محبوب ہو جاتی ہے، لیکن جد صحیح

کے ساتھ وارث بنتی ہے، کیونکہ دادی کا رشتہ دادے کے واسطے سے نہیں۔

مثال: (1)

باپ	بھائی	دادی	بیٹا
1/6	محبوب	محبوب	عصبہ
1	0	0	5

6

باپ کی وجہ سے بھائی اور دادی محبوب ہو گئے۔

مثال: (2)

دادا	دادی	بیٹا
1/6	1/6	عصبہ
1	1	4

6

دادا کو باپ کی پہلی حالت کی طرح سدس (1/6) ملا، "6" اور "6" کا ذواضعاف اقل بھی "6" ہے، لہذا مسئلہ "6" سے بنا، "1" دادا کو، "1" دادی کو، اور "4" بیٹے کو بطور عصبہ ملیں گے۔

(3) جب ورثاء ماں، باپ اور احد ازوجین (میاں بیوی میں سے کوئی ایک) ہوں تو ماں کو احد ازوجین کا حصہ نکال کر بقیہ مال کا ثلث (1/3) ملے گا، لیکن اگر باپ کی جگہ صحیح ہو تو اس کو کل مال کا ثلث (1/3) ملے گا۔ تفصیل "ماں کے حالات" میں کہ آیا یہ امتیاز درست ہے؟

مثال: (2)

خاوند	ماں	دادا
1/2	1/3	عصبہ
3	2	1

6

مثال: (1)

خاوند	ماں	باپ
1/2	1/3	عصبہ
3	1	2

6-3=3

دونوں مسائل میں "3" اور "2" کسی عدد پر پورے تقسیم نہیں ہوتے اسلئے ان کا ذواضعاف اقل $6 = 2 \times 3$ ہے۔ مسئلہ "6" سے بنا، پہلے مسئلے میں خاوند کا حصہ "3" مخرج سے منفی کر دیا، باقی "3" کا ثلث (1/3) یعنی "1" ماں کو ملا، اور باقی "2" باپ کو بطور عصبہ باپ کو

ملا، دوسرے مسئلے میں دادا کی وجہ سے ماں کو کل مال کا ثلث (1/3) ملا اور باقی ”1“ بطور عصبہ دادا کو۔

(4) مولی العتاقہ (آزاد کرنے والے) کا باپ اس کے بیٹے کے ساتھ سدس (1/6) کا وارث بنے گا، لیکن اگر باپ کی جگہ جد صحیح ہو تو وہ محروم رہے گا اور صرف بیٹا وارث ہوگا۔ یہ فرق درست نہیں، تفصیل ”باب العصبات“ کے آخر میں۔

مثال: **مقیہ** (آزاد شدہ غلام) **مقیہ** (آزاد شدہ غلام)
 مولی العتاقہ (آزاد کر نیوالا، ف) مولی العتاقہ (آزاد کر نیوالا، ف)
 بیٹا دادا بیٹا باپ
 عصبہ محجوب عصبہ 1/6
 خود حل کر لیں، بتائیں کہ پہلی فصل میں مذکورہ ورثاء کی ترتیب میں تیسرے اور چوتھے نمبر پر کون ہیں؟

﴿وَأَمَّا الْوُلَادَةُ فَلِلْأُمِّ ثَلَاثُ أَسْوَاقٍ: الْوَلَدُ لِلْوَاحِدِ، وَالثَّلَاثُ لِلْإِنْسَانِ فَصَاعِدًا، ذُكُورُهُمْ وَأُنْثَاهُمْ فِي الْقِسْمَةِ وَالْإِسْتِحْقَاقِ سَوَاءٌ وَيَسْقُطُونَ بِالْوَلَدِ وَوَلَدِ الْإِبْنِ وَأَنْ سَفَلَ بِالْأَبِ وَالْجَدِّ بِالِاتِّفَاقِ.﴾

اخیانی بھائیوں کی تین حالتیں ہیں: (1) سدس (1/6)، جب ایک ہو، (2) ثلث (1/3) جب وہ دو یا دو سے زیادہ ہوں، (اس قسم میں) مذکر اور مؤنث تقسیم اور استحقاق میں برابر ہیں، (3) میت کی اولاد، اسکے بیٹے کی اولاد، اگرچہ نیچے تک ہو، باپ اور دادا کی موجودگی میں اخیانی بھائی بالاتفاق ساقط (محجوب) ہو جائیں گے۔

وضاحت: مثالیں:

(1) سدس (1/6): **مقیہ** (مقتول)

بیٹا (قاتل) ماں عینی بھائی اخیانی بھائی یا بہن
 محروم 1/6 عصبہ 1/6
 0 - 1 - 4 - 1
 6

تنبیہ: محروم وارث کسی پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔

(2) ثلث (1/3):

خاوند	ماں	دواخیانی بھائی اور ایک انکی بہن
1/2	1/6	1/3
3	1	2
6		

3, 6, 2 کا ذواضعاف اقل "6" ہے اسلئے مسئلہ "6" سے بنا، "2" تین بہن بھائیوں کا حصہ ہے جو ان پر پورا تقسیم نہیں ہوتا لہذا "2" اور "3" میں نسبت بتا دینے کی وجہ سے "3" کو مسئلہ کے مخرج اور اسکے شمار کنندوں سے ضرب دیں گے:

$$\begin{array}{r} 2 \times 3 = 6 \\ 1 \times 3 = 3 \\ 3 \times 3 = 9 \\ \hline 6 \times 3 = 18 \end{array}$$

یاد رکھیں کہ ہر وارث کا حصہ صحیح عدد میں ہونا چاہئے نہ کہ کسر میں، اس نسبت اور ضرب کی تفصیل "فصل فی معرفة التماثل والتباين....." اور "باب التصحيح" میں آئے گی۔

(3) محجوب:

باپ	بیٹا	اخیانی بھائی
1/6	عصبہ	محجوب
1	5	0
6		

﴿وَأُمَّا لِلزَّوْجِ فَحَالَتَانِ النِّصْفُ عِنْدَ عَدَمِ الْوَلَدِ وَالْإِبْنِ وَأَنْ سَفَلَ وَالرُّبْعُ مَعَ الْوَلَدِ أَوْ وَلَدِ الْإِبْنِ وَأَنْ مَفْلَ﴾

خاوند کی دو حالتیں ہیں: (1) نصف (1/2) جب میت کی اولاد، اس کے بیٹے کی اولاد، اگرچہ نیچے تک ہو، نہ ہو، (2) ربع (1/4) جب میت کی اولاد، اس کے بیٹے کی اولاد، اگرچہ نیچے تک ہو، موجود ہو۔

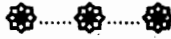
مثالیں: (1) نصف (1/2): دیکھیں "دادا کے حالات" شق نمبر 3

الأخوان الناجية

(2) ربع (1/4):

خاوند	بیٹا	بیٹی	اخیاں بھائی
1/4	عصبہ	محبوب	
1	-	3	-
		0	
		4	

باقی ”3“ کے مستحق بیٹا اور بیٹی ہیں، ”للمذکر مثل حظ الانثیین“ کی بناء پر بیٹے کو ”2“ اور بیٹی کو ”1“ ملا۔



فصل فی النساء

اصحاب الفروض عورتوں کے حصص

﴿أَمَّا لِلزَّوْجَاتِ فَحَالَتَانِ: الرَّبْعُ لِلوَاحِدَةِ فَصَاعِدَةً عِنْدَ عَدَمِ الْوَلَدِ وَوَلَدِ الْإِبْنِ وَأَنْ سَفَلَ وَالشُّمْنُ مَعَ الْوَلَدِ أَوْ وَلَدِ الْإِبْنِ وَأَنْ سَفَلَ﴾
 بیویوں کے احوال دو ہیں: (1) ایک ہو یا زیادہ، ربع (1/4) ملے گا، جب میت کی اولاد یا اسکے بیٹے کی اولاد، اگر چہ نیچے تک ہو، موجود نہ ہو، (2) شمن (1/8) جب میت کی اولاد یا اسکے بیٹے کی اولاد، اگر چہ نیچے تک ہو، موجود ہو۔
وضاحت: مثالیں:

(1) ربع (1/4)

بیوی (میسائی)	بیوی	باپ	علاقائی بھائی
محروم	1/4	عصبہ	محبوب
0	-	1	-
		3	-
		0	
		4	

باپ کی وجہ سے علاقائی بھائی محبوب ہو گیا۔

(2) ثمن (1/8):

بیوی	بیٹا	ایخانی بھائی
1/8	عصبہ	محبوب
1	7	0
<hr/>		
8		

بیٹی کی وجہ سے بھائی محبوب ہو گیا۔

﴿وَأَمَّا لِبَنَاتِ الصُّلْبِ فَأَحْوَالُ ثَلَاثٍ: النِّصْفُ لِلوَاحِدَةِ وَالثُّلُثَانِ

لِلثَّانَتَيْنِ فَصَاعِدَةً وَمَعَ الْإِبْنِ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ وَهُوَ يُعْصَبُهُنَّ﴾

حقیقی بیٹیوں کی تین حالتیں ہیں: (1) نصف (1/2) جب ایک ہو، (2) دوثلث (2/3) جب دو یا دو سے زیادہ ہوں، (3) (میت کا) بیٹا ان کو عصبہ بنادے گا اور تقسیم اس طرح ہوگی کہ بیٹے کو دو بیٹیوں کا حصہ ملے گا۔

وضاحت: مثالیں:

(1) نصف (1/2): دیکھیں ”باپ کے احوال“ مثال نمبر 2

(2) دوثلث (2/3):

بیات	باپ	ماں
2/3	1/6	1/6
4	1	1
<hr/>		
6		

تین بیات کا حصہ ”4“ ہے جو ان پر پورا تقسیم نہیں ہوتا اور ان دونوں میں بتائیں کی نسبت ہے، لہذا تصحیح کیلئے مسئلہ کے مخرج اور شمار کنندوں کو ”3“ سے ضرب دی۔

$$\begin{array}{r} 1 \times 3 = 3 \quad - \quad 1 \times 3 = 3 \quad - \quad 4 \times 3 = 12 \\ \hline 6 \times 3 = 18 \end{array}$$

یاد رکھیں کہ ہر وارث کا حصہ صحیح عدد میں ہونا چاہئے نہ کہ کسر میں، اس نسبت اور ضرب کی تفصیل ”فصل فی معرفة التماثل والتباين“ اور ”باب التصحيح“ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(3) بطور عصبہ: دیکھیں ”خاوند کے حالات“ میں مثال 2

وَبَنَاتِ الْإِنِّ كَبَنَاتِ الصُّلْبِ وَلَهُنَّ أَحْوَالٌ مِثٌّ: النُّصْفُ لِلْوَحِيدَةِ،
وَالثُّلُثَانِ لِلْأُنثَيْنِ فَصَاعِدَةً عِنْدَ عَدَمِ بَنَاتِ الصُّلْبِ، وَلَهُنَّ السُّدُسُ مَعَ الْوَحِيدَةِ
الصُّلْبِيَّةِ تَكْمِلَةً لِلثَّلَاثَيْنِ، وَلَا يَرْتَنُّ مَعَ الصُّلْبِيَّتَيْنِ، إِلَّا أَنْ يَكُونُ بَحْدَانِهِنَّ أَوْ أَسْفَلَ
مِنْهُنَّ غَلَامٌ فَيَعْصِبُهُنَّ وَالْبَاقَى بَيْنَهُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ، وَيُسْقُطُنَ
بِالْإِنِّ.

پوتیاں حقیقی بیٹیوں کی طرح ہیں، ان کے احوال چھ ہیں: (1) نصف (1/2) جب ایک
ہو، (2) دوثلث (2/3) جب دو یا دو سے زائد ہوں، بشرطیکہ (دونوں صورتوں میں) حقیقی بیٹیاں
نہ ہوں، (3) سدس (1/6) جب ان کے ساتھ ایک حقیقی بیٹی ہو، تاکہ دوثلث (2/3) پورا ہو
جائے، (4) (کم از کم) دو حقیقی بیٹیوں کے ساتھ پوتیاں وارث نہیں بنیں گی، (5) بطور عصبہ جب
چوتھی صورت میں ان کے درجہ میں یا ان سے نیچے (میت کا) کوئی پوتا، پڑوتا وغیرہ ہو، اور مال
لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ تقسیم ہوگا، (6) ساقط ہو جاتی ہیں، جب میت کا بیٹا موجود ہو۔

وضاحت: پوتیاں تین صورتوں میں بیٹیوں کی طرح ہیں اور تین میں مختلف۔

تَكْمِلَةً لِلثَّلَاثَيْنِ (دوثلث پورا کرنا): دراصل دو یا زائد بیٹیوں کا حصہ دوثلث (2/3) ہے،
ایک بیٹی اور ایک پوتی کو دو بیٹیاں کہا جاسکتا ہے اسلئے انہیں دوثلث (2/3) ملنا چاہئے، لیکن
ان کا درجہ قرابت مختلف ہے، اسلئے بیٹی کو اس کا فرضی حصہ نصف (1/2) ملا، اور جسے کل حصہ
دوثلث (2/3) سے منفی کیا تو باقی سدس (1/6) بچا وہ پوتی کو دے دیا، اس طرح دوثلث
پورا ہو گیا، اسے ”تَكْمِلَةً لِلثَّلَاثَيْنِ“ کہا جاتا ہے۔

مثالیں: (1) نصف (1/2):

مِثٌّ (2) دوثلث (2/3):				مِثٌّ	
خاوند 4 پوتیاں				پوتی	حقیقی بھائی
1/4	2/3	عصبہ		1/2	
3	-	8	-	1	1
12				2	

(3) سدس (1/6):

	پوتی	بیٹی	باپ	ماں
	1/6	1/2	1/6	1/6
2 6-6-6-2	1	3	1	1
3 3-3-3-1				
1-1-1-1				
		6		

زواضاف اقل: $2 \times 3 = 6$

(4) لائیشن (وارث نہیں ہوں گی):

پوتی	2 بیٹیاں	عینی بھائی
محبوب	2/3	عصبہ
0	2	1
	3	

(5) بطور عصبہ:

پوتی	پوتا یا پڑوتا	2 بیٹیاں
عصبہ	2/3	2/3
	1x3=3	2x3=6
		3x3=9

ایک پوتی اور ایک پوتے کو "1" ملا، جوان پر پورا پورا تقسیم نہیں ہوتا، کسر سے بچنے کیلئے پوتی اور پوتے کے حصوں (2, 1) کے مجموعہ "3" کو مسئلہ کے مخرج اور شمار کنندوں میں ضرب دی، اب "2" پوتے کو اور "1" پوتی کو ملے گا۔

یاد رکھیں کہ ہر وارث کا حصہ صحیح عدد میں ہونا چاہئے نہ کہ کسر میں، اس نسبت اور ضرب کی تفصیل "فصل فی معرفة التماثل والتباين....." اور "باب التصحيح" میں ملاحظہ فرمائیں۔

(6) محبوب:

3 پوتیاں	بیٹا	چچا
محبوب	عصبہ	محبوب

(جمع مال بطور عصبہ بیٹے کو ملے گا، چچا اور پوتیاں بیٹے کی وجہ سے ساقط ہو جائیں گی)

﴿وَلَوْ تَرَكَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ ابْنٍ، بَعْضُهُنَّ أَسْفَلُ مِنْ بَعْضٍ، وَثَلَاثَ

بَنَاتِ ابْنِ ابْنِ آخَرَ بَعْضُهُنَّ أَسْفَلَ مِنْ بَعْضٍ، وَثَلَاثَ بَنَاتِ ابْنِ ابْنِ آخَرَ
بَعْضُهُنَّ أَسْفَلَ مِنْ بَعْضٍ، بِهَذِهِ الصُّورَةُ:

(الفريق الأول)	(الفريق الثاني)	(الفريق الثالث)
ابن بنت (علي)	ابن بنت (علي)	ابن بنت (علي)
ابن بنت (وسطى)	ابن بنت (وسطى)	ابن بنت (وسطى)
ابن بنت (سفل)	ابن بنت (سفل)	ابن بنت (سفل)

الْعُلَيَّا مِنَ الْفَرِيقِ الْأَوَّلِ لَا يُوَازِيهَا أَحَدٌ وَالْوُسْطَى مِنَ الْفَرِيقِ الْأَوَّلِ تُوَازِيهَا
الْعُلَيَّا مِنَ الْفَرِيقِ الثَّانِي وَالسُّفْلَى مِنَ الْفَرِيقِ الْأَوَّلِ تُوَازِيهَا الْوُسْطَى مِنَ
الْفَرِيقِ الثَّانِي وَالْعُلَيَّا مِنَ الْفَرِيقِ الثَّالِثِ وَالسُّفْلَى مِنَ الْفَرِيقِ الثَّالِثِ
لَا يُوَازِيهَا أَحَدٌ. إِذَا عَرَفْتَ هَذَا فَقُولُ: لِلْعُلَيَّا مِنَ الْفَرِيقِ الْأَوَّلِ النِّصْفُ،
وَلِلْوُسْطَى مِنَ الْفَرِيقِ الْأَوَّلِ مَعَ مَنْ يُوَازِيهَا السُّدُسُ تَكْمِلَةً لِلثَّلَاثِينَ، وَلَا
شَيْءَ لِلْسُّفْلِيَّاتِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعَهُنَّ غَلَامٌ فَيَعَصْبُهُنَّ مَنْ كَانَتْ بِحِذَائِهِ وَمَنْ
كَانَتْ فَوْقَهُ مِمَّنْ لَمْ تَكُنْ ذَاتَ مَهْمٍ وَيُسْقِطُ مَنْ دُونَهُ.

اگر میت ایک دوسرے سے نیچے تین پوتیاں، ایک دوسرے سے نیچے تین
پڑوتیاں اور اسی طرح ایک دوسرے سے نیچے تین پڑوتیاں چھوڑ جائے، مسئلہ کی شکل یوں
ہوگی: (اصل عبارت میں دیکھ لیں)

پہلے فریق کی علیا بچی کے مقابلے میں کوئی نہیں، اسی فریق کی وسطی بچی کے
مقابلے میں دوسرے فریق کی علیا بچی ہے، جبکہ پہلے فریق کی سفلی کے مقابلے میں (دو
بچیاں) دوسرے فریق کی وسطی اور تیسرے فریق کی علیا ہے۔

اس شکل کو سمجھنے کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں: پہلے فریق کی علیا بچی کو نصف (1/2)
ملے گا جبکہ دوئٹ (2/3) کو پورا کرنے کیلئے اسی فریق کی وسطی اور (دوسرے فریق
سے) اسکی مد مقابل (علیا) دونوں کو سدس (1/6) ملے گا۔ نیچے والی تمام بیٹیاں محروم

رہیں گی۔ ہاں اگر ان کے ساتھ کوئی لڑکا ہو تو وہ اپنے درجے والی، اور اپنے سے اوپر ان تمام بیٹیوں کو عصبہ بنادے گا جن کو مقررہ حصہ نہ ملا ہو اور اپنے سے نیچے والیوں کو ساقط کر دے گا۔

وضاحت: فریق اول کی علیا بچی کو نصف (1/2) اور اسی فریق کی وسطی اور فریق ثانی کی علیا دونوں کو سدس (1/6) ملے گا، یہ تینوں بچیاں مقررہ حصوں والی ہیں، مسئلہ ”6“ سے بنا، ”3“ علیا کو، ”1“ وسطی، علیا دونوں کو ملا، باقی ”2“ کی تقسیم کی تفصیل ”باب الرد“ میں آئے گی، اسے مسئلہ تشبیہ (پوتیوں کے مسئلہ کی وضاحت کرنیوالا) کہتے ہیں۔

فرض کریں کہ فریق ثالث کی وسطی کی جگہ لڑکا ہے تو یہ اپنی مد مقابل (فریق ثانی کی صغریٰ) اور اپنے سے اوپر والیوں (فریق ثالث کی علیا، فریق ثانی کی وسطی اور فریق اول کی سفلی) کو عصبہ بنادے گا، اور باقی ماندہ ”2“ ان پانچ افراد میں تقسیم کیا جائے گا، فریق ثالث کی سفلی ساقط ہی رہے گی۔

تنبیہ: سمجھ نہ آنے کی صورت میں نقشہ کو مد نظر رکھ کر بار بار غور سے پڑھیں۔

﴿وَأَمَّا لِلأَخَوَاتِ لِأَبٍ وَأُمٍّ فَأُخْوَالٌ خَمْسٌ: النِّصْفُ لِلْوَحْدَةِ، وَالْثُلُثَانِ لِلأُنثَيْنِ فَصَاعِدَةً، وَمَعَ الْأَخِ لِأَبٍ وَأُمٍّ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ يَصْرُونَ بِهِ عَصْبَةً لِأَسْتَوَائِهِمْ فِي الْقَرَابَةِ إِلَى الْمَيِّتِ، وَلَهُنَّ الْبَاقِي مَعَ الْبَنَاتِ أَوْ بَنَاتِ الْإِبْنِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اجْعَلُوا الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصْبَةً﴾

یعنی بہنوں کے احوال پانچ ہیں: (1) نصف (1/2) جب ایک ہو، (2) دوثلث (2/3) جب دو یا زائد ہوں، (3) عصبہ، جب ان کے ساتھ عینی بھائی ہو، کیونکہ دونوں درجہ قرابت میں برابر ہیں، جائداد کی تقسیم للذکر مثل حظ الأنثیین کے لیے کے مطابق ہوگی، (4) باقی مال، ان کیلئے میت کی بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ عصبہ کی حیثیت سے ہوگا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیٹیوں کے ساتھ بہنوں کو عصبہ بناؤ۔ (پانچویں حالت کا ذکر علانی بہنوں کے حالات میں آئے گا)

وضاحت: امام سراجی نے ”اجعلوا الأخوات مع البنات عصبہ“ کو رسول اللہ

کی طرف منسوب کیا ہے، حالانکہ یہ کسی فقیہ کا قول ہے، البتہ مسئلہ ایسے ہی ہے یعنی اس صورت میں بہنیں عصبہ بنیں گی۔ ملاحظہ ہو: الصحيح للبخاری: الفرائض؛ باب میراث

اہنۃ ابن مع اہنۃ، سنن ابی داود، جامع الترمذی، سنن ابن ماجہ
مثالیں: (1) نصف (1/2):

پچازاد	عینی بہن	مال
عصبہ	1/2	1/3
1	3	2
<hr/>		
	6	

”1“ پچازاد بھائی کو بطور عصبہ دیا۔

(2) دوثلث (2/3):

خالہ (ذوی الارحام)	پچازاد	2 عینی بہنیں
محبوب	عصبہ	2/3
0	1	2
<hr/>		
	3	

”خالہ“ کو کیوں محروم کیا گیا؟ دیکھیں ابتداء کتاب میں ورثاء کی ترتیب۔

(3) عصبہ (بغیرہ کی حیثیت سے) ”بغیرہ“ کی وضاحت ”باب الحصباء“ میں۔

عینی بہن	2 عینی بھائی	بھانجا (ذوی الارحام)
عصبہ	محبوب	محبوب

جمع مال لسلہ کر مثل حظ الانثیین کے کچے کے مطابق بھائیوں اور بہن میں پانچ حصے کر کے تقسیم کیا جائے گا، دو دو حصے ہر بھائی کو اور ایک حصہ بہن کو ملے گا۔

(4) عصبہ (مع غیرہ کی حیثیت سے)۔ ”مع غیرہ“ کی وضاحت ”باب الحصباء“ میں دیکھیں۔

2 بیٹیاں	پوتی	عینی بہن
2/3	محبوب	عصبہ
2	0	1
<hr/>		
	3	

دو بیٹیوں کی وجہ سے پوتی محبوب ہو گئی۔

(5) میت کے لڑکے، پوتے، اگرچہ نیچے تک ہو اور باپ کی موجودگی میں عینی بہنیں ساقط ہو جائیں گی، مزید تفصیل علاقائی بہنوں کی ساتوں حالت میں آئے گی۔

﴿وَالْأَخَوَاتِ لِأَبٍ كَالْأَخَوَاتِ لِأَبٍ وَأُمٍّ وَلَهُنَّ أَحْوَالٌ سَبْعٌ: النِّصْفُ لِلْوَاحِدَةِ، وَالثَّلَاثُ لِلْأُثْنَيْنِ فَصَاعِدَةً عِنْدَ عَدَمِ الْأَخَوَاتِ لِأَبٍ وَأُمٍّ، وَلَهُنَّ السُّدُسُ مَعَ الْأَخْتِ لِأَبٍ وَأُمٍّ تَكْمِلَةً لِلثَّلَاثَيْنِ، وَلَا يَرْتَنُّ مَعَ الْأُخْتَيْنِ لِأَبٍ وَأُمٍّ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعَهُنَّ أَخٌ لِأَبٍ فَيُعْصِبُهُنَّ وَالْبَاقِي بَيْنَهُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ، وَالسَّادِسَةُ أَنْ يُصِرْنَ عَصَبَةً مَعَ الْبَنَاتِ أَوْ بَنَاتِ الْإِبْنِ لِمَا ذَكَرْنَا، وَبَنُو الْأَعْيَانِ وَالْعَلَاتِ كُلُّهُمْ يَسْقُطُونَ بِالْإِبْنِ وَابْنِ الْإِبْنِ وَأَنْ سَقَلَ وَبِالْأَبِ بِاتِّفَاقٍ وَبِالْجَدِّ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ، وَيَسْقُطُ بَنُو الْعَلَاتِ أَيْضًا بِالْأَخِ لِأَبٍ وَأُمٍّ وَبِالْأُخْتِ لِأَبٍ وَأُمٍّ إِذَا صَارَتْ عَصَبَةً.﴾

علاقائی بہنیں بھی عینی بہنوں کی طرح ہیں، انکے احوال سات ہیں: (1) نصف (1/2) جب ایک ہو، (2) دوثلث (2/3) جب دو یا زائد ہوں بشرطیکہ (دونوں صورتوں میں) عینی بہنیں موجود نہ ہوں، (3) سدس (1/6) جب ایک عینی بہن موجود ہو یعنی دوثلث (2/3) کی تکمیل کیلئے، (4) دو عینی بہنوں کی موجودگی میں وہ وارث نہیں بنیں گی، (5) علاقائی بھائی (عینی بہنوں کے باوجود) انہیں عصبہ بنادے گا اور باقی مال ان میں کلیہ ”للذکر مثل حظ الأنثیین“ کے مطابق تقسیم کیا جائے گا، (6) عصبہ، ہماری سابقہ دلیل (اجعلوا الأخوات مع البنات عصبہ) کے پیش نظر، جب میت کی بیٹیاں یا پوتیاں ہوں، (7) ساقط: عینی اور علاقائی بھائی (بہنیں) میت کے بیٹے، پوتے، اگرچہ نیچے تک ہو، اور باپ کی موجودگی میں بالاتفاق ساقط ہو جائیں گی اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دادا بھی ان کو ساقط کر دے گا، نیز عینی بھائی اور عصبہ بننے والی عینی بہن علاقائیوں کو ساقط کر دے گی۔

وضاحت: مثالیں:

(1) نصف (1/2):

میت

دواخیانی بہنیں

علاقائی بہن

ماں

$$\begin{array}{r} 1/3 \qquad \qquad 1/2 \qquad \qquad 1/6 \\ 2 \qquad - \qquad 3 \qquad - \qquad 1 \\ \hline 6 \end{array}$$

(2) دو ٹکٹ (2/3):

$$\begin{array}{r} \text{بیوی} \qquad \qquad 3 \text{ علاقائی بہنیں} \qquad \qquad \text{بچا} \\ \text{عصبہ} \qquad \qquad 2/3 \qquad \qquad 1/4 \\ 1 \qquad - \qquad 8 \qquad - \qquad 3 \\ \hline 12 \end{array}$$

(3) سدس (1/6):

$$\begin{array}{r} \text{عینی بہن} \qquad \qquad \text{علاقائی بہن} \qquad \qquad \text{بچا آزاد بھائی} \\ \text{عصبہ} \qquad \qquad 1/6 \qquad \qquad 1/2 \\ 2 \qquad - \qquad 1 \qquad - \qquad 3 \\ \hline 6 \end{array}$$

(4) لائرن (وارث نہ ہوں گی):

$$\begin{array}{r} 2 \text{ عینی بہنیں} \qquad 2 \text{ علاقائی بہنیں} \qquad 2 \text{ اخیانی بہنیں} \qquad \text{بچا} \\ \text{عصبہ} \qquad \qquad 2/3 \qquad \qquad \text{محبوب} \qquad \qquad 1/3 \\ 0 \qquad - \qquad 1 \qquad - \qquad 0 \qquad - \qquad 2 \\ \hline 3 \end{array}$$

عینی بہنوں کی وجہ سے علاقائی بہنیں محبوب ہو گئیں اور بچا کیلئے کچھ نہیں بچا۔

(5) عصبہ بغیرہ کی حیثیت سے:

$$\begin{array}{r} 2 \text{ عینی بہنیں} \qquad 2 \text{ علاقائی بہنیں} \qquad \text{علاقائی بھائی} \qquad \text{بچا} \\ \text{عصبہ} \qquad \qquad 2/3 \qquad \qquad \text{عصبہ} \qquad \qquad 1/3 \\ 0 \qquad - \qquad 1 \qquad - \qquad 2 \\ \hline 3 \end{array}$$

علاقائی بھائی کی وجہ سے بچا عصبہ ہونے کے باوجود محبوب ہو گیا۔

(6) عصبہ مع غیرہ کی حیثیت سے:

$$\begin{array}{r} 2 \text{ بیٹیاں} \qquad \qquad \text{پوتی} \qquad \qquad \text{علاقائی بہنیں} \end{array}$$

$$\begin{array}{r} \text{عصب} \qquad \text{محبوب} \qquad 2/3 \\ 1 \quad - \quad 0 \quad - \quad 2 \\ \hline 3 \end{array}$$

دو بیٹیوں کی وجہ سے پوتی محبوب ہو گئی۔

(7) **میت**

بیٹا یعنی بہن یعنی بھائی علاقائی بھائی اخیانی بھائی

عصب ————— جوب

بیٹے کی وجہ سے باقی تمام محبوب ہو گئے۔

امام ابو حنیفہؒ کا قول راجح ہے کہ دادا بھی بہنوں کو ساقط کر دے گا۔ تفصیل ”باب مقاسمۃ الجدة“ میں آئے گی۔

﴿وَأَمَّا لِلَّامِ فَاُحْوَالٌ ثَلَاثُ: السُّدُسُ مَعَ الْوَلَدِ أَوْ وَلَدِ الْإِبْنِ وَأَنْ سَفَلَ أَوْ مَعَ الْأُتْنَيْنِ مِنَ الْأَخَوَةِ وَالْأَخَوَاتِ فَصَاعِدًا مِنْ أُمِّ جِهَةٍ كَانَا، وَتِلْكَ الْكُلُّ عِنْدَ عَدَمِ هَوْلَاءِ الْمَذْكُورِينَ، وَتِلْكَ مَا بَقِيَ بَعْدَ فَرْضِ أَحَدِ الزَّوْجَيْنِ وَذَلِكَ فِي مَسْئَلَتَيْنِ: زَوْجٍ وَأَبَوَيْنِ، وَزَوْجَةٍ وَأَبَوَيْنِ وَلَوْ كَانَ مَكَانَ الْأَبِ جَدًّا فَلِلَّامِ تِلْكَ جَمِيعُ الْمَالِ إِلَّا عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فَأَنْ لَهَا تِلْكَ الْبَاقِي.﴾

ماں کے تین احوال ہیں: (1) سدس (1/6)، جب میت کی اولاد، بیٹے کی اولاد، اگرچہ نیچے تک، ہو یا اس کے کسی جہت سے دو یا زائد بھائی بہنیں ہوں، (2) کل مال کا ثلث (1/3)، جب مذکورہ بالا دو عام نہ ہوں، (3) خاوند یا بیوی کے فرضی حصے سے بچے ہوئے مال کا ثلث (1/3)، جو دو صورتوں میں ممکن ہے: (1) جب ورثاء خاوند، ماں، باپ ہوں، (2) جب بیوی، ماں، باپ وارث بنیں، البتہ (ان صورتوں میں) اگر باپ کی جگہ دادا ہو تو ماں کو کل مال کا ثلث (1/3) ملے گا، لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس صورت میں بھی وہ باقی ماندہ مال کا ثلث ہی لے گی۔

وضاحت: مثالیں:

(1) سدس (1/6):

بپ	ماں	رضاعی ماں	بیٹی
1/6	1/6	غیر مستحق	1/2
1	1	0	3
—————			
6			

باقی "1" باپ کو بطور عصبہ ملے گا یعنی باپ کا کل حصہ: $1+1=2$ ہوگا۔

(2) کل مال کا ثلث (1/3):

بپ	ماں	یعنی بھائی
عصبہ	1/3	محبوب
2	1	0
—————		
3		

بچہ باپ، بھائی محبوب ہو گیا۔

(3) باقی ماندہ مال کا ثلث (1/3): (ا)

بیوی	ماں	بپ
1/4	1/3	عصبہ
3	3	6
—————		
12-3=9		

"12" میں سے "3" بیوی کو دیئے، باقی "9" کا ثلث (1/3) "3" ماں کو اور

"6" باپ کو بطور عصبہ دیئے۔ (ب)

خاوند	ماں	بپ
1/2	1/3	عصبہ
3	1	2
—————		
6-3=3		

تعبیہ: باپ کی جگہ دادا ہو تو ماں کو کل مال کا ثلث (1/3) ملے گا لیکن امام یوسفؒ کے نزدیک اسی طریقہ کے مطابق باقی ماندہ کا ثلث (1/3) ہی ملے گا، ان دو مسائل میں ہر ایک کو مسئلہ عمریہ (سیدنا عمرؓ کا کیا ہوا فیصلہ) اور مسئلہ غراویہ (روشن ستارے کی طرح مشہور) کہتے

ہیں۔

اشکال: جمہور کا مسلک: جب ورثاء باپ، ماں اور احد الزوجین (میاں بیوی میں سے کوئی ایک) ہوں تو جمہور کے نزدیک ماں کو احد الزوجین کا حصہ نکال کر باقی ترکہ کا ثلث (1/3) ملے گا، جمہور نے اس مسلک کی تائید میں دو دلیلیں پیش کی:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَأَن لَّمْ يَكُن لَّهٗ وَلَدٌ وَوَرِثَہٗ أَبُوہٗ فَلَا مَہِ الثَّلَثِ (النساء: 11) کہ اگر میت کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث بنتے ہوں تو اسکی ماں کیلئے تیسرا حصہ ہے۔

استدلال: اگر والدین کے ساتھ احد الزوجین ہو تو اس کا حصہ نکال کر ماں کو باقی ماندہ کا ثلث (1/3) ملے گا، کیونکہ ”ورثہ ابوہ فلا مہ الثلث“ کا مطلب یہ ہے کہ والدین کے حصے میں جو کچھ آئے گا اس کا ثلث ماں کو ملے گا نہ کہ کل مال کا اور اس مسئلہ میں والدین کے حصے میں وہی مال آئے گا جو احد الزوجین کے حصے سے بچے گا، علامہ ابن کثیرؒ نے اسی مسلک کو ترجیح دی۔

(2) جب ایک درجہ میں مذکور مؤنث جمع ہوں تو مذکر کی ذمہ داریوں کو مد نظر رکھ کر اسے مؤنث کی بنسبت زائد حصہ دیا جائے گا۔

سب سے پہلے آپ خود قرآن مجید سے والدین کی میراث خصوصاً ماں کے حصوں کی تفصیل سمجھیں۔ اعتراض: اگر ورثاء: ماں، باپ، احد الزوجین اور دو بھائی ہوں، تو جمہور کے قول کے مطابق والدین ”ورثہ ابوہ فلا مہ الثلث“ کا ہی مصداق بن کر اپنا اپنا حصہ وصول کریں گے، لیکن بھائیوں کی وجہ سے ماں کو سدس (1/6) ملے گا نہ کہ ثلث (1/3)، مذکورہ بالا آیت کے مفہوم کے مطابق اس مسئلہ میں بھی باقی مال کا سدس (1/6) ملنا چاہئے نہ کہ کل کا، لیکن کل کا دیا جاتا ہے۔

حقیقت میں آیت مبارکہ میں صرف والدین کے وارث ہونے کا ذکر ہے جیسا کہ ”ورثہ ابوہ“ سے معلوم ہو رہا ہے۔ جب والدین کے ساتھ احد الزوجین بھی ہو تو

اولاد کے نہ ہونے کی وجہ سے باپ عصبہ بنے گا، ماں کو مکمل ٹکٹ (1/3) اور کم از کم دو بھائیوں کی موجودگی میں سدس (1/6) اور احد الزوجین کو اس کا فرضی حصہ ملے گا۔ علم میراث کا قانون ہے کہ اصحاب الفروض سے بچا ہوا مال عصبہ کو دیا جاتا ہے، وہ کم ہو یا زیادہ، نہ کہ عصبہ کی وجہ سے اصحاب الفروض کے حصوں میں کمی کی جاتی ہے۔

”باب مقاسمة الجدة“ میں اکثر فقہاء نے دادا کو باپ کے قائم مقام قرار دیا، لیکن اس مسئلہ میں دونوں میں فرق بحال رکھا؟

رہا مسئلہ دوسری دلیل کا تو اسی آیت میں اولاد کی موجودگی میں ماں اور باپ ہر ایک کو سدس (1/6) دے کر باپ کو ترجیح نہیں دی گئی، اور رائج قول کے مطابق مسئلہ: خاوند ماں، 2، اخیانی بہنیں، 2، عینی بھائی میں خاوند کو 1/2، ماں کو 1/6، 2، اخیانی بہنوں کو 1/3 ملے گا، اور عینی بھائی سرے سے محجوب ہو جائیں گے حالانکہ وہ مذکر بھی ہیں اور قوی القرابہ بھی۔ معلوم ہوا کہ مذکر کو مؤنث پر ترجیح دینا کلی قانون نہیں بلکہ بعض اوقات اس کی مخالفت ہو سکتی ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَهَا الثُلُثُ كَامِلًا لِّظَاهِرِ الْآيَةِ. (سنن الدارمی: ۳۴۶/۲)

آیت کے ظاہر کو دیکھ کر ماں کو کل مال کا ٹکٹ (1/3) دیا جائے گا۔

بظاہر جمہور کی دونوں دلیلیں کمزور اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مسلک رائج معلوم ہوتا ہے۔

﴿وَلِلْجَدَّةِ السُّدُسُ لَأَمَّ كَانَتْ أَوْ لِأَبٍ وَاحِدَةٍ كَانَتْ أَوْ أَكْثَرَ أَذَا كُنَّ ثَابِتَاتٍ مُّتَحَازِيَاتٍ فِي الدَّرَجَةِ، وَيَسْقُطْنَ كُلُّهُنَّ بِالْأَمِّ، وَالْأَبَوِيَّاتُ أَيْضًا بِالْأَبِ، وَكَذَلِكَ بِالْجَدِّ إِلَّا أُمُّ الْأَبِ وَأَنَّ عَلَتْ، فَانْهَارَتْ مَعَ الْجَدِّ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ مِنْ قَبْلِهِ﴾

جدہ (دادی و نانی) کی دو حالتیں ہیں: (1) سدس (1/6)، خواہ وہ ثانی ہو یا دادی، ایک ہو یا زیادہ (سب سدس میں شریک ہوں گی) بشرطیکہ وہ صحیحہ ہوں اور میت سے برابری کا رشتہ رکھتی ہوں، (2) ماں کی موجودگی میں تمام جدات اور باپ کی وجہ سے صرف

دادیاں ساقط ہو جاتی ہیں، باپ کی طرح دادا بھی (اپنے سے اوپر پشت والیوں کو محبوب کر دے گا) البتہ دادا میت کی دادی اور اس سے اوپر پشت والیوں کو متاثر نہیں کرے گا، بلکہ وہ دادا کی موجودگی میں بھی وارث بنیں گی کیونکہ میت سے ان کا رشتہ دادا کی وساطت سے نہیں (بلکہ باپ کی وساطت سے ہے)

وضاحت: مثالیں: (1) سدس (1/6):

$$\begin{array}{r} \text{میت} \\ \text{دادی نانی} \quad \text{یعنی بھائی علاقائی بھائی} \\ 1/6 \quad \text{عصبہ} \quad \text{محبوب} \\ 0 - 5 \times 2 = 10 \quad - \quad 1 \times 2 = 2 \\ \hline 6 \times 2 = 12 \end{array}$$

علاقائی بھائی، یعنی بھائی کی وجہ سے محبوب ہو گیا، ”1“ دادی اور نانی پر پورا تقسیم نہیں ہوتا اسلئے ان کے مسئلہ ”2“ کو مسئلہ سے ضرب دی۔

$$\begin{array}{r} \text{میت} \\ \text{نانی} \quad \text{باپ} \quad \text{بیٹا} \quad \text{اخیا نانی بہنیں} \\ 1/6 \quad 1/6 \quad \text{عصبہ} \quad \text{محبوب} \\ 0 - 1 - 4 - 0 \end{array}$$

6 باپ اور بیٹے کی وجہ سے بہنیں محبوب ہو گئیں۔

(2) ساقط:

$$\begin{array}{r} \text{میت} \\ \text{دادی} \quad \text{نانی} \quad \text{ماں} \quad \text{باپ} \quad \text{یعنی بھائی} \quad \text{یعنی بہن} \\ \text{محبوب} \quad 1/6 \quad \text{عصبہ} \quad \text{محبوب} \\ 0 - 1 - 5 - 0 \end{array}$$

6 ماں کی وجہ سے دادی اور نانی اور باپ کی وجہ سے بہن بھائی محبوب ہو گئے۔

$$\begin{array}{r} \text{میت} \\ \text{دادا} \quad \text{دادا کی ماں} \quad \text{دادی} \\ \text{عصبہ} \quad \text{محبوب} \quad 1/6 \end{array}$$

$$\begin{array}{r} 1 - 0 - 5 \\ \hline 6 \end{array}$$

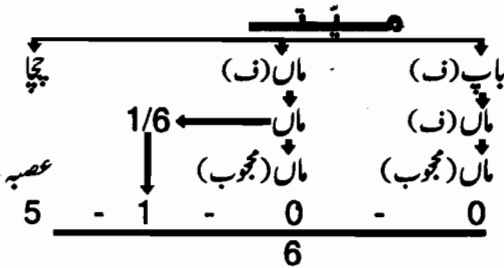
دادا کی وجہ اس کی ماں محبوب ہو گئی۔

﴿وَالْقُرْبَىٰ مِنْ أُمَّيْ جِهَةٍ كَانَتْ تَحْجِبُ الْبُعْدَىٰ مِنْ أُمَّيْ جِهَةٍ كَانَتْ

وَارِثَةً كَانَتْ الْقُرْبَىٰ أَوْ مَحْجُوبَةً﴾

قریب درجہ والی جدہ، خواہ کسی جانب سے ہو، بعید درجہ والی جدہ، خواہ کسی جانب سے ہو، کو ساقط کر دیتی ہے، اول الذکر خود وارث ہو یا محبوب (اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا)

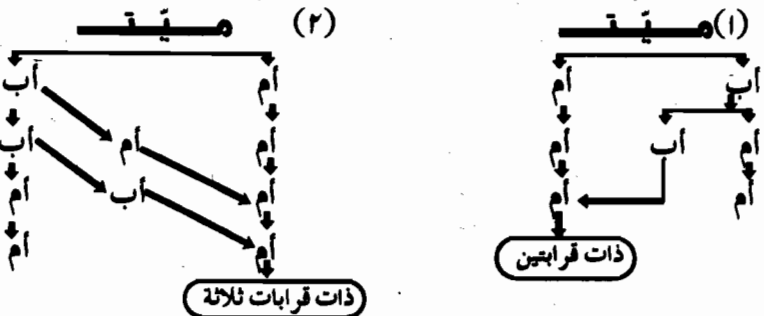
وضاحت:



دوسری پشت والی ماں نے تیسری پشت والیوں کو محبوب کر دیا۔

﴿وَإِذَا كَانَتْ الْجَدَّةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ وَاحِدَةٍ كَأُمِّ أَلِّبٍ وَالْأُخْرَىٰ

ذَاتَ قَرَابَتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ كَأُمِّ أَلِّبٍ وَهِيَ أَيْضًا أُمُّ أَلِّبٍ بِهَذِهِ الصُّورَةِ:



يُقَسَّمُ السُّدُسُ بَيْنَهُمَا عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنْصَافًا بِإِعْتِبَارِ الْأَبْدَانِ وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى ثَلَاثًا بِإِعْتِبَارِ الْجِهَاتِ.

جب ایک جدہ ایک قرابت رکھتی ہو جیسے دادی اور دوسری جدہ دو یا زائد رشتوں

والی ہو جیسے پڑناتی، جودادے کی بھی ماں ہو، اس کی شکل یہ ہے (متن میں دیکھیں) تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ابدان کا اعتبار کر کے دونوں میں سدس (1/6) نصف نصف کر کے تقسیم کیا جائے گا، جبکہ امام محمدؒ کے نزدیک (قرابتوں) کی جہات کا اعتبار کر کے سدس (1/6) کے تین حصے کئے جائیں گے (دو حصے دو قرابتوں والی کو اور ایک حصہ ایک قرابت والی کو دیا جائے گا۔)

وضاحت: امام محمدؒ کا قول رائج ہے، کیونکہ وراثت کا دار و مدار قرابت پر ہے، جو جتنا قوی القرابہ ہوگا اتنا میراث کا زیادہ مستحق ہوگا۔

پہلی اور دوسری مثال میں امام ابو یوسفؒ کے نزدیک سدس (1/6) کے دو حصے کر کے دونوں جدات کو ایک ایک حصہ دے دیا جائے گا، لیکن امام محمدؒ کے نزدیک پہلی مثال میں سدس (1/6) کے تین حصے کر کے دو حصے دو قرابتوں والی کو اور ایک حصہ ایک قرابت والی کو دیا جائے گا، جبکہ دوسری مثال میں سدس (1/6) کے چار حصے کر کے ایک حصہ ایک قرابت والی کو اور تین حصے تین قرابتوں والی کو دیئے جائیں گے۔

بطور تمہ چھ معین حصوں میں سے ہر ایک کے ورثا کی فہرست

(1) نصف (1/2): خاوند، بیٹی، پوتی، یعنی بہن، علاقائی بہن۔

(2) ربع (1/4): خاوند، بیوی۔

(3) ثمن (1/8): بیوی۔

(4) ثلثان (2/3): دو بیٹیاں یا زائد، دو پوتیاں یا زائد، دو یعنی بہنیں یا زائد، دو علاقائی بہنیں یا زائد۔

(5) ثلث (1/3): والدہ، دو اخیانی بھائی بہنیں یا زائد۔

(6) سدس (1/6): باپ، جدِ صحیح، والدہ، پوتی ایک ہو یا زائد، ایک علاقائی بہن یا زائد، ایک اخیانی بہن یا زائد، جدہ صحیحہ۔ (تفصیل ان کے حالات میں)



﴿بَابُ الْعَصَبَاتِ﴾

عصبات کا بیان

﴿الْعَصَبَاتُ النَّسَبِيَّةُ ثَلَاثَةٌ: عَصَبَةٌ بِنَفْسِهِ، وَعَصَبَةٌ بِغَيْرِهِ، وَعَصَبَةٌ

مَعَ غَيْرِهِ﴾

عصبات نسبہ تین ہیں:

(1) عصبہ بنفسہ، (2) عصبہ بغیرہ، (3) عصبہ مع غیرہ۔

وضاحت: عصبہ لغوی معنی: احاطہ کرنیوالا، گھیر لینے والا۔

اصطلاحی معنی: یہ وہ لوگ ہیں جو اصحاب الفروض کے حصوں سے باقی ماندہ مال اور ان کی عدم موجودگی میں تمام مال کے مستحق ٹھہرتے ہیں، ان کی دو اقسام ہیں:

(1) نسبہ: میت کے وہ نسبی رشتہ دار جو اصحاب الفروض کے حصوں سے باقی ماندہ مال اور ان کی عدم موجودگی میں تمام مال کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

(2) سببہ: وہ آزاد کنندہ آدمی جو عصبہ نسبہ کی عدم موجودگی میں اپنے آزاد کئے ہوئے غلام کے اصحاب الفروض سے بچا ہوئے مال اور ان کی عدم موجودگی میں سارے مال کا وارث بنتا ہے۔

عصبات نسبہ کی اقسام:

(1) عصبہ بنفسہ: میت کا وہ مذکر رشتہ دار، جس کی میت کی طرف نسبت عورت کی وساطت سے نہ ہو۔ جیسے بیٹا، پوتا، بھائی، بھتیجا، چچا وغیرہ۔ (کئی مثالیں گزر چکی ہیں)

(2) عصبہ بغیرہ: میت کی وہ ذی فرض مؤنث رشتہ دار جو اپنے بھائی کی وجہ سے عصبہ بنے۔ جیسے بیٹی بیٹے کے ساتھ، پوتی پوتے کے ساتھ، بہن بھائی کے ساتھ۔ (دیکھیں: حقیقی بہنوں کے حالات میں مثال نمبر 3)

(3) عصبہ مع غیرہ: میت کی وہ ذی فرض مؤنث رشتہ دار جو کسی دوسری ذی فرض مؤنث کی

وجہ سے عصبہ بنے۔ جیسے بیٹی یا پوتی کے ساتھ یعنی یا علاقائی بہن۔ (دیکھیں: حقیقی بہنوں کے حالات میں مثال نمبر 4)

﴿أَمَّا الْعَصْبَةُ بِنَفْسِهِ فَكُلُّ ذَكَرٍ لَا تَدْخُلُ فِي نِسْبَتِهِ إِلَى الْمَيِّتِ أَنْثَى، وَهُمْ أَرْبَعَةٌ أَصْنَافٍ: جُزْءُ الْمَيِّتِ، وَأَصْلُهُ، وَجُزْءُ أَبِيهِ، وَجُزْءُ جَدِّهِ. الْأَقْرَبُ فَالْأَقْرَبُ يَرْجَحُونَ بِقُرْبِ الدَّرَجَةِ، أَعْنَى أَوْلَاهُمْ بِالْمِيرَاثِ جُزْءُ الْمَيِّتِ أَىِ الْبَنُونَ، ثُمَّ بَنُوهُمْ وَأَنْ سَفَلُوا، ثُمَّ أَصْلُهُ أَىِ الْأَبُ، ثُمَّ الْجَدُّ أَىِ أَبُ الْأَبِ وَأَنْ عَلَا، ثُمَّ جُزْءُ أَبِيهِ أَىِ الْأَخُوَّةَ، ثُمَّ بَنُوهُمْ وَأَنْ سَفَلُوا، ثُمَّ جُزْءُ جَدِّهِ أَىِ الْأَعْمَامَ، ثُمَّ بَنُوهُمْ وَأَنْ سَفَلُوا. ثُمَّ يَرْجَحُونَ بِقُوَّةِ الْقَرَابَةِ أَعْنَى بِهِ أَنْ ذَا الْقَرَابَتَيْنِ أَوْلَى مِنْ ذَىِ قَرَابَةٍ وَاحِدَةٍ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أَنْثَى لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: "أَنْ أَعْيَانَ بَنَى الْأُمَّ يَتَوَارَثُونَ فَوْنُ بَنَى الْعَلَاتِ" كَالْأَخِ لِأَبٍ وَأُمٍّ أَوْ الْأَخْتِ لِأَبٍ وَأُمٍّ أَوْ إِذَا صَارَتْ عَصْبَةٌ مَعَ الْبَنَاتِ أَوْلَى مِنَ الْأَخِ لِأَبٍ وَالْأَخْتِ لِأَبٍ. وَابْنُ الْأَخِ لِأَبٍ وَأُمٍّ أَوْلَى مِنَ ابْنِ الْأَخِ لِأَبٍ، وَكَذَلِكَ الْحُكْمُ فِي أَعْمَامِ الْمَيِّتِ، ثُمَّ فِي أَعْمَامِ أَبِيهِ ثُمَّ فِي أَعْمَامِ جَدِّهِ.﴾

عصبہ بنفسہ وہ ہے جس کی میت کی طرف نسبت کرنے میں عورت کا واسطہ نہ ہو اور ان عصبات کی چار اصناف ہیں: (1) میت کا جزء (میت کی اپنائی جانب جیسے بیٹا، پوتا، نیچے تک)، (2) میت کی اصل (میت کی آبائی جانب جیسے باپ، دادا، اوپر تک) (3) میت کے باپ کا جزء (میت کے باپ کی اپنائی جانب یعنی میت کے بھائی، بھتیجے، نیچے تک)، (4) میت کے دادا کے جزء (میت کے دادا کی اپنائی جانب یعنی میت کے چچے، چچے زاد، نیچے تک)

(ان اقسام میں) جو درجہ میں میت سے قریب تر ہوگا اسے دوسروں پر ترجیح دی جائے گی، یعنی ان اقسام میں میراث کے سب سے پہلے مستحق میت کا جزء یعنی بیٹے ہوں گے، انکی عدم موجودگی میں پوتے اور اسی طرح نیچے تک، پھر میت کی اصل یعنی باپ، وہ نہ

ہو تو دادا، اوپر تک (تیسرے نمبر پر) میت کے باپ کا جزم یعنی میت کے بھائی، وہ نہ ہوں تو بیٹے، نیچے تک (اور آخر میں) میت کے دادا کے جزم یعنی چچے، وہ نہ ہوں تو چچا زاد، نیچے تک (درجہ قرابت کے بعد ورثاء کو) قوت قرابت کے لحاظ سے ترجیح دی جائے گی، یعنی دو قرابتوں والا، خواہ مذکر ہو یا مؤنث، ایک قرابت والے پر مقدم ہوگا (بشرطیکہ وہ درجہ میں برابر ہوں)، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: (اگر یعنی وعلاتی بھائی دونوں موجود ہوں تو) ”یعنی بھائی وارث بنیں گے نہ کہ علاتی“۔ جیسے یعنی بھائی اور بیٹی کے ساتھ عصبہ بننے والی یعنی بہن، علاتیوں سے زیادہ حقدار ہوں گے، اسی طرح یعنی بھائی کا بیٹا، علاتی بھائی کے بیٹے سے اولیٰ ہوگا، (یعنی، علاتی کے مقابلے میں قویٰ القرابہ ہے اسلئے اسے مقدم کیا جائے گا) میت کے چچوں، باپ کے چچوں اور دادا کے چچوں میں بھی حکم جاری ہوگا (یعنی زیادہ قریبی کو بعید پر ترجیح ہوگی)

وضاحت:

دادا	باپ	بیٹا	بیٹی	بھائی	چچا
عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ
بنفسہ	بنفسہ	بنفسہ	لغیرہ	بنفسہ	بنفسہ
محبوب	1/6	عصبہ	محبوب	محبوب	محبوب
0	1	5	0	0	0
6					

دادا بوجہ باپ، باپ بوجہ بیٹا، بھائی و چچا بوجہ باپ و بیٹا عصبہ ہونے کے باوجود وارث نہیں بنیں کیونکہ قریب تر موجود ہیں، یاد رہے باپ نے اپنا فرضی حصہ لیا نہ کہ بطور عصبہ۔

بیٹی	یعنی بہن	علاتی بھائی	علاتی بہن
مع غیرہ	بنفسہ	بنفسہ	بنفسہ
عصبہ	محبوب	محبوب	محبوب
1/2	1	0	1
2			

یعنی بہن اور علاقائی بہن بھائی درجہ قرابت میں مساوی ہیں، لیکن قوت قرابت کی بناء پر عینی بہن (جو بیٹی کی وجہ سے عصبہ بن رہی ہے) نے علاقائیوں کو ساقط کر دیا۔

حدیث ”أَنْ أَعْيَانُ بَنِي الْأُمِّ يَتَوَارَثُونَ دُونَ بَنِي الْعَلَاتِ“ کا جائزہ:

تخریج: سنن ابن ماجہ: الفرائض؛ باب میراث العصبہ، جامع الترمذی: الفرائض؛ باب ما جاء فی میراث الأخوة من الأب والأم، مستدرک حاکم: ۳۳۶/۴، مسند احمد: ۷۹/۱

حکم: حدیث کا دار و مدار الحارث بن عبد اللہ الاوراحمد انی الکونی پر ہے۔ جس کے متعلق امام شافعی نے کہا: کان کذابا، امام ابن المدینی نے کہا: کذاب، امام ابو زرہ نے کہا: لا یشتج بحديثه، امام ابن حبان نے کہا: واهیما فی الحديث، امام ابن معین نے اسے ثقہ کہا، لیکن عثمان نے کہا: لیس یتابع ابن معین علی هذا۔ ملاحظہ ہو: میزان الاعتدال، تہذیب التہذیب۔

امام حاکم نے کہا: یہ سیدنا زید بن ثابت ؓ سے بطور فتویٰ صحیح ثابت ہے۔ (المستدرک: ۲۳۶/۴)

﴿وَأَمَّا الْعَصْبَةُ بِغَيْرِهِ فَأَرْبَعٌ مِنَ النِّسْوَةِ، وَهُنَّ اللَّائِي فَرَضَهُنَّ النِّصْفَ وَالثَّلْثَانِ يَصْرُنَّ عَصْبَةً بِأَخَوَيْهِنَّ، كَمَا ذَكَرْنَا فِي حَالِئِهِنَّ، وَمَنْ لَا فَرَضَ لَهَا مِنَ الْإِنَاثِ، وَأَخْوَاهَا عَصْبَةٌ، لَا تَصِيرُ عَصْبَةً بِأَخِيهَا كَالْعَمِّ وَالْعَمَّةِ، الْمَالُ كُلُّهُ لِلْعَمِّ دُونَ الْعَمَّةِ﴾

وہ چار عورتیں اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر عصبہ بغیرہ بنتی ہیں جن کا فرضی حصہ (ایک ہونے کی صورت میں) نصف (1/2) اور (دو یا زائد ہونے کی صورت میں) دو ثلث (2/3) ہوتا ہے، جیسا کہ ان کے حالات میں گزر چکا ہے، (یاد رکھیں) جس مؤنث کا فرضی حصہ نہیں جبکہ اس کا بھائی عصبہ بن رہا ہے تو وہ بھائی کی وجہ سے عصبہ نہیں بن سکے گی، جیسے چچا اور پھوپھو، جمیع مال کا مستحق چچا ہوگا، پھوپھو محروم رہے گی۔ (یاد رہے کہ پھوپھو ذوی الارحام میں سے ہے، تفصیل۔ ”باب ذوی الارحام“ میں دیکھیں۔)

وضاحت: جن عورتوں کا فرضی حصہ نصف (1/2) یا دو ثلث (2/3) ہے وہ یہ ہیں:

(1) بیٹی، (2) پوتی، (3) حقیقی بہن، (4) علاقائی بہن، یہ چاروں اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر عصبہ بغیرہ بنتی ہیں۔

﴿وَأَمَّا الْعَصْبَتُ مَعَ غَيْرِهِ فَكُلُّ أُخْتٍ تَصِيرُ عَصْبَةً مَعَ أُخْتِ أُخْرَى كَالْأَخْتِ مَعَ الْبِنْتِ لِمَا ذَكَرْنَا﴾

عصبہ مع الغیر ہر وہ عورت جو دوسری عورت کی وجہ سے عصبہ ہو، جیسے ہماری ذکر کردہ دلیل ("اجعلوا الأخوات مع البنات عصبہ") کے پیش نظر بہن بیٹی کے ساتھ۔

﴿وَآخِرُ الْعَصَبَاتِ مَوْلَى الْعَتَاةِ ثُمَّ عَصْبَتُهُ عَلَى التَّرْتِيبِ الَّذِي ذَكَرْنَا لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: "الْوَلَاءُ لِحِمَّةٍ لِحِمَّةٍ النَّسَبِ"، وَلَا شَيْءَ لِلنِّبَاتِ مِنْ وَرْدَةِ الْمُعْتَقِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: "لَيْسَ لِلنِّسَاءِ مِنَ الْوَلَاءِ إِلَّا مَا أُعْتِقْنَ أَوْ أُعْتِقَ مَنْ أُعْتِقْنَ أَوْ كَاتِبَنْ أَوْ كَاتَبَ مَنْ كَاتِبَنْ أَوْ دَبَّرَنْ أَوْ دَبَّرَ مَنْ دَبَّرَنْ أَوْ جَرَّ وَلَاءٌ مُعْتَقُهُنَّ أَوْ مُعْتَقُ مُعْتَقِهِنَّ."﴾

(معتق: غلام کو آزاد کرنے والا جسے مولیٰ العتاقہ کہتے ہیں، معتق: آزاد کیا ہوا غلام) سب سے آخری عصبہ معتق ہے، اگر وہ بھی نہ ہو تو ہماری سابقہ ذکر کردہ ترتیب کے مطابق (صرف) اس کے عصبہ (بغیرہ) وارث بنیں گے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ولاء بھی نسبی رشتے کی مانند ایک رشتہ ہے۔"

(خیال رہے) معتق کی مؤنث وارثات کو (معتق کے ترکہ سے) کچھ نہیں ملے گا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "عورتوں کیلئے ولاء میں سے کوئی حصہ نہیں، ہاں اگر انہوں نے خود غلام کو آزاد کیا ہو یا ان کے معتق نے آزاد کیا ہو یا انہوں نے مکاتبت کی ہو یا ان کے مکاتب نے مکاتبت کی ہو یا انہوں نے مدبر بنایا ہو یا ان کے مدبر نے مدبر بنایا ہو یا ان کے معتق نے ولاء حاصل کی ہو یا ان کے معتق کے معتق نے۔"

وضاحت: ولاء: لغوی معنی: مدد، وفاداری، قرب، تعلق۔

اصطلاحی معنی: آزادی کے نتیجے میں غلام کا معق کے ساتھ جو رشتہ قائم ہوتا ہے، اسے ولاء

کہتے ہیں۔

(آزاد کیا ہوا غلام)

بپ (غلام) بیٹا (غلام) معق

محروم عصبہ سیدہ سارا مال معق کو ملے گا۔

(آزاد کیا ہوا غلام)

بھائی (غلام) بیٹی (غلام) معق (ف) بیٹا بیٹی ماں بھائی محروم

عصبہ سیدہ بنفہ غیر مستحق محبوب

جمع مال بیٹے کو ملے گا، بھائی بیٹے کی وجہ سے محبوب ہو گیا، ماں اور بیٹی عورت ہونے کی وجہ سے حقدار نہیں۔

(مکاتب)

بپ (غلام) نگہت (آقا)

محروم عصبہ سیدہ سارا مال نگہت کو ملے گا۔

مدبر کی مثال: شازیہ نے اپنے غلام حظلہ کو مدبر قرار دیا پھر وہ مرتد ہو کر دارالحرب چلی گئی، قاضی نے حظلہ کی آزادی کا حکم نافذ کر دیا، بعد ازاں شازیہ تائب ہو کر دارالاسلام میں واپس آ گئی، اس کی آمد کے بعد حظلہ فوت ہو گیا اور کوئی نسبی وارث نہیں چھوڑا، ساری جائداد شازیہ لے لے لی۔

”أو جرّ ولاء معقّھن“ (یا ان کے معق نے ولاء حاصل کی ہو) کی مثال:

بشری سنبل نے اپنے غلام عظیم کو ندیمہ سے شادی کرنے کی اجازت دی، ندیمہ کو احمد نے آزاد کیا تھا، عظیم کا بچہ پیدا ہوا، اس بچے کی وارث اس کی ماں اور احمد (معق) ہیں، لیکن بشری نے عظیم کو آزاد کر دیا، عظیم فوت ہو گیا، اس کی میراث اس کے بچے اور بیوی کو مل گئی، اب بچہ فوت ہو گیا، اس کی جائداد کا ثلث (1/3) ماں کو ملا اور باقی جو دراصل اس کے باپ کا حصہ تھا وہ بشری کو بطور عصبہ سنبی مل جائے گا۔

یاد رہے! اولاد آزادی یا غلامی میں ماں کے تابع ہوتی ہے، اگر عظیم کی آزادی سے پہلے بچہ فوت ہو جاتا تو اس کی ماں کو ثلث (1/3) اور باقی ماں (ندیمہ) کے معنیق احمد کو بطور عصبہ سہمی ملتا، اس حصے کو عظیم کی آزادی نے اپنے طرف کھینچ کر اپنی معتمدہ بشری کے سپرد کر دیا، اور احمد محروم ہو گیا۔

حدیث: ”الولاء لحمة كلحمة النسب“ کی تخریج ابتداء کتاب میں گزر چکی ہے۔
حدیث: ”ليس للنساء من الولاء ألا ما اعتقن.....“ کا جائزہ:
اس حدیث کی سند نہیں ملی۔

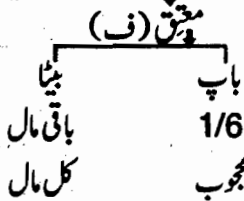
البته ”الدر المختار ۵/۵۵۰“ میں ہے: ”وهو وأن كان فيه شذوذ، لكن تأيد بكلام كبار الصحابة، فصار بمنزلة المشهور“۔ کہ حدیث میں اگرچہ شذوذ ہے، لیکن کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کی موافقت کی بناء پر مضبوط ہو کر مشہور کے قائم مقام ہو جائے گی، اس مسئلہ کی وضاحت ابتداء کتاب میں گزر چکی ہے۔

﴿وَلَوْ تَرَكَ أَبَا الْمُعْتِقِ وَابْنَهُ، عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ سُدُسُ الْوَلَاءِ لِلْأَبِ وَالْبَاقِي لِلْأَبْنِ، وَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى الْوَلَاءُ كُلُّهُ لِلْأَبْنِ وَلَا شَيْءَ لِلْأَبِ، وَلَوْ تَرَكَ ابْنُ الْمُعْتِقِ وَجَدَهُ فَالْوَلَاءُ كُلُّهُ لِلْأَبْنِ بِاتِّفَاقٍ﴾

اگر معنیق (اپنے ورثاء میں) معنیق کا بیٹا اور باپ چھوڑ جائے، تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ولاء کا سدس (1/6) باپ کو ملے گا اور باقی بیٹے کو، جبکہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے خیال کے مطابق تمام ولاء بیٹے کیلئے ہے، باپ کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر (ورثاء میں) معنیق کا بیٹا اور دادا ہوں تو بالاتفاق تمام ولاء کا مستحق بیٹا ہوگا۔

منہج (آزاد کیا ہوا غلام)

وضاحت:



امام ابو یوسف کے نزدیک:

امام ابو حنیفہؒ و محمدؒ کے نزدیک:

امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کا مسلک رائج ہے، کیونکہ متفق کے عصبہ ہمسہ میں بیٹا، باپ پر مقدم ہوتا ہے اور اس مسئلہ میں اصحاب الفروض کو کوئی دخل نہیں، معلوم ہوا کہ باپ کے حالات کی وضاحت میں فرق نمبر 4 درست نہیں بلکہ اس صورت میں باپ اور دادا محبوب ہونے میں مساوی ہیں۔

﴿مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مُحْرَمٌ مِنْهُ عَتَقَ عَلَيْهِ وَيَكُونُ وَلَاءُهُ لَهُ بِقَدْرِ الْمَلِكِ، كَثَلَاتٍ بَنَاتٍ لِلْكُبْرَى ثَلَاثُونَ دِينَارًا وَلِلصُّغْرَى عِشْرُونَ دِينَارًا فَاشْتَرَا أَبَاهُمَا بِالْخُمُسَيْنِ، ثُمَّ مَاتَ الْأَبُ وَتَرَكَ شَيْئًا، فَالْثَّلَاثَانِ بَيْنَهُنَّ اثْنَالًا بِالْفَرَضِ، وَالْبَاقِي بَيْنَ مُشْتَرَتِي الْأَبِ أَخْمَاسًا بِالْوَلَاءِ، ثَلَاثَةُ أَخْمَاسِهِ لِلْكُبْرَى وَخُمْسَاهُ لِلصُّغْرَى، وَتَصَحُّ مِنْ خُمُسَةٍ وَأَرْبَعِينَ﴾

جب آدمی کسی محرم قرابتدار کا مالک بن جائے تو وہ غلام (از خود) آزاد ہو جائے گا، البتہ اس کی ولایت کا حقدار بقدر ملکیت اس کا خریدار ہوگا، جیسے تین بہنیں (کبری، وسطی، صغری) ہیں، کبری نے تیس (30) دینار، صغری نے بیس (20) دینار دے کر کل پچاس (50) دینار کے بدلے اپنا باپ خریدا، بعد ازاں باپ فوت ہو گیا، اب تین بیٹیوں میں ان کا فرضی حصہ دو ٹکٹ (2/3) برابر برابر تقسیم ہوگا، باقی مال باپ کی خریدار دو بیٹیوں میں بطور عصبہ سببی (ان کے 30 اور 20 دینار دیکھ کر) تقسیم کر دیا جائے گا، تین خمس 3/5 کبری کو اور دو خمس (2/5) صغری کو ملیں گے، اس مسئلہ کی تصحیح 45 سے ہوگی۔

وضاحت: محرم قرابتدار: وہ دورشتہ دار کہ اگر ان میں ایک مرد اور ایک عورت ہو یا تصور کر لئے جائیں تو دونوں کا آپس میں نکاح شرعاً درست نہ ہو۔ جیسے بھائی، بہن کیلئے، بھائی بھائی کیلئے، چچا بھتیجے کیلئے وغیرہ۔

————— (آزاد کیا ہوا غلام) —————

کبری (بیٹی) وسطی (بیٹی) صغری (بیٹی) | کبری و صغری (معتد بہن)

عصبہ سببی 2/3
1 ————— 2
3

”2“ تین بیٹیوں پر پورا تقسیم نہیں ہوتا، لہذا ”3“ کو خرچ اور شہار کنندوں میں ضرب دی۔

$$\begin{array}{r} 1 \times 3 = 3 \quad - \quad 2 \times 3 = 6 \\ \hline 3 \times 3 = 9 \end{array}$$

بطور حصہ سبھی کبریٰ اور صغریٰ کے حصوں کا مجموعہ: $20/50 + 30/50$

$$\begin{array}{r} = 2/5 + 3/5 \\ 2 + 3 \\ \hline 5 \end{array}$$

معلوم ہوا کہ کبریٰ اور صغریٰ کے حصوں کا مجموعہ ”3“ + ”2“ = ”5“ ہے اور اسی سے ان کا مسئلہ بنے گا، اب ان کا حصہ ”3“ ہے جو ”5“ پر پورا تقسیم نہیں ہوتا، لہذا ”5“ کو دوبارہ خرچ اور شہار کنندوں میں ضرب دی: $3 \times 5 = 15 \quad - \quad 6 \times 5 = 30$

$$9 \times 5 = 45$$

نتیجہ: ہر بیٹی کا فرضی حصہ ”10“ ہے اور کبریٰ و صغریٰ بطور عصبی سبھی 15 میں سے مزید بالترتیب ”3/5“ و ”2/5“ کے تناسب سے ”9“ و ”6“ وصول کریں گی۔ کبریٰ کا کل

$$6 + 10 = 16 \text{ حصہ: } 9 + 10 = 19 \text{ اور صغریٰ کا کل حصہ: } 6 + 10 = 16$$



﴿بَابُ الْحَبِّ﴾

حجب کے مسائل

﴿الْحَبُّ عَلَى نَوَعَيْنِ: حَبُّ نَقْصَانٍ وَهُوَ حَبُّ عَنْ سَهْمِ الْإِثْنَيْنِ وَذَلِكَ لِخَمْسَةِ نَفَرٍ: لِلزَّوْجَيْنِ، وَالْأُمِّ، وَبِنْتِ الْإِثْنَيْنِ، وَالْأَخْتِ لِأَبٍ، وَقَدْ مَرَّ بَيَانُهُ.

وَحَبُّ حَرَمَانَ، وَالْوَرَثَةُ لِيهِ فَرِيقَانِ: فَرِيقٌ لَا يُحْجَبُونَ بِحَالِ الْهَيْئَةِ وَهُمْ سِتَّةٌ: الْإِبْنُ، وَالْأَبُ، وَالزَّوْجُ، وَالْبِنْتُ، وَالْأُمُّ، وَالزَّوْجَةُ، وَفَرِيقٌ يَرْتُونَ بِحَالٍ، وَيُحْجَبُونَ بِحَالٍ، وَهَذَا مَبْنِيٌّ عَلَى أَصْلَيْنِ: أَحَدُهُمَا هُوَ أَنَّ كُلَّ مَنْ يُذَلَّى إِلَى الْمَيِّتِ بِشَخْصٍ لَا يَرِثُ مَعَ وَجُودِ ذَلِكَ الشَّخْصِ سِوَى أَوْلَادِ

الْأُمِّ، فَإِنَّهُمْ يَرْتُونَ مَعَهَا، لِإِنْعَادَامِ اسْتِحْقَاقِهَا جَمِيعَ التَّرَكَّةِ، وَالثَّانِي: الْأَقْرَبُ
فَالْأَقْرَبُ كَمَا ذَكَرْنَا فِي الْعَصَبَاتِ. ﴿

حجب کی دو اقسام ہیں: (1) حجب نقصان: وہ ہے جو (زیادہ مقررہ) حصے سے روک کر (کم) حصے تک پہنچا دے، یہ حجب پانچ افراد کو لاحق ہوتا ہے: خاوند، بیوی، ماں، پوتی، عطاتی بہن، ان کی وضاحت ان کے حالات میں ہو چکی ہے (مثالیں دیکھ لیں)۔
(2) حجب حرمان: (وہ ہے جو ایک وارث کی وجہ سے دوسرے وارث کو کلیۃً محروم کر دے) اس میں ورثاء کے دو فریق ہیں: ایک فریق کسی صورت میں محبوب نہیں ہوتا اور وہ چھ افراد ہیں: بیٹا، باپ، خاوند، بیٹی، ماں، بیوی۔

دوسرا فریق ایسے لوگ ہیں جو بعض اوقات وارث بنتے ہیں اور کبھی محبوب ہو جاتے ہیں، (خیال رہے) فریق ثانی کا محبوب ہونا دو ضابطوں پر ہے: (1) ہر وہ انسان جو کسی واسطہ کی بناء پر میت کی طرف منسوب ہوتا ہے وہ اس واسطہ کی موجودگی میں وارث نہیں بنے گا، البتہ اخانی بھائی بہنیں ماں کی موجودگی میں بھی وارث بنیں گے کیونکہ ماں تمام میراث کی مستحق نہیں ہوتی، (2) قریب ترین وارث بنے گا جیسا کہ ہم نے عصبات کی بحث میں وضاحت کی۔

❖ **وضاحت:** حجب لغوی معنی: روکنا، حائل ہونا،

اصطلاحی معنی: ایک وارث کو ترکہ سے کلی طور پر یا جزوی طور پر محروم کر دینا حجب کہلاتا ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں: (1) حجب بالوصف: یہ وارث میں پایا جانے والا وہ وصف ہے جو اسے کلیۃً ترکہ سے محروم کر دے۔ یہی مانع ہے جس کا ذکر ”فصل فی الموانع“ میں ہو چکا ہے۔

(2) حجب بالشخص: ایک وارث کا کسی دوسرے وارث کی بناء پر ترکہ سے کلی طور پر یا جزوی طور پر محروم ہو جانا حجب بالشخص کہلاتا ہے، اس باب کا موضوع صرف ”حجب بالشخص“ ہے، اسکی دو اقسام ہیں: (1) حجب حرمان، (2) حجب نقصان (تعریفیں ترجمہ

میں گزر چکی ہیں)

تو ہم کا ازالہ: فریق ثانی میں جب حرمان کیلئے جن دو ضوابط کا ذکر کیا گیا، ان میں سے کسی ایک پر اکتفاء نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اگر پہلے قاعدے پر اکتفاء کیا جائے تو مقصود اپنے چچا عبد العظیم کی موجودگی میں اپنے دادے کا وارث بنے گا، اس لئے کہ وہ چچا کی وساطت سے میت کی طرف منسوب نہیں، ایسی صورت میں دوسرے ضابطے کی بناء پر مقصود محروم ہو جائے گا، اور اگر صرف دوسرے قاعدے کو مد نظر رکھا جائے تو میت کی ثانی اس کے باپ کی موجودگی میں ابعد ہونے کی وجہ سے محروم رہتی ہے، حالانکہ وہ وارث ہے، تو یہاں پہلے ضابطے کا استعمال ہوگا۔

﴿وَالْمَحْرُومُ لَا يَحْجُبُ عِنْدَنَا وَعِنْدَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَحْجُبُ حَجْبُ النِّقْصَانِ كَالْكَافِرِ وَالْقَاتِلِ وَالرَّقِيقِ، وَالْمَحْجُوبُ يَحْجُبُ بِإِلْتِفَاقٍ، كَمَا لَأُنْثَيْنِ مِنَ الْأَخَوَةِ وَالْأَخَوَاتِ فَصَاعِدًا مِنْ أُمِّي جِهَةً كَانَا، فَأَنْتَهُمَا لَا يَرِثَانِ مَعَ الْأَبِ وَلَكِنْ يَحْجُبَانِ الْأُمَّ مِنَ الثَّلَاثِ إِلَى السُّدُسِ﴾

ہمارے نزدیک محروم کسی کیلئے حاجب نہیں بن سکتا، لیکن سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ جب نقصان کا سبب بن سکتا ہے، جیسے کافر، قاتل، غلام۔ البتہ محجوب بالاتفاق (دوسرے) کیلئے حاجب بن سکتا ہے، جیسے دو یا زائد بھائی بہنیں، خواہ کسی بھی جہت سے ہوں، باپ کی موجودگی میں وارث نہیں بنیں گے، لیکن ماں کو ثلث (1/3) سے روک کر سدس (1/6) تک لے آئیں گے۔

وضاحت: م ی ق

بیوی	بیٹا (کافر)	باپ
1/4 یا 1/8	محروم	عصبہ

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک بیوی کو بوجہ بیٹا ثمن (1/8) ملے گا، جبکہ جمہور کے نزدیک بیوی کو ربح (1/4) ہی ملے گا کیونکہ محروم بیٹا مؤثر نہیں ہوگا۔

الْأَعْرَافُ النَّاجِيَةُ

جب نقصان سے متاثر ہونے والے افراد

میت سے رشتہ	جب نقصان سے پہلے	وجہ	جب نقصان کے بعد
(1) خاوند	1/2	اولاد	1/4
(2) بیوی	1/4	اولاد	1/8
(3) والدہ	1/3	اولاد، کوئی دو بھائی بہنیں	1/6
(4) پوتی	1/2	حقیقی بیٹی	1/6
(5) ملائی بہن	1/2	عینی بہن	1/6

بطور مثال جب حرمان سے متاثر ہونے والے چند لوگ

میت سے رشتہ	وجہ
جدِ صحیح	باپ
عینی بھائی	باپ، نرینہ اولاد، رائج قول کے مطابق دادا
علائی بھائی	باپ، نرینہ اولاد، عینی بھائی، عصبہ یعنی بہن، رائج قول کے مطابق دادا
پوتا	بیٹا
دادی یا نانی	ماں اور دادی کیلئے باپ بھی



بَابُ مَخَارِجِ الْفُرُوضِ

مقررہ حصوں کے مخارج

﴿اعْلَمَ أَنَّ الْفُرُوضَ الْمَذْكُورَةَ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى نَوَاعٍ: الْأَوَّلُ: النَّصْفُ، وَالرُّبُعُ، وَالْثُّمْنُ، وَالثَّانِي: الثُّلُثَانِ، وَالْثُّلُثُ، وَالسُّدُسُ عَلَى التَّضْعِيفِ وَالتَّنْصِيفِ.﴾

کتاب اللہ میں مذکورہ مقررہ حصص کی دو انواع ہیں: (1) نصف (1/2)، ربع (1/4)، ثمن (1/8)، (2) دوثلث (2/3)، ثلث (1/3) سدس (1/6)، دونوں

اقسام تضعیف و تصنیف پر مبنی ہیں۔ (تضعیف اور تصنیف کی وضاحت ”باب معرفۃ الفروض و مستحقہا“ میں گزر چکی ہے۔)

● **وضاحت:** یعنی مقررہ حصے کس کی شکل میں چھ (1/2، 1/4، 1/8، 2/3، 1/3، 1/6) ہیں۔

﴿فَإِذَا جَاءَ فِي الْمَسَائِلِ مِنْ هَذِهِ الْقُرُوضِ أَحَادُ أَحَادٍ، فَمَخْرَجُ كُلِّ فَرْضٍ سَمِيئُهُ إِلَّا النِّصْفَ وَهُوَ مِنَ الثَّانِي كَالرُّبْعِ مِنْ أَرْبَعَةٍ وَالثُّمْنِ مِنَ ثَمَانِيَةٍ وَالثَّلْثِ مِنْ ثَلَاثَةٍ، وَإِذَا جَاءَ مَفْنَى أَوْ ثَلَاثُ وَهُمَا مِنْ نَوْعٍ وَاحِدٍ، فَكُلُّ عَدَدٍ يَكُونُ مَخْرَجًا لِحِزْبٍ فَلِذَلِكَ الْعَدَدُ أَيْضًا يَكُونُ مَخْرَجًا لِضِعْفِ ذَلِكَ الْحِزْبِ وَلِضِعْفِ ضِعْفِهِ كَالسَّتَةِ هِيَ مَخْرَجُ السُّدُسِ وَلِضِعْفِهِ وَلِضِعْفِ ضِعْفِهِ.

وَإِذَا اخْتَلَطَ النِّصْفُ مِنَ الْأَوَّلِ بِكُلِّ الثَّانِي أَوْ بَعْضِهِ فَهُوَ مِنْ سِتَّةٍ، وَإِذَا اخْتَلَطَ الرُّبْعُ بِكُلِّ الثَّانِي أَوْ بَعْضِهِ فَهُوَ مِنْ اثْنَيْ عَشَرَ وَإِذَا اخْتَلَطَ الثُّمْنُ بِكُلِّ الثَّانِي أَوْ بَعْضِهِ فَهُوَ مِنْ أَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ﴾

جب کسی مسئلہ میں ان مقررہ حصوں میں سے (صرف کوئی) ایک حصہ آئے تو اس کا اصل مسئلہ اس کے ہم نام عدد سے ہوگا۔ جیسے 1/4، 4، 1/8، 8، 1/3، 3، 1/6، 6، البتہ نصف کا اصل مسئلہ 2 ہوگا (کیونکہ نصف ایک ایسا حصہ ہے جس کا اصل مسئلہ ہم نام عدد نہیں اور بلا کسر اس کا اخراج ”2“ کے عدد سے ہی ممکن ہے) اگر کسی مسئلہ میں ایک ہی نوع سے دو یا تین حصے آجائیں تو جو عدد (اس نوع کی ادنیٰ) کسر کا مخرج ہوگا وہی اپنے سے دوگنا اور چار گنا کسر کا مخرج ہوگا، جیسے ”6“ کہ یہ ”1/6“ کا مخرج بھی ہے اور ”1/6“ کے دوگنا ”1/3“ اور چار گنا ”2/3“ کا مخرج بھی ہے۔

(نتیجہ: دوسری نوع کی ادنیٰ کسر ”1/6“ کا مخرج ”6“ ہے، اب اگر اس نوع کے کوئی دو یا تین حصے جمع ہو جائیں تو بہر صورت مخرج ”6“ ہی ہوگا، اسی طرح پہلی نوع کا ”8“)

(اگر کسی مسئلہ کے حصے دونوں انواع سے متعلقہ ہوں تو) جب نوع اول سے

نصف (1/2) کل نوع ثانی یا بعض سے ملے گا تو اصل مسئلہ ”6“ ہوگا، جب ربع (1/4) کل نوع ثانی یا بعض کے ساتھ جمع ہوگا تو اصل مسئلہ ”12“ ہوگا اور جب ثمن (1/8) کل نوع ثانی یا بعض کے ساتھ جمع ہوگا تو اصل مسئلہ ”24“ ہوگا۔

❖ **وضاحت:** یاد رہے کہ نوع اول میں ادنیٰ کسر 1/8 ہے، اوسط 1/4 اور اکثر 1/2 ہے۔ جبکہ نوع ثانی میں ادنیٰ کسر 1/6 ہے، اوسط 1/3 اور اکثر 2/3 ہے۔ متعین حصوں کی یہ دونوں قسمیں ذہن نشین کر لیں:

دوسری قسم			پہلی قسم		
ثلثان	ثلث	سدس	ربع	ثمن	نصف
دو تہائی	ایک تہائی	چھٹا	آٹھواں	چوتھائی	آدھا
2/3	1/3	1/6	1/8	1/4	1/2

اور ”باب مخارج الفروض“ میں پیش کردہ طریقہ کا خلاصہ یہ ہے، ذہن نشین کر لیں۔

(1) اگر کسی مسئلہ میں ایک ہی معین حصہ ہے تو اس حصے کا اصل مسئلہ اس کے ہم نام عدد سے ہوگا۔ جیسے: ”1/6“ کا اصل مسئلہ ”6“ ہے، اسی طرح ”2/3“ کا ”3“۔ علیٰ ہذا القیاس، وگرنہ

(2) مخرج ”6“ ہوگا جب نوع ثانی کے دو یا تینوں حصے جمع ہو جائیں۔

(3) مخرج ”6“ ہوگا جب نصف (1/2) کل نوع ثانی یا بعض کے ساتھ جمع ہو۔

(4) مخرج ”8“ ہوگا جب نوع اول کے دو یا تینوں حصے جمع ہو جائیں۔

(5) مخرج ”12“ ہوگا جب ربع (1/4) کل نوع ثانی یا بعض کے ساتھ جمع ہو۔

(6) مخرج ”24“ ہوگا جب ثمن (1/8) کل نوع ثانی یا بعض کے ساتھ جمع ہو۔

اصل مسئلہ معلوم کرنے کا آسان طریقہ ”باب معرفة الفروض ومستحقہا“ میں گزر چکا ہے اور دوسرا ”فصل فی معرفة التماثل والتداخل.....“ میں آئے گا۔



﴿بَابُ الْعَوْلِ﴾

عول کے مسائل

﴿الْعَوْلُ أَنْ يُزَادَ عَلَى الْمَخْرَجِ شَيْءٌ مِنْ أَجْزَائِهِ إِذَا ضَاقَ عَنْ فَرَضٍ، اِغْلَمَ أَنْ مَجْمُوعَ الْمَخَارِجِ سَبْعَةٌ، أَرْبَعَةٌ مِنْهَا لَا تَعُولُ وَهِيَ الْاِثْنَانِ وَالثَلَاثَةُ وَالْأَرْبَعَةُ وَالْخَمْسَةُ وَالثَّلَاثَةُ مِنْهَا قَدْ تَعُولُ﴾

عول: جب اصل مسئلہ مقررہ حصوں سے کم ہو جائے تو اس میں اس کے اجزاء میں سے زیادتی کر دینا (تاکہ فرضی حصوں میں کمی نہ ہونے پائے) عول کہلاتا ہے، (نتیجتاً ورثاء کے حصص میں کمی آ جاتی ہے)۔

﴿وضاحت: عول: لغوی معنی: ظلم، زیادتی، غلبہ، رفعت۔

اصطلاحی معنی: اصحاب الفروض کے حصص کا اصل مسئلہ سے بڑھ جانا اور ہر وارث کے مقررہ حصہ میں کمی واقع ہونا۔

کل مخارج سات ہیں: 2, 3, 4, 6, 8, 12, 24۔

چار مخارج، جن میں عول ناممکن ہے: 2, 3, 4, 8۔

تین مخارج، جن میں عول ممکن ہے: 6, 12, 24۔

سب سے پہلے سیدنا عباس ؓ کے مشورہ پر صحابہ ؓ کی مجلس میں سیدنا عمر ؓ

نے مسئلہ میں عول نافذ کیا، لیکن عبداللہ بن عباس ؓ نے مخالفت کی۔ (السنن الکبریٰ

للبيهقي: ۶/۲۵۳)

﴿أَمَّا السُّتَّةُ فَإِنَّهَا تَعُولُ أَلَى عَشْرَةٍ وَتَرَا وَشَفْعًا، وَأَمَّا اثْنَا عَشَرَ فَهِيَ

تَعُولُ أَلَى سَبْعَةٍ عَشَرَ وَتَرَا لِأَشْفَعًا، وَأَمَّا أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ فَإِنَّهَا تَعُولُ أَلَى

سَبْعَةٍ وَعِشْرَيْنِ عَوْلًا وَاحِدًا كَمَا فِي الْمَسْأَلَةِ الْمُنْبَرِيَّةِ وَهِيَ امْرَأَةٌ وَبَنَتَانِ

وَأَبَوَانِ وَلَا يُزَادُ عَلَى هَذَا إِلَّا عِنْدَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَإِنَّ عِنْدَهُ

تَعُولُ أَلَى أَحَدٍ وَثَلَاثِينَ ۝

(مخرج) 6 میں عول دس تک، طاق اور جفت اعداد میں، ہوتا ہے، 12 میں سترہ تک، صرف طاق اعداد میں ہوتا ہے اور 24 میں صرف مسئلہ منبر یہ (بیوی، دو بیٹیاں، والدین) میں ستائیس تک ہوتا ہے، 24 ستائیس سے آگے نہیں بڑھتا البتہ سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ کے نزدیک 24 میں 31 تک عول ہوتا ہے۔

وضاحت: مثالیں:

6 سے 7, 8, 9, 10 تک عول:

6 ← 7 :

داوی	یعنی بہن	خاوند
1/6	1/2	1/2
1	3	3
	6	

فرض کریں کہ کل ترکہ "1000" روپے ہے، مخرج "6" کا مفہوم یہ ہے کہ جائداد کے کل چھ حصے ہیں، جبکہ مستحقین کے حصص کا مجموعہ "7" ہے، مگر خاوند اور یعنی بہن کو تین تین حصے دے دیں تو دادی کیلئے کچھ نہیں بچتا، لہذا اب "6" کے بجائے جائداد کے "7" حصے کر لیں گے اور یہ سمجھیں گے کہ گویا مخرج ہی "7" ہے، اسے کہیں گے کہ "6" نے "7" تک عول کیا اور مسئلہ کی صورت یوں ہو جائے گی:

میں

داوی	یعنی بہن	خاوند
1/6	1/2	1/2
1	3	3
	6	

6 → 7

خاوند کا حصہ: $1000 \times 3/7 = 3000/7 = 428$ تقریباً

بہن کا حصہ: $1000 \times 3/7 = 3000/7 = 428$ تقریباً

دادی کا حصہ: $1000 \times 1/7 = 1000/7 = 142$ تقریباً

اوپر گزرا کہ نتیجتاً درہاء کے حصوں میں کی آجائے گی، وہ اس طرح کہ اصل مسئلہ سے خاندن کا حصہ: $500 = 3000/6 = 1000 \times 3/6$ ہے جبکہ مول کی وجہ سے 428 روپے ملے۔ مول کی دونوں تعریضات کی روشنی میں اس مثال کو بار بار غور سے پڑھیں کہ مخرج مقررہ حصوں سے کیسے کم پڑ گیا یا اصحاب الغروض کے حصص مسئلہ سے کیسے بڑھ گئے۔

84 ← 6

خاندن	دو عینی بہنیں	ماں
$1/2$	$2/3$	$1/6$
3	4	1
<hr/>		
6 → 8		

9 ← 6

خاندن	دو عینی بہنیں	دو خیانی بھائی
$1/2$	$2/3$	$1/3$
3	4	2
<hr/>		
6 → 9		

10 ← 6

خاندن	ماں	3 عینی بہنیں	3 خیانی بہنیں
$1/2$	$1/6$	$2/3$	$1/3$
3	1	4	2
<hr/>			
6 → 10			

12 سے 13، 15، 17 تک مول:

13 ← 12

بیوی	ماں	2 علاقہ بہنیں
$1/4$	$1/6$	$2/3$
3	2	8
<hr/>		
12 → 13		

15 ← 12

بیوی	3 عینی بہنیں	2 خیانی بھائی
------	--------------	---------------

$$\begin{array}{r} 1/3 \quad \quad \quad 2/3 \quad \quad \quad 1/4 \\ 4 \quad \quad \quad 8 \quad \quad \quad 3 \\ \hline 12 \rightarrow 15 \end{array}$$

مِيقَةُ

: 17 ← 12

$$\begin{array}{r} 12 \text{ اخياني بہنیں} \quad 2 \text{ عینی بہنیں} \quad \text{ماں} \quad \text{بیوی} \\ 1/3 \quad \quad \quad 2/3 \quad \quad \quad 1/6 \quad \quad \quad 1/4 \\ 4 \quad \quad \quad 8 \quad \quad \quad 2 \quad \quad \quad 3 \\ \hline 12 \rightarrow 17 \end{array}$$

24 سے 27، 31 تک عول:

مِيقَةُ

: 27 ← 24

$$\begin{array}{r} \text{ماں} \quad \text{باپ} \quad 2 \text{ بیٹیاں} \quad \text{بیوی} \\ 1/6 \quad \quad \quad 1/6 \quad \quad \quad 2/3 \quad \quad \quad 1/8 \\ 4 \quad \quad \quad 4 \quad \quad \quad 16 \quad \quad \quad 3 \\ \hline 24 \rightarrow 27 \end{array}$$

24 ← 31: سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ کے نزدیک

مِيقَةُ

$$\begin{array}{r} \text{بیوی} \quad \text{ماں} \quad 2 \text{ علاقائی بہنیں} \quad 2 \text{ اخياني بہنیں} \quad \text{بیٹا (کافر)} \\ 1/8 \quad \quad \quad 1/6 \quad \quad \quad 2/3 \quad \quad \quad 1/3 \quad \quad \quad \text{محروم} \\ 3 \quad \quad \quad 4 \quad \quad \quad 16 \quad \quad \quad 8 \quad \quad \quad 0 \\ \hline 24 \rightarrow 31 \end{array}$$

یاد رکھیں کہ سیدنا ابن مسعود ؓ کے نزدیک بیٹا (کافر) حاجب بن سکتا ہے، جس کی وجہ سے بیوی کو ثمن (1/8) ملا، جبکہ جمہور کے نزدیک محروم حاجب نہیں بن سکتا، اسلئے بیوی کو ربع (1/4) ہی ملے گا، اور مسئلہ 12 سے 17 تک عول پکڑے گا۔

مسئلہ نمبر یہ: ورثاء: بیوی، دو بیٹیوں، باپ اور ماں کے متعلق سیدنا علی ؓ سے اس وقت سوال کیا گیا جب وہ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

امام طحاویؒ نے منبر کا ذکر کیا ہے، لیکن اس کی سند میں راوی الحارث الاعور مجروح

ہے، دیکھئے ”باب العصباء“



فَصْلٌ فِي مَعْرِفَةِ التَّمَاتِلِ وَالتَّذَاخُلِ وَالْتَّوَافِقِ وَالتَّبَايُنِ بَيْنَ الْعَدَدَيْنِ

دو اعداد میں تماثل، تداخل، توافق اور تباین کی نسبتوں کی پہچان

﴿تَمَاتِلُ الْعَدَدَيْنِ كَوْنُ أَحَدِهِمَا مُسَاوِيًا لِلْآخَرِ، وَتَدَاخُلُ الْعَدَدَيْنِ الْمُخْتَلِفَيْنِ أَنْ يُعَدَّ أَقْلُهُمَا الْأَكْثَرُ أَيْ يُفْنِيهِ أَوْ نَقُولُ هُوَ أَنْ يَكُونَ أَكْثَرُ الْعَدَدَيْنِ مُنْقَسِمًا عَلَى الْأَقْلِ قِسْمَةً صَحِيحَةً أَوْ نَقُولُ هُوَ أَنْ يَزِيدَ عَلَى الْأَقْلِ مِثْلُهُ أَوْ أَمثَالُهُ فَيَسَاوِيَ الْأَكْثَرَ أَوْ نَقُولُ هُوَ أَنْ يَكُونَ الْأَقْلُ جُزْءًا لِلْأَكْثَرِ مِثْلُ ثَلَاثَةٍ وَتِسْعَةٍ، وَتَوَافِقُ الْعَدَدَيْنِ أَنْ لَا يُعَدَّ أَقْلُهُمَا الْأَكْثَرَ وَلَكِنْ يُعَدُّهُمَا عَدَدٌ ثَالِثٌ كَالثَّمَانِيَةِ مَعَ الْعِشْرَيْنِ تُعَدُّهُمَا أَرْبَعَةٌ، فَهُمَا مُتَوَافِقَانِ بِالرُّبْعِ لِأَنَّ الْعَدَدَ الْعَادَّ لَهُمَا مَخْرَجٌ لَجُزْءِ الْوَفْقِ، تَبَايُنُ الْعَدَدَيْنِ أَنْ لَا يُعَدَّ الْعَدَدَيْنِ مَعَ عَدَدٍ ثَالِثٍ كَالتَّسْعَةِ مَعَ الْعَشْرَةِ﴾

تماثل: دو اعداد میں ایک کا دوسرے کے مساوی ہونا (جیسے: 6، 6)، تداخل:

(ایک ہی تعریف کی چار صورتیں ہیں، سب کا مفہوم ایک ہے) دو مختلف اعداد میں چھوٹا عدد بڑے عدد کو شمار کر کے ختم کر دے (جیسے: 3، 9 کو شمار کرتا ہے)، بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا تقسیم ہو جائے (جیسے: 9، 3 پر پورا تقسیم ہو گیا)، چھوٹا عدد ایک یا کئی گنا زیادہ ہو کر بڑے عدد کے برابر ہو جائے (جیسے: "3" تین گنا زیادہ ہو کر 9 کے برابر ہو گیا)، چھوٹا عدد بڑے عدد کا ایک صحیح حصہ ہو (جیسے: 9، 3 کا صحیح حصہ ہے)۔

توافق: دو اعداد میں ادنیٰ، اکثر کو نہیں بلکہ کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو فنا کرتا ہو، جیسے 8، 20 کہ (8، 20 پر پورا تقسیم نہیں ہوتا) البتہ 4 دونوں پر تقسیم ہو جاتا ہے، لہذا دونوں اعداد میں نسبت توافق بالربع (1/4) ہوگی، کیونکہ عدد 4 جو ان دونوں کو شمار کرتا ہے وہ ربع (1/4) کا ہی مخرج ہے۔

تایں: وہ نسبت جس میں کوئی تیسرا عدد بھی دوا عدد کو شمار نہ کر سکے، جیسے: 10:9۔

وضاحت: یہ فصل مختلف حصص کا مخرج نکالنے اور ”باب التصحیح“ کے تمام مسائل حل کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے، مگر مختلف حصص کے مخرج میں تماثل کی نسبت ہو تو ایک حصے کا مخرج پورے مسئلے کا مخرج ہوگا، جیسے: $1/3, 2/3$ کا مخرج ”3“ ہو گا، اگر تذائل کی نسبت ہے تو ان میں بڑا مخرج پورے مسئلے کا مخرج ہوگا، جیسے: $2/3, 1/6$ میں مخرج ”6“ ہوگا۔

توافق کی صورت میں ایک عدد کے وفق کو دوسرے کامل عدد سے ضرب دے دیں، جیسے: ”20:8“ موافق بالربع ہیں، ”8“ کا ربع ”2“ ہے، ”20“ کا ربع ”5“ ہے، اب ”8“ کے وفق ”2“ کو ”20“ سے ضرب دے دیں یا ”20“ کے وفق ”5“ کو ”8“ سے، جواب دونوں صورتوں میں ”40“ آئے گا۔

اور اگر نسبت تباہ ہو تو ایک کامل عدد کو دوسرے کامل عدد سے ضرب دے دیں، جیسے: ” $2/3, 1/8$ “ کہ ان کا مخرج ” $24 = 3 \times 8$ “ ہوگا۔

﴿وَطَرِيقُ مَعْرِفَةِ الْمُوَافَقَةِ وَالْمُبَايَنَةِ بَيْنَ الْعَدَدَيْنِ الْمُخْتَلِفَيْنِ أَنْ يُنْقَصَ مِنَ الْأَكْثَرِ بِمِقْدَارِ الْأَقْلَ مِنَ الْجَانِبَيْنِ مَرَّةً أَوْ مَرَارًا حَتَّى اتَّفَقَا فِي دَرَجَةٍ وَاحِدَةٍ، فَإِنْ اتَّفَقَا فِي وَاحِدٍ فَلَا وَفَقَ بَيْنَهُمَا، وَإِنْ اتَّفَقَا فِي عَدَدٍ فَهُمَا مُتَوَافِقَانِ بِذَلِكَ الْعَدَدِ، فَفِي الْإِثْنَيْنِ بِالنِّصْفِ، وَفِي الثَّلَاثَةِ بِالثُّلُثِ، وَفِي الْأَرْبَعَةِ بِالرُّبْعِ، هَكَذَا أَلَى الْعَشْرَةِ، وَفِي مَا وَرَاءَ الْعَشْرَةِ يَتَوَافَقَانِ بِجُزْءٍ مِنْهُ، أَعْنِي فِي أَحَدٍ عَشَرَ بِجُزْءٍ مِنْ أَحَدٍ عَشَرَ، وَفِي خَمْسَةِ عَشَرَ بِجُزْءٍ مِنْ خَمْسَةِ عَشَرَ، فَأَعْتَبِرْ هَذَا﴾

دوا عدد میں توافق اور تباہی کی نسبتیں پہچاننے کا طریقہ: بڑے عدد سے چھوٹا عدد ایک دفعہ یا کئی بار دونوں جانب سے تفریق کرتے جائیں، یہاں تک کہ وہ ایک درجہ میں متفق ہو جائیں، اگر ان کا اتفاق عدد ”1“ میں ہو تو (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) ان میں

توافق نہیں (بلکہ جائز ہے) اور اگر "1" سے زائد کسی عدد میں اتفاق ہو جائے تو وہ دونوں اعداد اس عدد کے ساتھ موافق ہوں گے، جیسے: "2" میں اتفاق کی شکل میں وہ متوافقین بالصف ہوں گے، "3" میں متوافقین بالثلث، "4" میں متوافقین بالرباع اور اسی طرح "10" تک، "10" سے اوپر اس عدد کے جزء میں توافق ہوگا یعنی اگر "11" میں اتفاق ہو تو کہیں گے: متوافقین بجزء من أحد عشر اور "15" میں متوافقین بجزء من خمسة عشر علیٰ ہذا القیاس

وضاحت: جیسے "25" اور "8"؛ "25" سے "8" منفی کیا، "17" بچے، پھر وہی عمل کیا، "9" بچا، ایک دفعہ پھر منفی کرنے سے "1" بچا، اب چھوٹے عدد "1" کو "8" سے سات دفعہ منفی کیا تو جواب "1" آیا، معلوم ہوا کہ "25" اور "8" میں تباہی کی نسبت ہے، کیونکہ اتفاق "1" میں ہوا۔

"25" اور "10"؛ "25" سے دو دفعہ "10" منفی کیا، "5" بچا، اب "10" سے "5" تفریق کیا تو "5" میں اتفاق ہو گیا، معلوم ہوا کہ "25" اور "10" متوافقین بالخمس ہیں۔



﴿بَابُ التَّصْحِيحِ﴾

مسائل کی تصحیح کے اصول

﴿يَحْتَاجُ فِي تَصْحِيحِ الْمَسَائِلِ إِلَى مَبْعَةِ أَصُولٍ ثَلَاثَةٍ بَيْنَ السَّهَامِ وَالرُّؤُسِ وَأَرْبَعَةٍ بَيْنَ الرُّؤُسِ وَالرُّؤُسِ﴾

مسائل کی تصحیح سات اصولوں کی محتاج ہے، (ان میں سے) تین (درثاء کے) حصص اور ان کے رؤوس کے درمیان ہیں اور چار کا تعلق بعض درثاء اور بعض دوسرے درثاء

کے روؤس (تعداد) سے ہے۔

وضاحت: تصحیح لغوی معنی: بیماری دور کرنا،

اصطلاحی معنی: اس کسر کا ازالہ ہے جو کسی وارث فریق کی تعداد اور اصل مسئلہ سے ان کے حصص کے درمیان واقع ہو۔ جیسے

$$\begin{array}{r} \text{3 بیٹیاں} \\ \frac{2/3}{2} \\ \hline 3 \end{array} \quad \begin{array}{r} \text{عینی بھائی} \\ \frac{1}{1} \\ \hline 3 \end{array}$$

3 بیٹیوں کے فریق کو اصل مسئلہ سے ”2“ ملا، جو ان پر کسر کی شکل میں تقسیم ہوتا ہے، جس کے ازالہ کیلئے ”2“ اور ”3“ میں نسبت بتا دینے کی وجہ سے فریق کی تعداد (روؤس) کو اصل مسئلہ اور اس کے شمار کنندوں سے ضرب دی: $2 \times 3 = 6$ - $1 \times 3 = 3$
 $3 \times 3 = 9$

اب گویا مسئلہ ”9“ سے بنا اور بیٹیوں کا حصہ ”6“ ہے، جو ان پر پورا پورا تقسیم ہو گیا۔
 تنبیہ: ہر مسئلہ میں ضرب کے عمل کے بعد حصے کی بلا کسر تقسیم ممکن ہوگی، آپ خود سمجھ لیجئے گا۔
 روؤس (رأس کی جمع): اس سے مراد ورثاء کی تعداد ہے۔ مذکورہ بالا مسئلہ میں 3 بیٹیاں اور عینی بھائی روؤس ہیں۔

تنبیہ: کتاب میں طالب علم کو مسئلہ سمجھانے کے لئے تصحیح کا استعمال کیا جاتا ہے، اگر عملاً میت کی جائداد تقسیم کرنا پڑے تو تقریباً تصحیح کی ضرورت نہیں پڑتی، کیونکہ مذکورہ مسئلہ میں 3 بیٹیوں کے حصے میں کل رقم کو 3 پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

﴿أَمَّا الثَّلَاثَةُ: فَأَخَذَهَا: أَنْ كَانَتْ سِهَامُ كُلِّ فَرِيقٍ مُنْقَسِمَةً عَلَيْهِمْ
 بِلا كَسْرٍ فَلَا حَاجَةَ إِلَى الضَّرْبِ كَأَبَوَيْنِ وَبَنَتَيْنِ، وَالثَّانِي: أَنْ انْكَسَرَ عَلَى
 طَائِفَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَكِنْ بَيْنَ سِهَامِهِمْ وَرُؤُسِهِمْ مُوَافَقَةٌ فَيُضْرَبُ وَفُقَ عَدَدُ رُؤُسِ
 مَنْ انْكَسَرَتْ عَلَيْهِمْ السَّهَامُ فَيُأْصَلُ مُسْتَلَةً وَعَوْلُهَا أَنْ كَانَتْ عَائِلَةً
 كَأَبَوَيْنِ وَعَشْرَ بَنَاتٍ أَوْ زَوْجَ وَأَبَوَيْنِ وَمِثْلَ بَنَاتٍ، وَالثَّالِثُ: أَنْ لَا تَكُونَ بَيْنَ
 سِهَامِهِمْ وَرُؤُسِهِمْ مُوَافَقَةٌ فَيُضْرَبُ كُلُّ عَدَدِ رُؤُسِ مَنْ انْكَسَرَتْ عَلَيْهِمْ

السَّهَامُ لِي أَصْلٍ مُسْتَلِةٍ وَعَوْلَاهَا أَنْ كَانَتْ عَائِلَةً كَأَبٍ وَأُمٍّ وَخُمْسٍ بَنَاتٍ أَوْ زَوْجٍ وَخُمْسٍ أَخَوَاتٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ. ﴿

(ترجمہ میں کچھ وضاحت بھی ہوگی)

(پہلے) تین اصول میں اول: اگر ہر فریق کا حصہ اس کے افراد پر بلا کر تقسیم

ہو جائے تو ضرب کی ضرورت نہیں، جیسے:

2 بیٹیاں	ماں	باپ
$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$
4	1	1
6		

(ہر حصہ ہر فریق کے افراد پر پورا تقسیم ہو گیا)

دوم: ایک فریق پر کسر واقع ہو لیکن اس فریق کے حصوں اور رؤس کی (تعداد) میں نسبت توافق ہو تو جس فریق پر کسر ہوئی اس کے رؤس کے وفق کو اصل مسئلہ میں، اور مسئلہ عائکہ ہونے کی صورت میں عول میں، ضرب دی جائے گی، جیسے:

10 بیٹیاں	ماں	باپ
$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$
4	1	1
6		

”10“ اور ”4“ میں توافق بالصف ہے، اسلئے ”10“ کے نصف کو مخرج اور شمار کنندوں میں ضرب دی، صورت یوں بنی:

$4 \times 5 = 20$	-	$1 \times 5 = 5$	-	$1 \times 5 = 5$
6x5=30				

اب ہر بیٹی کا حصہ بلا کر ہوگا۔

مسئلہ عائکہ:

6 بیٹیاں	ماں	باپ	خاوند
$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{4}$
8	2	2	3
12 15			

”12“ نے ”15“ تک مول کیا، ”6“ اور ”8“ میں توافق بالصف ہونے کی وجہ سے (6 کے نصف) ”3“ کوخرج اور شمار کنندوں سے ضرب دی:

خاوند	باپ	ماں	بیٹیاں
$3 \times 3 = 9$	$2 \times 3 = 6$	$2 \times 3 = 6$	$8 \times 3 = 24$
<hr/>			
$12 \rightarrow 15 \times 3 = 45$			

(تقسیم بلا کسر ممکن ہوگی)

سوم: جب فریق کے حصص اور روؤں میں توافق نہ ہو تو تمام عدد روؤں، جن پر کسر ہوئی، کو اصل مسئلہ سے، یا مول سے اگر مسئلہ عائکہ ہے، ضرب دی جائے گی، جیسے:

مثال

باپ	ماں	بیٹیاں
$1/6$	$1/6$	$5/3$
$1 \times 5 = 5$	$1 \times 5 = 5$	$4 \times 5 = 20$
<hr/>		
$6 \times 5 = 30$		

(تقسیم بلا کسر ممکن ہوگی)

”4“ اور ”5“ میں نسبت بتاؤں کی ہے لہذا عدد روؤں ”5“ کو اصل مسئلہ اور شمار کنندوں میں ضرب دی۔

مثال

خاوند	بیٹیاں
$1/2$	$5/3$
$3 \times 5 = 15$	$4 \times 5 = 20$
<hr/>	
$6 \rightarrow 7 \times 5 = 35$	

﴿وَأَمَّا الْأَرْبَعَةُ، فَأَحْدُهَا: أَنْ يَكُونَ الْكَسْرُ عَلَى طَائِفَتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ وَلَكِنْ بَيْنَ أَعْدَادِ رُؤُسِهِنَّ مُمَاتِلَةً فَالْحُكْمُ فِيهَا أَنْ يُضْرَبَ أَحَدُ الْأَعْدَادِ فِي أَصْلِ الْمَسْئَلَةِ، مِثْلُ مِثِّ بَنَاتٍ وَثَلَاثِ جَدَّاتٍ وَثَلَاثَةِ أَعْمَامٍ﴾

(باقی) چار اصولوں (جن کا تعلق بعض وراثاء اور بعض دوسرے وراثاء کے روؤں (تعداد) سے ہے) میں پہلا قاعدہ: جب کسر دو یا زائد فریق پر واقع ہو لیکن ان کے روؤں میں نسبت مماثلت کی ہو تو اس میں حکم یہ ہوگا کہ صرف ایک عدد کو اصل مسئلہ سے ضرب دے دیں، جیسے:

مثال

3 بیٹیاں	3 جدات	3 بچے
2/3	1/6	عصبہ
4	1	1
6		

تینوں فریقوں پر کس واقع ہوئی اور "1" اور "3" میں نسبت بتائیں ہے جبکہ "6" اور "4" میں نسبت توازن ہے، اور "6" کا وزن نصف (3) ہے، گویا تینوں فریق تین تین ہیں، لہذا "3" کو ضرب دی، $4 \times 3 = 12$ - $1 \times 3 = 3$ - $1 \times 3 = 3$

(ہر فریق پر تقسیم بلا کسر ممکن ہوگئی) $6 \times 3 = 18$

﴿وَالثَّانِي أَنْ يَكُونَ بَعْضُ الْأَعْدَادِ مُتَدَاخِلًا فِي الْبَعْضِ فَالْحُكْمُ فِيهَا أَنْ يُضْرَبَ أَكْثَرُ الْأَعْدَادِ فِي الْمَسْئَلَةِ مِثْلَ أَرْبَعِ زَوَاجَاتٍ وَثَلَاثِ جَدَّاتٍ وَائْتِي عَشْرَ عَمَّاتٍ﴾

دوم: (اگر ورثاء کے ردوس میں) بعض اعداد بعض میں متداخل ہوں تو اکثر عدد

کو اصل مسئلہ میں ضرب دے دیں، جیسے:

4 بیویاں	3 جدات	12 بچے
1/4	1/6	عصبہ
3	2	7
12		

"3"، "4"، "2"، "3"، "7"، "12" پر پورا تقسیم نہیں ہوتا (یعنی تینوں فریقوں پر کسر ہے اور ہر فریق اور اس کے حصے میں بتائیں ہے) اور "4" و "3" و "12" میں متداخل ہیں لہذا بڑے عدد (12) کو اصل مسئلہ اور شمار کنندوں میں ضرب دی،

$$7 \times 12 = 84 \quad - \quad 2 \times 12 = 24 \quad - \quad 3 \times 12 = 36$$

$$12 \times 12 = 144 \quad (\text{اب تقسیم صحیح ہوگئی})$$

﴿وَالثَّالِثُ: أَنْ يُوَافِقَ بَعْضُ الْأَعْدَادِ بَعْضًا، فَالْحُكْمُ فِيهَا أَنْ يُضْرَبَ وَفْقَ أَحَدِ الْأَعْدَادِ فِي جَمِيعِ الثَّانِي، ثُمَّ مَا بَلَغَ فِي وَفْقِ الثَّالِثِ، وَالْأُخْرَى فَالْمَبْلَغُ فِي جَمِيعِ الثَّالِثِ، ثُمَّ الْمَبْلَغُ فِي الرَّابِعِ كَذَلِكَ، ثُمَّ الْمَبْلَغُ فِي أَصْلِ الْمَسْئَلَةِ كَأَرْبَعِ زَوَاجَاتٍ وَثَمَانِي عَشَرَ بَنَاتًا وَخَمْسَ عَشْرَةَ جَدَّةً وَسِتَّةَ أَعْمَامَ﴾

سوم: اگر بعض عدد ردوں کی بعض سے توافق کی نسبت ہو تو اس مسئلہ کا حکم یہ ہوگا: (پہلے دو فریق کا وفق معلوم کر کے) ایک عدد کے وفق کو دوسرے جمیع عدد سے ضرب دیں، (بعد ازاں) اگر حاصل ضرب اور تیسرے عدد میں موافقت ہے تو ٹھیک ہے (یعنی ایک کے وفق کو دوسرے کل سے ضرب دیں) وگرنہ (تایین کی صورت میں) حاصل ضرب کو جمیع ثالث سے ضرب دیں، پھر اسی طرح چوتھے فریق کی تعداد کے ساتھ اور آخر میں حاصل ضرب کو اصل مسئلہ سے ضرب دے دیں، جیسے:

4 بیویاں	18 بیٹیاں	15 جدات	6 چچے
1/8	2/3	1/6	عصب
3	16	4	1
24			

عدد ردوں 4, 15, 18, 6 ہیں، یاد رہے کہ ”18“ اور اس کے حصے ”16“ میں توافق بال نصف ہے، اس لئے ”18“ کو ”9“ تصور کر کے عدد ردوں 4, 15, 9, 6 تصور کریں گے، اب ”6“ اور ”15“ میں توافق بالثلث ہے، اس لئے ”6“ کے ثلث (2) کو ”15“ میں ضرب دی، حاصل ضرب ”30“ اور ”9“ میں توافق بالثلث ہے، لہذا ”30“ کے ثلث (10) کو ”9“ میں ضرب دی، حاصل ضرب ”90“ اور ”4“ میں توافق بال نصف ہونے کی وجہ سے ”90“ کے نصف (45) کو ”4“ سے ضرب دی اور حاصل ضرب (180) کو اصل مسئلہ اور شمار کنندوں سے ضرب دی۔

$$1 \times 180 = 180 \quad 4 \times 180 = 720 \quad 16 \times 180 = 2880 \quad 3 \times 180 = 540$$

$$24 \times 180 = 4320$$

ایک بیوی کا حصہ: 135، ایک بیٹی کا حصہ: 160، ایک جدہ کا حصہ: 48، ایک چچے کا حصہ: 30۔

هُوَ الرَّابِعُ: أَنْ تَكُونَ الْأَعْدَادُ مُتَبَايِنَةً لَا يُوَالِقُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَالْحُكْمُ فِيهَا أَنْ يُضْرَبَ أَحَدُ الْأَعْدَادِ فِي جَمِيعِ الثَّانِي، ثُمَّ مَا بَلَغَ فِي جَمِيعِ الثَّالِثِ، ثُمَّ مَا بَلَغَ فِي جَمِيعِ الرَّابِعِ، ثُمَّ مَا اجْتَمَعَ فِي أَصْلِ الْمَسْئَلَةِ،

كَامْرَأَتَيْنِ وَبِئْسَ جَذَابٍ وَعَشْرُ بَنَاتٍ وَسَبْعَةُ أَعْمَامٍ ﴿٦﴾

چہارم: اگر مختلف اعداد و کوس میں تباہی اور عدم موافقت کی نسبت ہو تو حکم یوں ہوگا: ایک عدد کو دوسرے جمیع فریق (کی تعداد) سے ضرب دیں پھر حاصل ضرب کو تیسرے سے اور اس کے ماحصل کو چوتھے سے ضرب دے کر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ سے ضرب دے دیں، جیسے:

2 بیویاں	6 جدات	10 بیٹیاں	7 بچے
$\frac{1}{8}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{2}{3}$	عصبہ
3	4	16	1
<hr/>			
24			

اعداد روؤں 2, 6, 10, 7 اور ان کے حصے بالترتیب 3, 4, 16, 1 ہیں، ”2“، ”3“ میں اور ”7“، ”1“ میں بتائیں ہے، جبکہ ”6“ و ”4“ اور ”10“ و ”16“ میں توافق بال نصف ہے، لہذا ”6“ کو ”3“ اور ”10“ کو ”5“ تصور کریں گے۔ اب گویا اعداد روؤں 2, 3, 5, 7 ہیں جن میں بتائیں ہے، اس لئے 2×3 کے حاصل ضرب کو 5 سے ضرب دی، ان کے حاصل ”30“ کو 7 سے، جن کا حاصل ضرب ”210“ ہے، جسے اصل مسئلہ اور اس کے شمار کنندوں سے ضرب دی۔

2 بیویاں 6 جدات 10 بیٹیاں 7 چچے

$1 \times 210 = 210$ - $16 \times 210 = 3360$ - $4 \times 210 = 840$ - $3 \times 210 = 630$

$24 \times 210 = 5040$

ایک بیوی کا حصہ: 315، ایک جد و کا حصہ: 140، ایک بیٹی کا حصہ: 336، ایک چچے کا حصہ: 30



فَصْلٌ

﴿وَإِذَا رَأَيْتُ أَنَّ تَعْرِفَ نَصِيبَ كُلِّ فَرِيقٍ مِنَ التَّصْحِيحِ فَاضْرِبْ مَا كَانَ لِكُلِّ فَرِيقٍ مِنْ أَصْلِ الْمَسْئَلَةِ فِي مَا ضَرَبْتَهُ فِي أَصْلِ الْمَسْئَلَةِ، فَمَا حَصَلَ كَانَ نَصِيبَ ذَلِكَ الْفَرِيقِ.﴾

تصحیح سے ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اصل مسئلہ سے ہر فریق کو ملنے والے حصے کو اس عدد سے ضرب دیں جسے اصل مسئلہ سے ضرب دی، حاصل ضرب اس فریق کا کل تصحیح میں سے حصہ ہوگا۔ (مذکورہ بالا مثال میں در ثاء کو "24" میں سے جو کچھ ملا اسے شمار کنندہ کہہ کر "210" میں ضرب دی، ہر فریق کا حصہ معلوم ہو گیا)

﴿وَإِذَا رَدَّتْ أَنْ تَعْرِفَ نَصِيبُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْ أَحَادِ ذَلِكَ الْفَرِيقِ فَأَقْسِمُ مَا كَانَ لِكُلِّ فَرِيقٍ مِنْ أَصْلِ الْمَسْئَلَةِ عَلَى عَدَدِ رُؤُسِهِمْ، ثُمَّ اضْرِبِ الْخَارِجَ فِي الْمَضْرُوبِ، فَالْحَاصِلُ نَصِيبُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْ أَحَادِ ذَلِكَ الْفَرِيقِ، وَوَجْهٌ آخَرُ: وَهُوَ أَنْ تَقْسِمَ الْمَضْرُوبَ عَلَى أَى فَرِيقٍ شِئْتَ، ثُمَّ اضْرِبِ الْخَارِجَ فِي نَصِيبِ الْفَرِيقِ الَّذِي قَسَمْتَ عَلَيْهِمُ الْمَضْرُوبَ، فَالْحَاصِلُ نَصِيبُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْ أَحَادِ ذَلِكَ الْفَرِيقِ، وَوَجْهٌ آخَرُ: وَهُوَ طَرِيقُ النِّسْبَةِ وَهُوَ الْأَوْضَحُ وَهُوَ أَنْ تَنْسِبَ سِهَامَ كُلِّ فَرِيقٍ مِنْ أَصْلِ الْمَسْئَلَةِ إِلَى عَدَدِ رُؤُسِهِمْ مُفْرَدًا، ثُمَّ تُعْطَى بِمِثْلِ بِلَاكِ النِّسْبَةِ مِنَ الْمَضْرُوبِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْ أَحَادِ ذَلِكَ الْفَرِيقِ.﴾

اگر آپ ہر فریق کے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنا چاہیں (تو اس کے معلوم کرنے کے تین طریقے ہیں، تینوں کا نتیجہ ایک ہے):

(اول): اصل مسئلہ سے ملنے والا حصہ فریق کے افراد پر تقسیم کریں، ما حاصل کو اس عدد سے

ضرب دیں جسے اصل مسئلہ سے ضرب دی تھی، حاصل ضرب ہر فرد کا حصہ ہوگا۔

(دوم): جس عدد کو اصل مسئلہ سے ضرب دی، اسے فریق کے افراد پر تقسیم کریں، ما حاصل کو

اس فریق کے اصل حصے سے ضرب دیں، حاصل ضرب ہر فرد کا حصہ ہوگا۔

(سوم): نسبت کا طریقہ ہے، جو زیادہ واضح ہے، اور وہ یہ ہے کہ فریق کے حصہ اور اسکے

افراد کے درمیان نسبت کو دیکھیں، پھر فریق کے ہر فرد کو اسی نسبت کے مطابق مضروب سے

حصہ دیا جائے گا۔

❖ وضاحت: مینے

$$\begin{array}{r} \text{بھائی} \\ \text{عصبہ} \\ 3 \times 2 = 6 \end{array} \quad - \quad \begin{array}{r} \text{بیوی} \\ 1/4 \\ 1 \times 2 = 2 \end{array}$$

$$4 \times 2 = 8 \quad \text{مضروب عدد "2" ہے۔}$$

پہلے طریقے کے مطابق حصہ "3" کو "6" پر تقسیم کیا، جواب "1/2" آیا، اسے مضروب "2" سے ضرب دی، حاصل ضرب $1 \times 1/2 = 1/2$ آیا، جو ایک بھائی کا حصہ ہے۔
دوسرے طریقے کے مطابق مضروب "2" کو "6" پر تقسیم کیا، جواب "1/3" آیا، "1/3" کو حصہ "3" سے ضرب دی، حاصل ضرب $1 \times 1/3 = 1/3$ آیا، جو ایک بھائی کا حصہ ہے۔

تیسرے طریقے کے مطابق حصہ "3" کی "6" کی طرف نسبت کی تو نصف حصہ بنا اور مضروب "2" کا نصف "1" ہے، جو ایک بھائی کا حصہ ہے۔
میری سمجھ کے مطابق آسان طریقہ یہ ہے کہ جس مضروب کو اصل مسئلہ سے ضرب دی اسے تمام شمار کنندوں سے ضرب دیں، حاصل ضرب فریق کا حصہ ہوگا اور اگر اس حصے کو فریق کے افراد کی تعداد پر تقسیم کریں تو ہر ایک فرد کا حصہ معلوم ہو جائے گا۔



فَصْلٌ فِي قِسْمَةِ الشَّرَكَاتِ بَيْنَ الْوَرِثَةِ وَالْغُرَمَاءِ

قرض خواہوں اور ورثاء میں ترکہ کی تقسیم

﴿أَذَاكَانَ بَيْنَ التَّضْهِيحِ وَالتَّرِكَةِ مَبَايِنَةٌ فَأَضْرِبْ سِهَامَ كُلِّ وَارِثٍ
مِّنَ التَّضْهِيحِ فِي جَمِيعِ التَّرِكَةِ، ثُمَّ اقْسِمِ الْمُبْلَغَ عَلَى التَّضْهِيحِ، مِثَالُهُ
بِسْتَانٍ وَأَبْوَانٍ وَالتَّرِكَةُ سَبْعَةُ دَنَانِيرٍ وَأَذَاكَانَ بَيْنَ التَّضْهِيحِ وَالتَّرِكَةِ مُوَافَقَةً

فَاضْرِبْ سَهَامَ كُلِّ وَارِثٍ مِّنَ التَّضْحِيجِ فِي وَفْقِ التَّرَكَةِ، ثُمَّ أَقْسِمِ الْمَبْلَغَ عَلَى وَفْقِ التَّضْحِيجِ، فَالْخَارِجُ نَصِيبُ ذَلِكَ الْوَارِثِ فِي الْوَجْهَيْنِ، هَذَا لِمَعْرِفَةِ نَصِيبِ كُلِّ فَرْدٍ، أَمَّا لِمَعْرِفَةِ نَصِيبِ كُلِّ فَرِيقٍ مِنْهُمْ فَاضْرِبْ مَا كَانَ لِكُلِّ فَرِيقٍ مِّنْ أَصْلِ الْمَسْئَلَةِ فِي وَفْقِ التَّرَكَةِ، ثُمَّ أَقْسِمِ الْمَبْلَغَ عَلَى وَفْقِ الْمَسْئَلَةِ أَنْ كَانَ بَيْنَ التَّرَكَةِ وَالْمَسْئَلَةِ مُوَافَقَةً وَأَنْ كَانَ بَيْنَهُمَا مُبَايَنَةً فَاضْرِبْ فِي كُلِّ التَّرَكَةِ، ثُمَّ أَقْسِمِ الْحَاصِلَ عَلَى جَمِيعِ الْمَسْئَلَةِ، فَالْخَارِجُ نَصِيبُ ذَلِكَ الْفَرِيقِ فِي الْوَجْهَيْنِ.

جب تصحیح (یعنی خرج) اور ترکہ کے درمیان مباہنت ہو تو (ترکہ کی تقسیم یوں ہو گی): تصحیح سے ہر وارث کے حصے کو جمع ترکہ سے ضرب دیں اور حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کر دیں، جیسے:

2 بیٹیاں	باپ	ماں	
2/3	1/6	1/6	کل ترکہ: 7 دینار
4	1	1	
6			

”) 6“ اور ترکہ 7“ میں مباہنت ہے، اس لئے ہر وارث کے حصے کو 7“ سے ضرب دے کر 6“ پر تقسیم کیا، جیسے ہر بیٹی کا حصہ 2“ ہے، اس کو 7“ سے ضرب دی، حاصل ضرب 14“ کو 6“ پر تقسیم کیا۔

$\frac{\text{وارث کا حصہ}}{\text{مسئلہ (تصحیح)}} \times \text{ترکہ}$	اگر ہر وارث کا حصہ معلوم کرنا ہو تو کلیہ:
$\frac{\text{فریق کا حصہ}}{\text{مسئلہ (تصحیح)}} \times \text{ترکہ}$	اور اگر ہر فریق کا حصہ معلوم کرنا ہو تو کلیہ:

(استعمال کریں)

اگر تصحیح اور ترکہ میں توافق ہو تو ہر وارث کے حصے کو ترکہ کے وفق سے ضرب دے کر حاصل ضرب کو تصحیح کے وفق پر تقسیم کر دیں، دونوں صورتوں (مباہنت یا موافقت) میں حاصل وارث کا حصہ ہوگا، (فرض کریں مذکورہ مسئلہ میں ترکہ 8“ دینار ہے، جسکی 6“ سے

موافقت بالصنف ہے، لہذا اکل ترکہ ”4“ دینار اور ”3“ تصور کریں گے، ہر وارث کے حصے کو 4 سے ضرب دے کر 3 پر تقسیم کر لیں گے) یہ ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ ہے۔ رہا مسئلہ ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کا تو صحیح سے ہر فریق کے حصے کو کل ترکہ کے وفق سے ضرب دے کر حاصل ضرب کو صحیح کے وفق پر تقسیم کر دیں، یہ صورت اس وقت اختیار کی جائے گی جب صحیح اور ترکہ میں توافق ہو، وگرنہ بتائیں کی صورت میں ہر فریق کے حصے کو کل ترکہ سے ضرب دیں اور حاصل ضرب کو صحیح پر تقسیم کر دیں، دونوں صورتوں (مباہنت یا موافقت) میں ما حاصل فریق کا حصہ ہوگا۔

❖ **وضاحت:** ترکہ کی تقسیم کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ فریق کے حصے کو کل ترکہ سے ضرب دیں، حاصل ضرب کو صحیح پر تقسیم کر دیں، ما حاصل فریق کا حصہ ہوگا، اسے فریق کے افراد پر تقسیم کر لیں تو ہر فرد کا حصہ معلوم ہو جائے گا، سابقہ بعض مثالوں میں یہی طریقہ اپنایا گیا۔

﴿أَمَّا فِي قَضَاءِ الدِّيُونِ، فَلَنُفْنِ كُلَّ غَرِيمٍ بِمَنْزِلَةِ سِهَامٍ كُلِّ وَارِثٍ فِي الْعَمَلِ وَمَجْمُوعُ الدِّيُونِ بِمَنْزِلَةِ التَّصْحِيحِ، وَأَنْ كَانَ فِي التَّرَكَةِ كُسُورٌ فَأَبْسَطُ التَّرَكَةِ وَالْمَسْئَلَةُ كِلْتَاهُمَا أُنَى اجْعَلَهُمَا مِنْ جِنْسِ الْكُسْرِ ثُمَّ قَدِّمُ فِيهِ مَا رَسَمْنَاهُ﴾

قرضوں کی ادائیگی میں ہر قرض خواہ کا قرضہ عمل میں وارث کے حصہ کے قائم مقام ہوگا اور قرضوں کا مجموعہ بمنزلہ صحیح (اصل مسئلہ)، اگر ترکہ میں کسر ہو تو ترکہ اور مسئلہ کو وسیع کر کے کسر کی جنس سے بنالیں اور (ہر فریق اور اسکے افراد کے حصوں کی معرفت کیلئے) ہمارا بیان کردہ طریقہ استعمال کریں۔

❖ **وضاحت:** یاد رہے کہ قرضہ بمنزلہ صحیح اس وقت ہوگا جب کل ترکہ متعدد قرض خواہوں کے قرضوں سے کم ہو۔

مثال: کل ترکہ: 50 دینار ،

قرض خواہ اور ان کا قرضہ: مقصود: 80 دینار، مجاہد: 10 دینار، محبوب: 10 دینار، کل قرض کا مجموعہ: 100 دینار، اب مجموعہ قرض کو صحیح اور ہر قرض خواہ کے قرضہ کو اس کے حصے کی شکل دیں گے۔

مقصد	مجاہد	محبوب	کل ترکہ: 50 دینار
80	10	10	
<hr/>			
100			

مقصود کا حصہ: $50 \times 80 / 100 = 40$

مجاہد کا حصہ: $50 \times 10 / 100 = 5$

محبوب کا حصہ: $50 \times 10 / 100 = 5$

ترکہ میں کسر کی صورت اور تقسیم:

خاوند	ماں	2 عینی بہنیں
1/2	1/6	2/3
<hr/>		
3	1	4
<hr/>		
8	6	25

یعنی 76/3

کل ترکہ: 8

مخرج عول کی وجہ سے "8" ہے، کسر ختم کرنے کیلئے "76/3" کے "3" کو

"8" سے ضرب دی، حاصل ضرب "24" کو صحیح اور "76" کو کل ترکہ قرار دیا، صورت یہ

ہی:

خاوند	ماں	2 عینی بہنیں
3	1	4
<hr/>		
8	6	24

اور کل ترکہ: 76

$8 \times 3 = 24$

خاوند کا حصہ: $76 \times 3 / 24 = 9 \frac{1}{2}$ ، علیٰ ہذا القیاس۔

یاد رکھیں کہ کل ترکہ 76/3 میں "76" نے جس "3" پر تقسیم ہونا تھا، اس نے

"8" کے ساتھ مل کر اپنی حیثیت برقرار رکھی وہ اس طرح کی "76/3" میں سے خاوند کا حصہ

"3/8" تھا اور "76" میں سے "3/24" ہو گیا، اور ترکہ اور عدد مسئلہ بھی وسیع ہو گیا۔



فصل فی التَّخَارُجِ

تخارج کا بیان

(تخارج: لغوی معنی: ایک دوسرے کو نکالنا،

اصطلاحی معنی: کسی وارث کا کسی معینہ سے پر ورثاء سے مصالحت کر کے میراث سے

خارج ہو جانا تخارج کہلاتا ہے۔)

﴿مَنْ صَالَحَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ التَّرِكَةِ فَاطْرَحَ سِهَامَهُ مِنَ التَّصْحِيحِ، ثُمَّ أَقْسَمَ مَا بَقِيَ مِنَ التَّرِكَةِ عَلَى سِهَامِ الْبَاقِينَ، كَزَوْجٍ وَأُمٍّ وَعَمٍّ، فَصَالَحَ الزَّوْجَ عَلَى مَا فِي ذِمَّتِهِ مِنَ الْمَهْرِ وَخَرَجَ مِنَ الْبَيْنِ، فَتَقَسَّمُ بَاقِي التَّرِكَةِ بَيْنَ الْأُمِّ وَالْعَمِّ اثْلَاثًا بِقَدَرِ سِهَامِهِمَا، سَهْمَانِ لِلْأُمِّ وَسَهْمٍ لِلْعَمِّ، أَوْ زَوْجَةٍ وَأَرْبَعَةً بَيْنَ بَنَيْنَ، فَصَالَحَ أَحَدَ الْبَنَيْنِ عَلَى شَيْءٍ فَخَرَجَ مِنَ الْبَيْنِ، فَيُقَسَّمُ بَاقِي التَّرِكَةِ عَلَى خَمْسَةِ وَعِشْرِينَ سَهْمًا، لِلْمَرْأَةِ أَرْبَعَةُ أَشْهُمٍ وَلِكُلِّ ابْنٍ سَبْعَةٌ.﴾

جو وارث ترکہ میں سے کسی چیز پر مصالحت کر کے (دستبردار ہو جائے) تو اس کے حصے کو صحیح سے نکال دیں اور بقیہ ترکہ باقی ورثاء کے حصوں پر تقسیم کر دیں، جیسے ورثاء: خاوند، ماں، چچا میں سے خاوند مہر، جو اسکے ذمے تھا، پر مصالحت کر کے درمیان سے نکل گیا، باقی ترکہ ماں اور چچا میں ان کے حصوں کے مطابق تین حصے کر کے تقسیم کیا جائے گا، دو حصے ماں کیلئے اور ایک حصہ چچا کیلئے، (دوسری مثال) ورثاء: بیوی اور چار بیٹوں میں سے ایک بیٹا کسی (کسی معین) چیز پر مصالحت کر کے بے دخل ہو گیا، باقی میراث کے پچیس حصے بین گئے، جن میں سے بیوی کو چار اور ہر ایک بیٹے کو سات ملیں گے۔

وضاحت: سب سے پہلے خارج ہونے والے وارث سمیت تمام ورثاء کی نسبتیں معلوم کر کے مسئلہ حل کیا جائے گا۔

پہلی مثال: **مِفْ**

چچا	ماں	خاوند
عصبہ	1/3	1/2
1	- 2	- 3
6-3=3		

تصحیح ”6“ ہے، جب خاوند مصالحت کر کے نکلا تو اس کے حصے ”3“ کو صحیح سے منفی کر دیا، باقی ”3“ بچا، جو مسئلہ کا مخرج بنے گا، نسبتیں پہلے معلوم ہو چکی ہیں، جن کے مطابق ماں کو ”2“ اور چچا کو ”1“ ملے گا۔

دوسری مثال: **مِنَہ**

بیوی	4 بیٹے
1/8	عصبہ
7×4=28	- 1×4=4
8×4=32-7=25	

”7“ اور ”4“ میں مہابینت تھی، اسلئے ”4“ کو صحیح اور تمام حصوں میں ضرب دی، مسئلہ کا مخرج ”32“ بنا، ”4“ بیوی کو اور ”28“ چار بیٹوں کو ملے، ہر ایک بیٹے کا حصہ ”7“ ہے، ایک بیٹا بذریعہ مصالحت خارج ہو گیا، اس کا حصہ ”7“ تھا، جسے صحیح سے منفی کر دیا تو مخرج ”25“ رہ گیا، سابقہ معلوم شدہ نسبتوں کے مطابق ”4“ بیوی کو اور ہر ایک بیٹے کو ”7“ ملے گا۔



﴿بَابُ الرَّدِّ﴾

رَدِّ کے مسائل

(ترکہ کی تقسیم کی پانچویں صورت ”رَدِّ“ ہے، جیسا کہ ابتداء کتاب میں گزرا)

﴿الرَّادُّ ضِدُّ الْعَوْلِ، مَا فَضَّلَ عَنْ قَرْضِ ذَوِي الْقُرُوضِ وَلَا مُسْتَحَقِّ

لَهُ يُرَدُّ عَلَى ذَوِي الْفُرُوضِ بِقَدْرِ حُقُوقِهِمْ إِلَّا عَلَى الزَّوْجَيْنِ وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وَبِهِ أَخَذَ أَصْحَابُنَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى وَقَالَ زَيْنَبُنْ ثَابِتٌ: الْفَاضِلُ لِبَيْتِ الْمَالِ وَبِهِ أَخَذَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى. ﴿

کوئی مستحق عصبہ نہ ہونے کی صورت میں اصحاب الفروض کے حصوں سے بچا ہوا ترکہ دوبارہ انہیں پر ان کے حصص کے بقدر لوٹا دینا رد کہلاتا ہے، جو عول کا متضاد ہے، اس میں زوجین داخل نہیں، عام صحابہ ؓ کا یہی مسلک ہے، ہمارے ائمہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، البتہ سیدنا زید بن ثابت ؓ نے فرمایا: زائد مال بیت المال میں جمع کیا جائے گا، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے یہی مسلک اپنایا ہے۔

❖ **وضاحت:** رد کے مسائل میں ورثاء کی دو قسمیں بنتی ہیں:

(1) مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ: وہ اصحاب الفروض ورثاء جن پر رد ہو سکتا ہے۔

(2) مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ: وہ اصحاب الفروض ورثاء جن پر رد نہیں ہو سکتا، جیسے میاں، بیوی۔

﴿ثُمَّ مَسَائِلُ الْبَابِ عَلَى أَقْسَامٍ أَرْبَعَةٍ: أَحَدُهَا أَنْ يَكُونَ فِي الْمَسْئَلَةِ جَنْسٌ وَاحِدٌ مِمَّنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ عِنْدَ عَدَمِ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ، فَاجْعَلِ الْمَسْئَلَةَ مِنْ رُؤُسِهِمْ كَمَا أَذَا تَرَكَ بَتْنَيْنِ أَوْ أُخْتَيْنِ أَوْ جَدَّتَيْنِ، فَاجْعَلِ الْمَسْئَلَةَ مِنَ الْثَنَيْنِ. ﴿

رد کے مسائل کی چار اقسام ہیں: (اول) مسئلہ میں مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ ورثاء کی ایک جنس ہو اور مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ نہ ہوں، تو ورثاء کے رؤوس (تعداد) سے مسئلہ کا مخرج بنائیں، جیسے: صرف دو بیٹیاں یا دو بہنیں یا دو جدات ہوں، تو مسئلہ ”2“ سے بنالیں۔

❖ **وضاحت:** آپ خود ہر مسئلہ کو عام طریقہ کے مطابق حل کر کے یہ پڑتال کریں گے کہ آیا مسئلہ میں رد ہے یا نہیں؟ جیسے:

مِثْلُ

خالہ (ذوی الارحام)

مُحْجِبٌ

بیٹیاں

2/3

0 - 2

3 خالہ ذوی الارحام ہونے کی وجہ سے محبوب ہو گئی۔

”3“ میں سے ”2“ دو بیٹیوں کو دیا باقی ”1“ کا کوئی مستحق نہیں، معلوم ہوا کہ مسئلہ رذیہ ہے، ورنہ صرف دو بیٹیاں ایک جنس سے ہیں جو من یرو علیہ ہیں، اسلئے ان کے ردوس ”2“ سے مسئلہ بنے گا، ایک حصہ ایک بیٹی کو ملے گا اور ایک حصہ دوسری بیٹی کو۔

﴿وَالثَّانِي إِذَا اجْتَمَعَ فِي الْمَسْئَلَةِ جَنَاسَانِ أَوْ ثَلَاثَةُ أَجْنَاسٍ مِمَّنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ عِنْدَ عَدَمٍ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ فَاَجْعَلِ الْمَسْئَلَةَ مِنْ سِهَامِهِمْ، أَغْنَىٰ مِنَ الثَّانِي إِذَا كَانَ فِي الْمَسْئَلَةِ سُدُسَانِ أَوْ مِنْ ثَلَاثَةِ إِذَا كَانَ فِيهَا ثَلَاثٌ وَسُدُسٌ أَوْ مِنْ أَرْبَعَةٍ إِذَا كَانَ فِيهَا نِصْفٌ وَسُدُسٌ أَوْ مِنْ خَمْسَةٍ إِذَا كَانَ فِيهَا ثَلَاثَانِ وَسُدُسٌ أَوْ نِصْفٌ وَسُدُسَانِ أَوْ نِصْفٌ وَثَلَاثٌ﴾

دوم: جب مسئلہ میں من یرو علیہ کی دو یا تین جنسیں ہوں اور من لا یرو علیہ نہ ہوں تو ان کے حصص (کے مجموعہ) کو مسئلہ بتائیں، جیسے: جب دونوں سدس (1/6) ہوں تو مسئلہ ”2“ سے بنے گا، جب ثلث (1/3) اور سدس (1/6) ہوں تو ”3“ سے، جب نصف (1/2) اور سدس (1/6) ہوں تو ”4“ سے، اور جب دو ثلث (2/3) اور سدس (1/6) ہوں یا نصف اور دونوں سدس یا نصف اور ثلث تو ”5“ سے۔

❖ **وضاحت:** سب سے پہلے پڑتال کریں کہ آیا مسئلہ میں رد ہے، جیسے:

جده	اخیانی بہن
1/6	1/6
1	1
6	

معلوم ہوا کہ مسئلہ میں رذیہ ہے، چونکہ من لا یرو علیہ نہیں ہے، اسلئے اصل مسئلہ ورنہ کے حصوں (1+1) کے مجموعہ (2) کو بتالیں گے، ایک حصہ جدہ کو ملے گا اور ایک حصہ بہن کو۔ متن میں مذکورہ حصوں کے مستحق افراد:

سدس، سدس: جدہ، اخیانی بہن حصوں کا مجموعہ ”2“ ہوگا۔

ثلث و سدر:	2 اخياني بمالي، ماں	حصوں کا مجموعہ "3" ہوگا۔
نصف و سدر:	بیٹی، ماں	حصوں کا مجموعہ "4" ہوگا۔
دو ثلث و سدر:	2 بیٹیاں، ماں	حصوں کا مجموعہ "5" ہوگا۔
نصف، سدر، سدر:	بیٹی، پوتی، ماں	حصوں کا مجموعہ "5" ہوگا۔
نصف و ثلث:	بہن، ماں	حصوں کا مجموعہ "5" ہوگا۔

﴿وَالثَّالِثُ أَنْ يَكُونَ مَعَ الْأَوَّلِ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ فَأَعْطِ فَرَضَ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ مِنْ أَقْلٍ مَخَارِجِهِ، فَإِنْ اسْتَقَامَ الْبَاقِي عَلَى رُؤْسٍ مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ فِيهَا، كَزَوْجٍ وَثَلَاثِ بَنَاتٍ، وَأَنْ لَمْ يَسْتَقِمْ فَاضْرِبْ وَفَقْ رُؤُسَهُمْ فِي مَخْرَجِ فَرَضٍ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ أَنْ وَافَقَ رُؤُسَهُمُ الْبَاقِي، كَزَوْجٍ وَبَنَاتٍ، وَالْأُفْضَلُ فَاضْرِبْ كُلَّ رُؤُسِهِمْ فِي مَخْرَجِ فَرَضٍ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ فَاَلْمَبْلَغُ تَصْحِيحُ الْمَسْئَلَةِ، كَزَوْجٍ وَخَمْسِ بَنَاتٍ.﴾

(مسئلہ کی وضاحت ترجمہ میں ہی کردی جائے گی، پہلے خود پڑھنا ضرور کریں)

سوم: اگر قسم اول (صرف ایک جنس) کے ساتھ من لا یورد علیہ بھی ہو تو سب

سے پہلے من لا یورد علیہ کو اس کے اقل خرچ سے حصہ دے کر دیکھیں، اگر باقی حصے من

یر علیہ کے روؤس پر پورے تقسیم ہو جائیں تو فحما، جیسے: **مَنْ**

$$\begin{array}{r} \text{خاوند} \\ 3 \text{ بیٹیاں} \\ 1/4 \\ \hline 3 - 1 \\ 4 \end{array}$$

باقی "3" تین بیٹیوں پر پورا پورا تقسیم ہو گیا۔

وگر نہ روؤس کے وفق کو من لا یورد علیہ کے فرضی حصے کے خرچ سے ضرب دے دیں اگر

باقی روؤس کی تعداد سے موافقت کرے، جیسے: **مَنْ**

$$\begin{array}{r} \text{خاوند} \\ 6 \text{ بیٹیاں} \\ 1/4 \\ \hline 3 \times 2 = 6 - 1 \times 2 = 2 \\ 4 \times 2 = 8 \end{array}$$

(روؤس 6، باقی ماندہ 3 سے متوافق باصاف ہے، اسلئے ”2“ کو مخرج اور شمار کنندوں سے ضرب دی، اب 6 چھ بیٹیوں پر پورا تقسیم ہو گیا) اور مباہنت کی صورت میں کل روؤس کو من لایر دعلیہ کے فرضی حصے کے مخرج سے ضرب دیں، حاصل ضرب مسئلہ کی تصحیح ہوگی، جیسے:

مِفْتَاحُ

$$\begin{array}{r} \text{خاوند} \\ 5 \text{ بیٹیاں} \\ 1/4 \\ \hline 3 \times 5 = 15 \quad - \quad 1 \times 5 = 5 \\ \hline 4 \times 5 = 20 \end{array}$$

”3“ اور ”5“ میں مباہنت ہے اسلئے ”5“ کو من لایر دعلیہ کے اصل مسئلہ سے ضرب دی، اب 15 پانچ بیٹیوں پر پورا پورا تقسیم ہو گیا۔

﴿وَالرَّابِعُ أَنْ يَكُونَ مَعَ الثَّانِي مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ، فَأَقْسِمَ مَا بَقِيَ مِنْ مَخْرَجِ فَرَضٍ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ عَلَى مَسْئَلَةٍ مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ، فَإِنْ اسْتَقَامَ فَبِهَا، وَهَذَا فِي صُورَةٍ وَاحِدَةٍ وَهِيَ أَنْ يَكُونَ لِلزَّوْجَاتِ الرَّبْعُ وَالْبَاقِي بَيْنَ أَهْلِ الرَّدِّ أَثْلَاثًا، كَزَوْجَةٍ وَأَرْبَعِ جَدَّاتٍ وَبِثْ أَخَوَاتٍ لَأَمٍّ، وَأَنْ لَمْ يَسْتَقِمْ فَأَضْرِبْ جَمِيعَ مَسْئَلَةٍ مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ فِي مَخْرَجِ فَرَضٍ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ، فَالْمَبْلَغُ مَخْرَجُ فُرُوضِ الْفَرِيقَيْنِ، كَأَرْبَعِ زَوْجَاتٍ وَتِسْعِ بَنَاتٍ وَبِثْ جَدَّاتٍ، ثُمَّ اضْرِبْ سِهَامَ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ فِي مَسْئَلَةٍ مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ وَسِهَامَ مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ فِي مَا بَقِيَ مِنْ مَخْرَجِ فَرَضٍ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ وَأَنْ انْكَسَرَ عَلَى الْبَعْضِ فَتَصَحِّحِ الْمَسَائِلَ بِالْأُصُولِ الْمَذْكُورَةِ.﴾

(سمجھنے آنے کی صورت میں بار بار غور سے پڑھیں، مسئلہ کی

وضاحت ترجمہ میں ہی کر دی جائے گی، پہلے خود پڑھنا ضرور کریں)

چهارم: اگر قسم دوم (یعنی دو یا زائد جنسوں) کے ساتھ من لایر دعلیہ ہو تو اس کے فرضی حصے کے مخرج سے باقی ماندہ مال من لایر دعلیہ کے مسئلہ پر تقسیم کریں، اگر وہ پورا پورا تقسیم

ہو جائے اور اس کی صرف ایک صورت ہے، وہ یہ کہ بیوی کو ربح (1/4) ملے گا اور باقی اہل
رؤ میں تین حصے کر کے تقسیم کیا جائے، جیسے: بیوی 4 جدات 6 اخیا فی بہنیں

$$\begin{array}{r} 1/4 \\ 1 \text{ (حصہ)} \\ \hline 2 \text{ (حصہ)} \\ 4 \end{array}$$

(مخرج "4" میں سے "1" بیوی کو ملا، باقی "3" میں سے "1" جدات کو اور "2" اخیا فی بہنوں کو ملے، اس صورت میں من یرد علیہ کے حصوں کا مجموعہ ان کا مسئلہ ہوگا، جیسے
اس مثال میں: 4 جدات 6 اخیا فی بہنیں

$$\begin{array}{r} 1/3 \quad 1/6 \\ 2 \quad + \quad 1 \\ \hline 6 \end{array}$$

معلوم ہوا کہ جدات اور بہنوں کے حصوں 2+1 کا مجموعہ "3" ہے، اسی "3" سے ان کا مسئلہ
بنے گا اور باقی ماندہ بھی 3 ہے، جس میں "1" حصہ جدات اور "2" حصے اخیا فی بہنوں کو ملے۔
اور اگر پورا تقسیم نہ ہو تو من یرد علیہ کے جمع مسئلہ کو من لایرد علیہ کے فرضی حصہ کے مخرج میں
ضرب دیں، حاصل ضرب دونوں فریقوں کے حصوں کا مخرج ہوگا، جیسے: 4 بیویاں،
9 بیٹیاں، 6 جدات، پھر من لایرد علیہ کے حصوں کو من یرد علیہ کے مسئلہ میں اور من یرد علیہ
کے حصص کو من لایرد علیہ کے فرضی حصے کے مخرج سے باقی ماندہ میں ضرب دیں، اگر پھر بھی
بعض رؤوس پر کسر ہو تو سابقہ مذکور اصول کی روشنی میں مسائل کی تصحیح ہوگی۔

مَبْنِیَّہ

وضاحت:

$$\begin{array}{r} 4 \text{ بیویاں} \quad 9 \text{ بیٹیاں} \quad 6 \text{ جدات} \\ 1/8 \quad 2/3 \quad 1/6 \\ 3 \quad - \quad 16 \quad - \quad 4 \\ \hline 24 \end{array}$$

معلوم ہوا کہ رد ہے، بیٹیوں اور جدات کے حصوں کا مجموعہ ان کا مسئلہ ہوگا اور وہ

$$\begin{array}{r} 9 \text{ بیٹیاں} \quad 6 \text{ جدات} \\ 2/3 \quad 1/6 \\ 4 \quad + \quad 1 \\ \hline 6 \end{array}$$

بیٹیوں کا اور ”1“ جدات کا ہے۔ 4 بیٹیاں 1/8
9 بیٹیاں 6 جدات
4 (مے) 1 (حصہ)

$$\begin{array}{r} 7 \\ \hline 1 \end{array}$$

$$\begin{array}{r} 5 \times 7 = 35 \\ 1 \times 5 = 5 \\ \hline 8 \times 5 = 40 \end{array}$$

مسئلہ ”5“ کو من لایہ ود علیہ کے مخرج سے باقی ماندہ ”7“ سے ضرب دی۔

نتیجتاً 4 بیٹیوں کا حصہ: $7 \times 4 = 28$ اور 6 جدات کا حصہ: $7 = 1 \times 7$ ہوتا، صورت

یوں بنی: 4 بیویاں 9 بیٹیاں 6 جدات

5	28	7
<hr/>		
40		

$9 \times 4 = 36$ جبکہ "6"، "36" میں متداخل ہے، اب "36" کو نکلے گا اور تمام حصوں

میں ضرب دیں۔ 4 بیویاں، 9 بیٹیاں، 6 جدات

$$\begin{array}{r} 5 \times 36 = 180 \\ 28 \times 36 = 1008 \\ 7 \times 36 = 252 \\ \hline 40 \times 36 = 1440 \end{array}$$

ایک بیوی کا حصہ: 45، ایک بیٹی کا حصہ: 112، ایک جدہ کا حصہ: 42

روکی تائید میں ادلہ

(1) اللہ تعالیٰ کا فرمان: **وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي**

كتاب الله (الأنفال: 75، الأحزاب: 6)

اللہ کے حکم کی رو سے رشتے ناتے والے ایک دوسرے کے وارث ہونے میں ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔

عصبہ نہ ہونے کی صورت میں میراث اصحاب الفروض کو بطور رد دی جائے گی کیونکہ وہی رشتے ناتے میں مضبوط ہیں۔

(2) آپ ﷺ نے فرمایا: النخال وارث من لا وارث له.

(جامع الترمذی: الفرائض؛ باب ما جاء فی میراث النخال، سنن ابی داود: الفرائض؛ باب فی میراث ذوی الأرحام، سنن ابن ماجہ: الفرائض؛ باب ذوی الأرحام، السنن الکبریٰ للنسائی: الفرائض؛ باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبو عائشة فی توریث المال)

جس کا کوئی وارث نہ ہو ماموں اس کا وارث بنے گا۔

معلوم ہوا کہ اصل ورثاء کی عدم موجودگی میں ذوی الأرحام وارث بنیں گے، اگر کوئی ایک صاحب فرض ہو اور مال بچ جائے تو دوبارہ اسے ہی دیا جائے گا نہ کہ ذوی الأرحام کو کیونکہ وہ وارث ہے۔

(3) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیماری کی حالت میں نبی کریم ﷺ سے سوال کیا: اُن لی ما لا کثیرا ولیس یرثنی اُلا ابتی اُفأتصدق بثلثی مالی؟ قال: لا، قلت: فالثطر؟ قال: لا، قلت: الثلث؟ قال: الثلث کبیر، اُنک اُن ترکت ولدک اغنیاء خیر من اُن تترکهم عالة یتکففون الناس. (صحیح البخاری: الفرائض؛ باب میراث البنات، صحیح مسلم: الوصیة؛ باب الوصیة بالثلث، سنن اربعہ)

کہ میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور میری بیٹی کے علاوہ میرا کوئی وارث نہیں، تو کیا میں اپنے مال کا دو تہائی حصہ صدقہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نے کہا: پھر آدھے مال کا صدقہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کی: ایک تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک تہائی بھی زیادہ ہے، اگر تم اپنے بچوں کو مالدار چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں تنگ دست چھوڑو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ

پھیلاتے پھریں۔

وجہ استشہاد: سوال سے معلوم ہوا کہ سعد ؓ کے ورثاء میں صرف ان کی بیٹی تھی، جو نصف مال کی مستحق ہوتی ہے، اس کے باوجود نبی کریم ؐ نے صرف ایک تہائی مال کی وصیت کی اجازت دی ہے اور وجہ یہ بتائی کی اولاد کا غنی ہونا بہتر ہے، معلوم ہوا کہ اس صورت میں بیٹی تمام ترکہ کی وارث بن سکتی ہے، ظاہر ہے نصف اس کا فرضی حصہ اور نصف بطور رد۔

اعتراض: سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ کا تعلق بنو زہرہ قبیلے سے تھا، کئی لوگ بطور عصبہ سعد کی میراث کے مستحق ٹھہر رہے تھے، جیسے سعد ؓ کا بھتیجا ہاشم بن عتبہ، لہذا ”لیس یورثی الا ابنتی“ کا معنی یہ ہو سکتا ہے کہ میری اولاد میں سے یا میرے خاص ورثاء میں سے یا عورتوں میں سے یا اصحاب الفروض میں سے صرف میری بیٹی ہے۔ (دیکھیں: فتح الباری ۵/۳۶۰) جواب: بلاشبہ سعد ؓ کے عصبہ موجود تھے، لیکن نبی کریم ؐ کے سامنے جو سوال رکھا گیا اس کے مطابق دیئے گئے جواب سے استدلال کیا جائے گا کیونکہ ہمارے لئے معتبر چیز سوال اور اس کے مطابق جواب ہے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ جواب محل نظر ہے کیونکہ مفتی کا فرض ہے کہ حقیقت حال جاننے کیلئے مستفتی سے سوال کرے، خاص طور پر میراث کے مسائل میں جب فتویٰ دینا ہو تو دیگر ورثاء کی موجودگی کے بارے میں پوری تفصیل دریافت کی جاتی ہے، اسلئے آپ ؐ نے پہلے جمع ورثاء کی تفصیل کے بارے میں سوال کیا ہوگا۔ (درللد (عجل بالصواب) (4) سیدنا ابن مسعود، سیدنا ابن عباس، سیدنا عمر، سیدنا علی ؓ نے رد کو ترجیح دی۔ البتہ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا زید بن ثابت ؓ رد کے قائل نہیں تھے۔ (درللد (عجل بالصواب)



﴿بَابُ مُقَاسَمَةِ الْجَدِّ﴾

مقاسمہ جد

(دادا کو بھائیوں کے ساتھ ایک بھائی تصور کر کے جائداد تقسیم کرنا مقاسمہ جد کہلاتا ہے)

﴿قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصَّدِيقُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَمَنْ تَابَعَهُ مِنَ الصَّحَابَةِ: بَنُو الْأَعْيَانِ وَبَنُو الْعَلَاتِ لَا يَرْتُونَ مَعَ الْجَدِّ وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَبِهِ يُفْتَى، وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: يَرْتُونَ مَعَ الْجَدِّ، وَهُوَ قَوْلُهُمَا وَقَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى وَعِنْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ لِلْجَدِّ مَعَ بَنِي الْأَعْيَانِ وَبَنِي الْعَلَاتِ أَفْضَلُ الْأَمْرَيْنِ مِنَ الْمُقَاسَمَةِ وَمِنْ ثَلَاثِ جَمِيعِ الْمَالِ﴾

سیدنا ابو بکر صدیق ؓ اور ان کی موافقت کرنے والے صحابہ ؓ نے کہا: یعنی اور علاتی بھائی دادا کے ساتھ وارث نہیں بنیں گے، یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، جبکہ سیدنا زید بن ثابت ؓ نے کہا: بھائی دادا کے ساتھ وارث بنیں گے، یہی قول صاحبین، امام مالک اور امام شافعی کا ہے، سیدنا زید بن ثابت ؓ کے نزدیک یعنی علاتی بھائیوں کی موجودگی میں دادا کو مقاسمہ اور جمع مال کے ٹکٹ میں سے جو بہتر ہو گا وہ دیا جائے گا (بشرطیکہ ورثاء صرف دادا اور بھائی ہوں، اگر کوئی اور صاحب فرض ہو تو دادا کیلئے تین صورتوں میں سے کوئی ایک ہوگی، تفصیل آگے آرہی ہے۔)

وضاحت: سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کا مسلک رائج ہے۔

علامہ ابن قیم نے کہا: رأى الصديق أولى من هذا الرأي، وأصح في القياس لعشرة أوجه. (اعلام الموقعين: ۱/۲۳۳)

دس اولہ کی بناء پر سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کی رائے دوسرے رائے سے زیادہ رائج اور قیاساً زیادہ صحیح ہے۔ جبکہ مذکورہ کتاب ۱/۴۲۰ میں علامہ ابن قیم نے بیس وجوہات کی بناء پر

بھائیوں کو دادا کی موجودگی میں محروم قرار دیا ہے۔

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ نے کہا: بہت سی دلیلوں کے پیش نظر یہ رائے صحیح ہے۔ (الفوائد الجلیۃ: ص ۵۱)

دادا کی باپ سے مشابہت قوی ہے، بعض وجوہات درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے بیشمار آیات میں ”جد“ کو ”اب“ کہا۔

(۲) عصبہ میں مشہور قاعدہ کے مطابق اُبُوْتُ (یعنی باپ) والی جہت اُخُوْتُ (یعنی بھائی) والی جہت پر مقدم ہوتی ہے۔

(۳) سورۃ النساء آیت ۱۲ اور ۱۷۶ میں بطرح میت کا بیٹا، پوتا، پڑوتا وغیرہ اس مسئلہ کو کلام سے نکال دیتا ہے اس طرح میت کا باپ، دادا، پڑدادا وغیرہ کا یہی اثر ہے۔

(۴) تعصیب کے باب میں دادا باپ کے قائم مقام ہونے کی وجہ سے ان تمام عصبات پر مقدم ہوگا جن پر باپ کو ترجیح دی جاتی ہے، اس عام قاعدہ سے بھائیوں کا استثناء کیوں کیا گیا؟

(۵) اگر دادا اور بھائی تعصیب میں جمع ہو جائیں تو ایک جنس بنیں گے یا دو، اور یہ دونوں صورتیں باطل ہیں، پہلی اس لئے کہ ان کی تعصیب کی جہت مختلف ہے اور اگر وہ ایک جنس ہیں تو میراث میں برابر ہونے چاہئیں، دوسری اسلیے کہ ایک مسئلہ میں ایک جنس ہی عصبہ بن سکتی ہے، دو جنسوں کا عصبہ بننا محال ہے۔

(۶) اگر میت کا پوتا بیٹے کے قائم مقام ہو کر میت کے بھائیوں کو محجوب کر سکتا ہے تو میت کا دادا اس کے باپ کے قائم مقام ہو کر بھائیوں کو محجوب کیوں نہیں کر سکتا؟

(۷) دادا باپ کی طرح اخیانی بھائیوں کو محجوب کر دیتا ہے۔

(۸) کیا دادا قربت میں یعنی بھائی کی طرح ہے یا علاقائی بھائی کی طرح یا دونوں سے کم یا دونوں سے زیادہ؟ اگر یعنی بھائی کی طرح ہے تو اسے علاقائی بھائی کیلئے حاجب بننا چاہئے، اگر علاقائی بھائی کی طرح ہے تو عمیوں کی وجہ سے محجوب ہو جانا چاہئے اور اگر دونوں سے کم ہے تو کسی ایک کی موجودگی میں محجوب ہو جانا چاہئے، لیکن یہ سب صورتیں فاسد ہیں، اب

ایک ہی صورت پہنچی کہ وہ دونوں سے قوی ہے۔

(9) کئی مسائل میں شریعت نے دادا کو باپ کا حکم دیا، جیسے: پوتے کے حق میں شہادت، پوتے کے مال میں تصرف، پوتے کے بدلے قصاص قتل نہ ہونا، زکوٰۃ لینے اور دینے کا ناجائز ہونا، پوتے کے حق میں شہادت کا ناجائز ہونا وغیرہ وغیرہ۔

(10) بھائیوں اور دادا دونوں کو وارث بنانے والے عجیب تناقض کا شکار ہیں (تفصیل متن میں آرہی ہے) کسی قول پر نص، اجماع اور قیاس پیش نہ کر سکے۔

بہر حال سیدنا زید بن ثابت، سیدنا ابن مسعود، سیدنا علیؓ دونوں کو وارث بنانے کے قائل تھے، اگرچہ کیفیتوں میں عجیب اختلاف ہے۔

﴿وَتَفْسِيرُ الْمُقَاسَمَةِ أَنْ يُجْعَلَ الْجَدُّ فِي الْقِسْمَةِ كَأَحَدِ الْأَخْوَةِ، وَبَنُو الْعَلَاتِ يَدْخُلُونَ فِي الْقِسْمَةِ مَعَ بَنِي الْأَعْيَانِ إِضْرَارًا لِلْجَدِّ، فَإِذَا أَخَذَ الْجَدُّ نَصِيبَهُ فَبَنُو الْعَلَاتِ يَخْرُجُونَ مِنَ الْبَيْنِ خَائِبِينَ بِغَيْرِ شَيْءٍ، وَالْبَاقِي لِبَنِي الْأَعْيَانِ إِلَّا إِذَا كَانَتْ مِنْ بَنِي الْأَعْيَانِ أُخْتُ وَاحِدَةً، فَإِنَّهَا إِذَا أَخَذَتْ فَرَضَهَا، يَصِفُ الْكُلُّ، بَعْدَ نَصِيبِ الْجَدِّ، فَإِنْ بَقِيَ شَيْءٌ فَلِبَنِي الْعَلَاتِ، وَإِلَّا فَلَا شَيْءَ لَهُمْ، كَجَدٍّ وَأُخْتٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ وَأُخْتَيْنِ لِأَبٍ، فَبَقِيَ لِلأُخْتَيْنِ لِأَبٍ عَشْرُ الْمَالِ وَتَصِحُّ مِنْ عَشْرِينَ، وَلَوْ كَانَتْ فِي هَذِهِ الْمَسْئَلَةِ أُخْتُ لِأَبٍ لَمْ يَبْقَ لَهَا شَيْءٌ﴾

مقاسمہ کی تفسیر: تقسیم میراث میں دادا کو بھائیوں میں ایک بھائی تصور کرنا، (یاد رکھیں) علاتی بھائی تقسیم کے وقت عینی بھائیوں کے ساتھ مل کر دادا کیلئے جب نقصان کا سبب بنتے ہیں، جب دادا اپنا حصہ وصول کر لیتا ہے تو علاتی بھائی محروم ہو کر درمیان سے خارج ہو جاتے ہیں اور باقی مال عینی بھائیوں کو مل جاتا ہے، ہاں جب ایک عینی بہن ہو تو وہ دادے کا حصہ نکالنے کے بعد کل مال کا نصف لے گی، اس کے بعد اگر کوئی مال بچ گیا تو وہ علاتیوں کو مل جائے گا، ورنہ کچھ نہیں ملے گا، جیسے: دادا، عینی بہن، دو علاتی بہنیں، اس مسئلہ میں علاتی

بہنوں کیلئے دسواں حصہ (1/10) بچے گا، 20 سے صحیح ہوگی، اگر اس مسئلہ میں ایک علاقائی بہن ہوتی تو اس کیلئے کچھ نہ بچتا۔

وضاحت: ”مقاسمۃ الجد“ کی بحث میں اگر ورثاء صرف دادا اور بھائی بہنیں ہوں تو پڑتال کریں آیا دادا کیلئے مقاسمت بہتر ہے یا جمع مال کا ٹکٹ، یاد رہے کہ مقاسمت کی صورت میں دادا اور بھائی عصبہ ہوں گے۔

مثالیں: (1)

میت

دادا عینی بھائی علاقائی بھائی

پڑتال: مقاسمت: دادا، عینی، علاقائی کے رؤوس ”3“ سے مسئلہ بنا، جو نبی دادا کو ”1“ دیا تو علاقائی محروم ہو کر درمیان سے نکل گیا اور باقی ”2“ عینی کو مل گئے، ابھی متن میں گزرا ہے کہ مقاسمت میں علاقائی بھائی دادا کیلئے جب نقصان کا سبب بنے گا لیکن خود محروم رہے گا۔

دادا عینی بھائی علاقائی بھائی

جمع مال کا ٹکٹ: 1/3 عصبہ 2 محجوب 0

اس مسئلہ میں مقاسمت اور جمع مال کا ٹکٹ دونوں برابر ہیں، کیونکہ دونوں میں دادا کا حصہ ”1/3“ ہے۔

(2) میت کل ترکہ: 1000 روپیہ

دادا عینی بہن 2 علاقائی بہنیں

پڑتال: مقاسمت: مسئلہ رؤوس کو دیکھ کر ”5“ سے بنایا، ”2“ دادا کو، کل کا نصف 1/2 2 عینی بہن کو اور باقی ”1/2“ دو علاقائی بہنوں کو دیا جو کل مال کا دسواں حصہ ہے۔

20 سے صحیح دادا عینی بہن 2 علاقائی بہنیں

2x2=4 2 1/2 x2=5 1/2 x2=1 5x2=10 1x2=2 5x2=10 4x2=8 10x2=20

یعنی بہن کا حصہ 2 ہے، جس میں سے $1/2$ میں کسر ہے، اس کسر کو ختم کرنے کیلئے کسر کے مخارج 2 کو مسئلہ 5 سے ضرب دی، اب حاصل ضرب 10 میں سے دادا کو 4، یعنی بہن کو 5 اور دو علاقائی بہنوں کو 1 ما، جو ان پر پورا تقسیم نہیں ہوتا، اسلئے ان کے روؤس 2 کو پھر مسئلہ 10 میں ضرب دی، مسئلہ 20 سے بنا، دادا کو 8، یعنی بہن کو 10 اور علاقائی بہنوں کو 2 ما۔

جمع مال کا ٹکٹ: دادا یعنی بہن 2 علاقائی بہنیں
 $\frac{1/2}{1} - \frac{1/3}{2} - \frac{3}{6}$

نتیجہ: مقاسمت میں حصہ : روپیہ $1000 \times 2/5 = 400$

جمع مال کا ٹکٹ : تقریباً روپیہ $1000 \times 2/6 = 333$

معلوم ہوا کہ مقاسمت بہتر ہے۔

مِفْ

(3)

دادا یعنی بہن علاقائی بہن

مقاسمت: روؤس کو دیکھ کر مسئلہ ”4“ سے بنا، ”2“ دادا کو اور کل ترکہ کا نصف ”2“ یعنی بہن کو دیا، مخارج مکمل تقسیم ہو گیا اور علاقائی بہن محروم ہو گئی، خیال رہے جب اس مسئلہ میں ایک علاقائی بہن ہو تو مسئلہ ”4“ سے بنے گا اور دو ہوں تو ”5“ سے۔

﴿وَأَن اخْتَلَطَ بِهِمْ ذُرِّيَّتُهُمْ فَلِلْجَدِّ هُنَا أَفْضَلُ الْأُمُورِ الثَّلَاثَةِ بَعْدَ فَرَضِ ذِي سَهْمٍ: أَمَّا الْمُقَاسَمَةُ، كَزَوْجٍ وَجَدَّةٍ وَأَخٍ، وَأَمَّا تِلْكَ مَا بَقِيَ، كَجَدِّ وَجَلَّةٍ وَأَخَوَيْنِ وَأُخْتٍ، وَأَمَّا سُدُسُ جَمِيعِ الْمَالِ كَجَدِّ وَجَدَّةٍ وَبَنَتٍ وَأَخَوَيْنِ، وَأَذَا كَانَ تِلْكَ الْبَاقِي خَيْرًا لِلْجَدِّ وَلَيْسَ لِلْبَاقِي تِلْكَ صَحِيحٌ، فَاضْرِبْ مَخْرَجَ الثُّلُثِ فِي أَصْلِ الْمَسْئَلَةِ، فَإِنْ تَرَكَتْ جَدًّا وَزَوْجًا وَبَنَاتًا وَأَمَّا وَأُخْتًا لَابٍ وَأُمٌّ أَوْ لَابٍ فَالْسُدُسُ خَيْرٌ لِلْجَدِّ وَتَعُولُ الْمَسْئَلَةُ إِلَى ثَلَاثَةِ

عَشْرًا وَلَا شَيْءَ لِلْأُخْتِ ﴿١٠﴾

اگر دادا اور بھائیوں کے ساتھ کوئی اور صاحب فرض وارث بھی ہو تو اس کے حصے کے بعد (مندرجہ ذیل) تین امور میں جو حصہ بہتر ہو گا وہ دادا کو دیا جائے گا،

(1) مقاسمت، جیسے: خاوند، دادا، بھائی۔

(2) باقی کا ثلث، جیسے: جد، جدہ، دو بھائی، بہن۔

(3) جمع مال کا سدس، جیسے: جد، جدہ، بیٹی، دو بھائی۔

جب دادا کیلئے باقی کا ثلث بہتر ہو اور باقی کا ثلث صحیح عدد نہ ہو، تو ثلث کے مخرج کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں، اگر کوئی عورت (اپنے ورثاء میں) جد، خاوند، بیٹی، ماں، بیٹی یا علاقہ بہن چھوڑے تو اس مسئلہ میں جد کیلئے سدس بہتر ہوگا، مسئلہ 13 تک غول کرے گا اور بہن کو کچھ نہیں ملے گا۔

وضاحت: مثالیں: تینوں طریقوں سے مسئلہ حل کر کے جد کیلئے بہتر کی پڑتال آپ خود کر لیں۔

مقاسمت:

م	ی	ق
بھائی	دادا	خاوند
عصبہ	1/2	1/2
$1 \times 2 = 2$	$1 \times 2 = 2$	$1 \times 2 = 2$
$2 \times 2 = 4$		

دادا اور بھائی کو 1 ملا، اس کو ختم کرنے کیلئے ان کے رؤوس 2 کو ضرب دی۔

باقی مال کا ثلث:

م	ی	ق
بہن	2 بھائی	جدہ
عصبہ	1/3	1/6
باقی	3/5	1
$6 - 1 = 5$		

صاحب فرض جدہ کو 1 دینے کے بعد جد کو باقی "5" کا ثلث دینا ہے، جس میں کسر ہے، اسلئے ثلث کے مخرج "3" کو اصل مسئلہ میں ضرب دی، صورت یوں بنی:

$$\begin{array}{r}
 \text{جدہ} \quad \text{جد} \quad \text{2 بھائی} \quad \text{بہن} \\
 1 \times 3 = 3 \quad - \quad 5 \quad - \quad 10 \\
 \hline
 6 \times 3 = 18 - 3 = 15
 \end{array}$$

اب باقی ”15“ کا ٹکٹ ”5“ جد کو دیا، باقی ”10“ بطور عصبہ بھائی بہنوں کو ملا، ہر بھائی کو ”4“ اور بہن کو ”2“۔

جمع مال کا سدس: (1)

$$\begin{array}{r}
 \text{جدہ} \quad \text{بہن} \quad \text{2 بھائی} \\
 1/6 \quad 1/2 \quad 1/6 \\
 \text{عصبہ} \\
 1 \quad - \quad 3 \quad - \quad 1 \quad - \quad 1 \\
 \hline
 6
 \end{array}$$

(2)

$$\begin{array}{r}
 \text{جدہ} \quad \text{خاوند} \quad \text{بہن} \quad \text{مان} \quad \text{عینی یا علاقائی بہن} \\
 1/6 \quad 1/4 \quad 1/2 \quad 1/6 \\
 \text{عصبہ} \\
 2 \quad - \quad 3 \quad - \quad 6 \quad - \quad 2 \\
 \hline
 12 \rightarrow 13
 \end{array}$$

﴿وَاَعْلَمُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ لَا يَجْعَلُ الْأُخْتُ لِأَبٍ وَأُمٍّ أَوْ لِأَبٍ صَاحِبَةً فَرَضَ مَعَ الْجَدِّ، الْأَبِ الْمُسْتَقِلَةِ الْأَكْدَرِيَّةِ، وَهِيَ زَوْجٌ وَأُمٌّ وَجَدُّ وَأُخْتُ لَأَبٍ وَأُمٍّ أَوْ لِأَبٍ، فَلِلزَّوْجِ النِّصْفُ، وَلِلْأُمِّ الثُّلُثُ، وَلِلْجَدِّ السُّدُسُ، وَلِلْأُخْتِ النِّصْفُ، ثُمَّ يَضُمُّ الْجَدُّ نَصِيبَهُ إِلَى نَصِيبِ الْأُخْتِ، فَيُقَسَّمَانِ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ، لِأَنَّ الْمُقَاسِمَةَ خَيْرٌ لِلْجَدِّ، أَصْلُهَا مِنْ سِتَّةٍ وَتَعُولُ إِلَى بَسْعَةٍ وَتَصِحُّ مِنْ سَبْعَةٍ وَعِشْرِينَ وَسُمِّيَتْ ”أَكْدَرِيَّةً“ لِأَنَّهَا كَدَّرَتْ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مَذْهَبَهُ وَلَوْ كَانَ مَكَانَ الْأُخْتِ أَخٌ أَوْ أُخْتَانِ فَلَا عَوْلَ وَلَا أَكْدَرِيَّةَ.﴾

خیال رہے! سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مسئلہ اکدریہ کے علاوہ دادا کے ساتھ عینی یا علاقائی بہن کو صاحبہ فرض نہیں قرار دیتے، مسئلہ اکدریہ یہ ہے:

میت

خاوند	ماں	جد	یعنی یا علاتی بہن
1/2	1/3	1/6	1/2
3	2	1	3
<hr style="width: 100%; border: 0.5px solid black;"/>			
6 → 9			

نسبتیں معلوم کرنے کے بعد پھر جد اور بہن کے حصوں 3، 1 کو جمع کر کے 1، 2 کی نسبت سے تقسیم کیا، کیونکہ اس مسئلہ میں جد کیلئے مقاسمت بہتر ہے، جد اور بہن کا مسئلہ 3 سے بنا جبکہ ان کا حصہ 4 ہے اسلئے 3 کو مسئلہ ”9“ میں ضرب دی، صورت یہ بنی:

خاوند	ماں	جد اور یعنی یا علاتی بہن
3×3=9	2×3=6	4×3=12
<hr style="width: 100%; border: 0.5px solid black;"/>		
9×3=27		

اب 12 میں سے جد کو ”8“ اور بہن کو ”4“ ملے۔

مسئلہ اکدریہ کی وجہ تسمیہ: (1) اس مسئلہ نے زید بن ثابت ؓ کے مسلک کو مکدر کر دیا (وہ بہن کو دادا کے ساتھ صاحبہ فرض نہیں مانتے تھے لیکن اس مسئلہ میں تسلیم کر لیا)

(2) (یہ واقعہ ہوا کدر کے قبیلے کی عورت کا ہے)

اگر بہن کی جگہ بھائی یا دو بہنیں ہوتیں تو عمل ہوتا نہ اکدریہ۔



﴿بَابُ الْمُنَاسَخَةِ﴾

سخت کا بیان

(مناسخہ: لغوی معنی: ”سُخ“ سے مشتق ہے جس کا معنی ازالہ کرنا، نقل کرنا ہے۔

اصطلاحی معنی: میراث کی تقسیم سے قبل وارث کی موت کی وجہ سے اس کے حصے کو اس کے ورثاء کی طرف منتقل کرنا مناسخہ (سخت) کہلاتا ہے۔)

﴿وَلَوْ صَارَ بِغَضِ الْأَنْصِبَاءِ مِيرَاثًا قَبْلَ الْقِسْمَةِ، كَزَوْجِ وَبْنِ وَأُمِّ،

فَمَاتَ الزَّوْجُ قَبْلَ الْقِسْمَةِ عَنِ امْرَأَةٍ وَأَبَوَيْنِ، ثُمَّ مَاتَتِ الْبِنْتُ عَنِ ابْنَيْنِ وَبِنْتٍ وَجَدَّةٍ، ثُمَّ مَاتَتِ الْجَدَّةُ عَنْ زَوْجٍ وَأَخَوَيْنِ، فَلَا ضِلَّ فِيهِ أَنْ تُصَحَّحَ مَسْئَلَةُ الْمَيِّتِ الْأَوَّلِ وَتُعْطَى سِهَامُ كُلِّ وَارِثٍ مِنَ التَّصْحِيحِ، ثُمَّ تُصَحَّحَ مَسْئَلَةُ الْمَيِّتِ الثَّانِي، وَتَنْظَرُ بَيْنَ مَا فِي يَدِهِ مِنَ التَّصْحِيحِ الْأَوَّلِ وَبَيْنَ التَّصْحِيحِ الثَّانِي ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ: فَإِنْ اسْتَقَامَ مَا فِي يَدِهِ مِنَ التَّصْحِيحِ الْأَوَّلِ عَلَى الثَّانِي فَلَا حَاجَةَ إِلَى الضَّرْبِ، وَأَنْ لَمْ يَسْتَقِمْ، فَانْظُرْ أَنْ كَانَ بَيْنَهُمَا مُوَافَقَةً، فَاضْرِبْ وَفَقَّ التَّصْحِيحِ الثَّانِي فِي التَّصْحِيحِ الْأَوَّلِ، وَأَنْ كَانَ بَيْنَهُمَا مُبَايَنَةً، فَاضْرِبْ كُلَّ التَّصْحِيحِ الثَّانِي فِي كُلِّ التَّصْحِيحِ الْأَوَّلِ، فَالْمَبْلُغُ مَخْرُجُ الْمَسْئَلَتَيْنِ، فَسِهَامُ وَرَثَةِ الْمَيِّتِ الْأَوَّلِ تَضْرِبُ فِي الْمَضْرُوبِ، أُغْنِي فِي التَّصْحِيحِ الثَّانِي أَوْ فِي وَفْقِهِ وَسِهَامُ وَرَثَةِ الْمَيِّتِ الثَّانِي تَضْرِبُ فِي كُلِّ مَا فِي يَدِهِ أَوْ فِي وَفْقِهِ. ﴿

اگر تقسیم سے قبل بعض حصے میراث بن جائیں، جیسے: (پہلی میت کے ورثاء) خاوند، بیٹی، ماں ہیں، تقسیم سے پہلے بیوی، ماں، باپ چھوڑ کر خاوند فوت ہو گیا، اتنے میں بیٹی مر گئی اور (اپنے ورثاء میں) دو بیٹے، ایک بیٹی اور جدہ چھوڑی، پھر جدہ فوت ہو گئی اور اس کے وارث خاوند اور دو بھائی ہیں، (اس صورت کے حل کیلئے) قاعدہ یہ ہے کہ پہلی میت کے مسئلہ کی تصحیح سے ہر وارث کو حصہ دیں، پھر دوسری میت کا مسئلہ بنائیں، اب تصحیح اول سے جو کچھ دوسری میت کو ملا، اس کے اور تصحیح ثانی کے درمیان تین حالات ہو سکتے ہیں، (1) اگر تصحیح اول سے اس کا حصہ تصحیح ثانی پر پورا تقسیم ہو جائے تو ضرب کی ضرورت نہیں، (2) پورا تقسیم نہ ہونے کی صورت میں دیکھیں، اگر دونوں کے درمیان توافق کی نسبت ہے تو ایک کے وفق کو دوسرے سے ضرب دے دیں (3) اور اگر مباہنت ہو تو کل تصحیح ثانی کو کل تصحیح اول سے ضرب دے دیں، حاصل ضرب دونوں مسائل کا مخرج ہوگا، پہلی میت کے ورثاء کے حصوں کو کل مضروب (یعنی تصحیح ثانی) یا اس کے وفق سے ضرب دیں اور دوسری میت کے ورثاء کے

حصوں کو اسی میت کے کل حصے یا اس کے فوق سے ضرب دیں۔
وضاحت: بغور پڑھیں گے۔

میت اول (کبریٰ)

خاوند (عمرو)	بٹی (صغریٰ)	ماں (عظیمہ)
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{6}$
3	6	2
<hr/>		
12		

یہ مسئلہ ردیہ ہے (دیکھیں ”باب الرذ“) من لایر وعلیہ کے حصے کے مخرج سے مسئلہ بنے گا،
بٹی اور ماں، جن کے حصے $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{6}$ ہیں، کا مسئلہ ان کے حصوں کے مجموعہ ”4“ سے
بنے گا، ”3“ بٹی کے اور ”1“ ماں کا، لہذا: خاوند (عمرو) بٹی (صغریٰ) ماں (عظیمہ)

$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{6}$
3	2
<hr/>	
4	

”3“ اور ”4“ میں مباہنت ہے اسلئے 4 کو ضرب دی:

$3 \times 4 = 12$	$1 \times 4 = 4$
<hr/>	
$4 \times 4 = 16$	

بٹی اور ماں کو 12 ملا، جسے ان کے مسئلہ 4 پر تقسیم کیا، ہر ایک حصے میں 3 آیا اب بٹی کا
حصہ: $3 \times 3 = 9$ بنا اور ماں کا حصہ: $1 \times 3 = 3$ ۔

نتیجہ: خاوند (عمرو) بٹی (صغریٰ) ماں (عظیمہ)

4	9	3
---	---	---

خاوند (عمرو) تقسیم وراثت سے پہلے فوت ہو گیا اور مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑے۔

بیوی (حمیدہ)	ماں (کنیزہ)	باپ (ساجد)
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{3}$	عصبہ
1	1	2
<hr/>		
$4 + 1 = 3$		

عام فقہاء کے نزدیک اس مسئلہ میں ماں کو باقی ماندہ مال کا ثلث ملے گا۔ (دیکھیں ماں کے حالات)

خاوند (عمرو) کو ”4“ ملا تھا، جو اس کے ورثاء میں پورا پورا تقسیم ہو گیا کیونکہ ان کا مسئلہ بھی ”

4 "سے بنا، اتنے میں میت اول کی بیٹی (مغری) مجھے "9" ملا تھا، فوت ہو گئی، جس کے ورثاء کی تفصیل یہ ہے: ہفت (ہفت مغری بیٹی جسے 9 ملا)

$$\begin{array}{r} \text{جدہ} \quad 2 \text{ بیٹے} \quad \text{بیٹی} \\ 1/6 \quad \text{عصبہ} \\ 1 \quad - \quad 5 \\ \hline 6 \end{array}$$

مغری کا حصہ "9" ہے، جبکہ ورثاء کے حصے "6" ہیں، "6" اور "9" میں توافق ہالٹ ہے، اب "6" کے ٹکٹ (2) کو میت اول کے مخرج "16" میں اور "9" کے وفق (3) کو مغری کے ورثاء کے مخرج اور حصوں سے ضرب دی، مسئلہ یوں بنا:

خاوند (عمرو) $4 \times 2 = 8$	ماں (عظیمہ) $3 \times 2 = 6$	بیٹی (مغری) $9 \times 2 = 18$
$16 \times 2 = 32$		
<div style="display: flex; justify-content: space-around; align-items: center;"> <div style="border: 1px solid black; padding: 5px; width: 30%;"> جدہ $1 \times 3 = 3$ 2 بیٹے $5 \times 3 = 15$ </div> <div style="border: 1px solid black; padding: 5px; width: 30%;"> بیوی (حمیدہ) $1 \times 2 = 2$ ماں (کنیزہ) $1 \times 2 = 2$ باپ (ساجد) $2 \times 2 = 4$ </div> </div>		

(معلوم ہوا کہ مسئلہ 32 سے بنا، اس سے آگے حصوں کی تقسیم کی گئی)

وَأَنْ مَاتَ ثَالِثٌ أَوْ رَابِعٌ أَوْ خَامِسٌ فَاجْعَلِ الْمَبْلَغَ مَقَامَ الْأُولَى،
وَالثَّالِثَةَ مَقَامَ الثَّانِيَةِ فِي الْعَمَلِ، ثُمَّ فِي الرَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ، كَذَلِكَ أَلَى غَيْرِ
الْنَّهْيَةِ. ﴿

اسی طرح اگر تیسرا یا چوتھا یا پانچواں وارث فوت ہو جائے تو حاصل ضرب کو پہلے مسئلہ کے قائم مقام رکھیں اور تیسرے مسئلہ کو دوسرے کے قائم مقام، اسی طرح چوتھے، پانچویں میں، یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔



﴿بَابُ ذَوَى الْأَرْحَامِ﴾

ذوی الارحام کے مسائل

﴿ذُو الرِّحِمِ: هُوَ كُلُّ قَرِيبٍ لَيْسَ بِيَدِي سَهْمٍ وَلَا عَصَبَةٍ، وَكَانَتْ عَامَّةُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ يَرَوْنَ تَوْرِيثَ ذَوَى الْأَرْحَامِ وَبِهِ قَالَ أَصْحَابُنَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى، وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: لَا مِيرَاثَ لِذَوَى الْأَرْحَامِ وَيُوضَعُ الْمَالُ فِي بَيْتِ الْمَالِ وَبِهِ قَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى.﴾

ذوالرحم: وہ قرابتدار جو ذوی القروض ہوں نہ عصبہ، عام صحابہ ؓ ذوی الارحام کی توریث کے قائل ہیں، ہمارے اصحاب کا بھی یہی مسلک ہے، جبکہ سیدنا زید بن ثابت ؓ نے کہا: ذوی الارحام کیلئے کوئی میراث نہیں اور جمع مال بیت المال میں جمع کیا جائے گا، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا بھی یہی قول ہے۔

وضاحت: عام صحابہ ؓ کا مسلک رائج ہے، اولہ ملاحظہ فرمائیں:

(1) اللہ تعالیٰ کا فرمان: **وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ** (الأنفال: 75، الأحزاب: 6)

اللہ کے حکم کی رو سے رشتے ناتے والے ایک دوسرے کے وارث ہونے میں ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔

یہ آیت اپنے عموم کی بناء پر تمام رشتہ داروں کو شامل ہے۔

(2) آپ ﷺ نے فرمایا: **الْخَالُ وَارِثٌ مِنْ لَأْوَارِثِ لَهٗ**۔

(جامع الترمذی: الفرائض؛ باب ما جاء فی میراث الخال، سنن ابی داود: الفرائض؛ باب فی میراث ذوی الارحام، سنن ابن ماجہ: الفرائض؛ باب ذوی الارحام، السنن الکبریٰ للنسائی: الفرائض؛ باب ذکر اختلاف الفاظ النافلین لخبر عائشة فی توریث المال)

جس کا کوئی وارث نہ ہو ماموں اس کا وارث بنے گا۔

حدیث اپنے مدلول میں واضح ہے۔

(3) عن عائشة رضي الله عنها أن مولی للنبي ﷺ وقع من نخلة فمات وترك مالا ولم يترك ولدا ولا حميما، فقال النبي ﷺ: أعطوا ميراثه رجلا من أهل قريته. (سنن ابی داود: الفرائض، فی میراث ذوی الارحام، سنن ابن ماجه: الفرائض، باب میراث الولاء، جامع الترمذی: الفرائض، باب ما جاء فی الذی یموت وليس له وارث)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا آزاد کیا ہوا غلام کھجور کے درخت سے گر کر مر گیا اور اس کی کوئی اولاد اور قرہبی رشتہ دار نہیں تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا ترکہ اس کے گاؤں کے ایک آدمی کو دے دو۔

حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے رشتہ داروں کی عدم موجودگی میں مذکورہ حکم صادر فرمایا اور ذوی الارحام رشتہ داروں میں سے ہیں اور گاؤں کے غیر رشتہ دار افراد پر مقدم ہیں۔

(4) میت اور بیت المال کے درمیان صرف اسلام کا رابطہ ہے، جبکہ ذوی الارحام سے دور رابطے ہیں: اسلام اور قربت، اسلئے ذوی الارحام کو ترجیح دی جائے گی۔

جمہور صحابہ: سیدنا عمر، سیدنا علی، سیدنا معاذ، سیدنا ابن عباس ﷺ وغیرہ کا یہی مسلک ہے، جبکہ سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عثمان، سیدنا زید بن ثابت ﷺ ذوی الارحام کے وارث ہونے کے قائل نہیں ہیں۔

ذوی الارحام کی توریث کی کیفیت میں تین مذاہب ہیں:

(1) مذهب اہل التنزیل: ہر ذی رحم کو اس کی اصل کے قائم مقام سمجھ کر اسے اپنے اصلی وارث کا حصہ دینا، جیسے: خالہ کو ماں کا حصہ دینا، چھوچھو کو باپ کا حصہ دینا، یہ مسلک امام احمد اور فقہاء شافعیہ اور مالکیہ میں سے متاخرین کا ہے۔

(2) مذهب اہل الرحم: قریب و بعید اور مذکر و مؤنث سے قطع نظر، تمام ذوی الارحام میں ترکہ برابر تقسیم کرنا۔

(3) مذهب اہل القرباۃ: عصبات کی ترتیب پر قیاس کر کے درجہ قربت اور قوت قربت کا لحاظ کرتے ہوئے ذوی الارحام میں میراث تقسیم کرنا، یہ مسلک سیدنا علیؑ اور احناف کا ہے، کتاب میں اسی کی تفصیل مع اختلاف بیان کی گئی ہے۔

ترجیح: اہل التنزیل والا مسلک رائج ہے، کیونکہ ذوی الارحام کی ترتیب میں کوئی واضح نص یا اجماع نہیں اور محض رائے کو بھی مد نظر نہیں رکھا جاسکتا، یہی مسلک زیادہ مناسب لگتا ہے کہ جو رشتہ دار جس وارث کی وساطت سے میت کی طرف منسوب ہے، اسے اسی کا حصہ دیا جائے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: خالہ ماں کے قائم مقام، پھوپھو باپ کے قائم مقام، بیٹی بھائی کے قائم مقام اور ہر ذی رحم اس رشتے دار کے قائم مقام ہوگا جس کی وساطت سے وہ منسوب ہوتا ہے جب کوئی اور رشتہ دار نہ ہو۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۶/۲۱۷)

شیخ عبداللہ بسام نے اسی مذہب کو رائج قرار دیتے ہوئے اسے جمہور کا مسلک قرار دیا۔ (توضیح الأحکام: ۳/۳۱۰)

احناف نے بھی بعض صورتوں میں اس مسلک سے اتفاق کیا ہے، جیسا کہ ”فصل فی الصنف الثانی“ اور ”فصل فی الصنف الرابع“ میں آئے گا۔

مذہب اہل القرباۃ کے ہاں ذوی الارحام میں تقسیم میراث کی تفصیل:

﴿وَذَوُوا الْأَرْحَامِ أَصْنَافٌ أَرْبَعَةٌ: الصَّنْفُ الْأَوَّلُ: يَتَنَمَّى إِلَى الْمَيِّتِ وَهُمْ أَوْلَادُ الْبَنَاتِ وَأَوْلَادُ بَنَاتِ الْإِبْنِ، وَالصَّنْفُ الثَّانِي: يَتَنَمَّى إِلَيْهِمُ الْمَيِّتُ وَهُمْ الْأَجْدَادُ السَّاقِطُونَ وَالْجَدَّاتُ السَّاقِطَاتُ، وَالصَّنْفُ الثَّالِثُ: يَتَنَمَّى إِلَى أَبِي الْمَيِّتِ وَهُمْ أَوْلَادُ الْأَخَوَاتِ وَبَنَاتُ الْأَخَوَاتِ وَبَنَاتُ الْأَخَوَاتِ لِأُمِّهِمْ، وَالصَّنْفُ الرَّابِعُ: يَتَنَمَّى إِلَى جَدِّ الْمَيِّتِ أَوْ جَدَّتَيْهِ وَهُمْ الْعَمَّاتُ وَالْأَعْمَامُ لِأُمِّهِمْ وَالْأَخْوَالُ وَالْخَالَاتُ، فَهَؤُلَاءِ وَكُلُّ مَنْ يُدْخِلُ بِهِمْ مِنْ ذَوِي

﴿الْأَرْحَامُ﴾

ذوی الارحام کی چار اصناف ہیں:

صنف اول: جو میت کی طرف منسوب ہوں، جیسے: نواسے، نوایاں، بیٹے کے نواسے، نوایاں
 صنف دوم: جن کی طرف میت منسوب ہو، جیسے: فاسد اجداد، فاسدہ جدات۔

صنف سوم: جو میت کے والدین کی طرف منسوب ہوں، جیسے: بھانجا، بھانچی، بھتیجی، اخیانی
 بھتیجی (خیال رہے کہ بھتیجا عصب بن سکتا ہے، دیکھیں ”باب العصبات“ میں
 ”عصب بنفسہ“ کی تعریف)

صنف چہارم: جو میت کے جد یا جدہ کی طرف منسوب ہوں، جیسے: پھوپھیاں، اخیانی بچے،
 ماموں، خالائیں۔

یہ چاروں اصناف اور جو بھی ان کی وساطت سے میت کی طرف منسوب ہوں وہ ذوی
 الارحام ہیں۔

﴿رَوَى أَبُو سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُمُ
 اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ أَقْرَبَ الْأَصْنَافِ الصَّنْفَ الثَّانِي، وَأَنْ عُلُوًّا، ثُمَّ الْأَوَّلُ وَأَنْ
 سَفَلُوا، ثُمَّ الثَّالِثُ وَأَنْ نَزَلُوا، ثُمَّ الرَّابِعُ وَأَنْ بَعْدُوا، وَرَوَى أَبُو يُوسُفَ
 وَالْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَابْنِ سَمَاعَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ
 أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ أَقْرَبَ الْأَصْنَافِ الصَّنْفَ الْأَوَّلُ، ثُمَّ الثَّانِي،
 ثُمَّ الثَّالِثُ، ثُمَّ الرَّابِعُ، كَتَرْتِيبِ الْعَصَبَاتِ، وَهُوَ الْمَأْخُودُ بِهِ، وَعِنْدَهُمَا
 الصَّنْفُ الثَّالِثُ مُقَدَّمٌ عَلَى الْجَدِّ، أَبِ الْأُمِّ، لِأَنَّ عِنْدَهُمَا كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمُ
 أَوْلَى مِنْ فَرْعِهِ وَفَرْعُهُ وَأَنْ سَفَلَ أَوْلَى مِنْ أَصْلِهِ﴾

ابو سلیمان نے محمد بن حسن کے واسطے سے امام ابو حنیفہؒ سے نقل کیا کہ صنف دوم،
 اوپر تک، تمام اصناف پر مقدم ہے، پھر اول، نیچے تک، اس کے بعد صنف سوم، نیچے تک، اور
 آخر میں صنف چہارم، اوپر تک، جبکہ امام ابو یوسفؒ اور حسن بن زیادؒ نے اور ابن سماعہؒ نے محمد

بن حسن کی وساطت سے ابو حنیفہؒ نے نقل کیا کہ عصبات کی ترتیب کی طرح (ذوی الارحام) میں صنف اول میراث کی زیادہ مستحق ہے پھر بالترتیب دوسری، تیسری، چوتھی اور اسی پر فتویٰ ہے۔

صاحبین کے نزدیک قسم سوم، جد فاسد (یعنی قسم دوم) سے مقدم ہے (وجہ: قسم سوم کا اصل اپنی فرع سے اولیٰ ہے جبکہ قسم ثانی کی فرع، نیچے تک، اپنی اصل پر مقدم ہے۔) میراث کا ضابطہ یہ ہے کہ اصل فرع پر مقدم ہو، یہ ضابطہ قسم سوم پر منطبق ہوتا ہے اسلئے وہ مقدم ہوگی۔

❖ **وضاحت:** صنف دوم: جن کی طرف میت منسوب ہو، جیسے: فاسد اجداد، فاسدہ جدات۔

صنف سوم: جو میت کے والدین کی طرف منسوب ہوں، جیسے: بھانجا۔
صنف دوم میں نانا (فرع) پڑنانے (اصل) سے مقدم ہے جبکہ صنف سوم میں بھانجا (اصل) اپنی اولاد (فرع) سے مقدم ہے، تو میراث کا قانون، یعنی اصل کا فرع پر مقدم ہونا، قسم سوم پر منطبق ہوتا ہے۔



﴿فَصْلٌ فِي الصَّنَفِ الْأَوَّلِ﴾

صنف اول کے احکام

﴿أُولَٰهُم بِالْمِيرَاثِ أَقْرَبُهُمْ إِلَى الْمَيِّتِ، كَبُنْتُ الْبِنْتُ، فَانَّهَا أُولَىٰ مِنْ بِنْتِ بِنْتِ الْأَبْنِ، وَأَنْ اسْتَوَوْا فِي الدَّرَجَةِ فَلَوْلَدُ الْوَارِثِ أُولَىٰ مِنْ وَلَدِ ذَوِي الْأَرْحَامِ، كَبُنْتُ بِنْتُ الْأَبْنِ فَانَّهَا أُولَىٰ مِنْ ابْنِ بِنْتِ الْبِنْتِ﴾

صنف اول میں درجہ میں میت کا قریب تر میراث کا سب سے زیادہ مستحق ہوگا، جیسے نواسی جو بیٹے کی نواسی سے اولی ہوگی، اگر وہ درجہ میں مساوی ہوں تو وارث کی اولاد ذوی الارحام کی اولاد سے زیادہ مستحق ہوگی، جیسے پوتی کی بیٹی جو نواسی کے بیٹے سے اولی ہوگی۔

(1) مِيت		(2) مِيت	
بیٹی	بیٹا	بیٹی	بیٹا
بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹا
(وارث)	(محبوب)	(وارث)	(محبوب)

(پہلی مثال میں قریب تر وارث ہے اور دوسری مثال میں وارث کی اولاد)

﴿وَأِنْ اسْتَوَتْ دَرَجَاتُهُمْ، وَلَمْ يَكُنْ فِيهِمْ وَلَدُ الْوَارِثِ أَوْ كَانَ كُلُّهُمْ يَذَلُّونَ بِوَارِثٍ، فَعِنْدَ أَبِي يَوْسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَالْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ يُعْتَبَرُ أَبْدَانُ الْفُرُوعِ، وَيُقَسَّمُ الْمَالُ عَلَيْهِمْ مَوَاءً اتَّفَقَتْ صِفَةُ الْأَصُولِ فِي الذُّكُورَةِ وَالْأُنثَوِيَةِ أَوْ اخْتَلَفَتْ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يُعْتَبَرُ أَبْدَانُ الْفُرُوعِ، أَنْ اتَّفَقَتْ صِفَةُ الْأَصُولِ مُوَالِقًا لَهُمَا وَيُعْتَبَرُ الْأَصُولُ أَنْ اخْتَلَفَتْ صِفَاتُهُمْ وَيُعْطَى الْفُرُوعُ مِيرَاثُ الْأَصُولِ مُخَالِفًا لَهُمَا كَمَا أَذَا تَرَكَ ابْنُ بِنْتٍ وَبِنْتُ بِنْتٍ، عِنْدَهُمَا يَكُونُ الْمَالُ بَيْنَهُمَا لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ بِاعْتِبَارِ الْأَبْدَانِ وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ كَذَلِكَ، لِأَنَّ صِفَةَ الْأَصُولِ مَتَّفِقَةٌ، وَلَوْ تَرَكَ بِنْتُ ابْنِ بِنْتٍ وَابْنُ بِنْتٍ بِنْتٍ، عِنْدَهُمَا الْمَالُ بَيْنَ الْفُرُوعِ أَثْلًا بِاعْتِبَارِ الْأَبْدَانِ، ثُلَاثًا لِلذَّكَرِ وَثُلَاثَةٌ لِلْأُنثَى، وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ الْمَالُ بَيْنَ الْأَصُولِ، أُغْنَى فِي الْبَطْنِ الثَّانِي أَثْلًا، ثُلَاثًا لِبِنْتِ ابْنِ الْبِنْتِ نَصِيبُ أَبِيهَا، وَثُلَاثَةٌ لِابْنِ بِنْتِ الْبِنْتِ نَصِيبُ أُمِّهِ.﴾

جب صنف اول کے ورثاء درجہ میں برابر ہوں اور غیر وارث کی اولاد ہوں یا

سارے وارث کے واسطے سے ہوں تو ابو یوسفؒ اور حسن بن زیادؒ کے نزدیک فروغ کے ابدان کا اعتبار کر کے ان پر مال تقسیم کر دیا جائے گا، خواہ ان کے اصول مذکور و مؤنث ہونے میں متفق ہوں یا مختلف، امام محمدؒ بھی ان دونوں کی موافقت کرتے ہوئے فروغ کے ابدان کا اعتبار کرتے ہیں بشرطیکہ ان کے اصول کی صفت متحد ہو، اور اگر صفت مختلف ہو تو امام محمدؒ، ابو یوسفؒ اور حسنؒ کی مخالفت کرتے ہوئے فروغ کو اصول کا حصہ دیتے ہیں، جیسے:

میت

بیٹی بیٹی
بیٹا بیٹی

امام ابو یوسفؒ اور امام حسنؒ کے نزدیک ابدان کا اعتبار کر کے مال 1/2 کی نسبت سے تقسیم کیا جائے گا اور اسی طرح امام محمدؒ کے نزدیک بھی کیونکہ اصول کی صفت متفق ہے، اور

میت

بیٹی بیٹی
بیٹا بیٹی
بیٹی بیٹا

اس صورت میں امام ابو یوسفؒ اور امام حسنؒ کے نزدیک تو ابدان کا بھی اعتبار کر کے مال کے تین حصے بنا کر فروغ میں تقسیم کیا جائے گا، دو ٹکٹ (2/3) بیٹے کو اور ٹکٹ (1/3) بیٹی کو لیکن امام محمدؒ کے نزدیک ترکہ بطن ثانی میں تقسیم کیا جائے گا (جہاں اصول کی صفت مختلف ہوئی ہے) اور نتیجتاً بیٹی کو اپنے باپ کا حصہ دو ٹکٹ 2/3 اور بیٹے کو اپنی ماں کا حصہ ایک ٹکٹ (1/3) ملے گا۔

﴿وَكَذَلِكَ عِنْدَ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى إِذَا كَانَ فِي أَوْلَادِ
الْبَنَاتِ بَطْنُونَ مُخْتَلِفَةً، يُقَسَّمُ الْمَالُ عَلَى أَوَّلِ بَطْنٍ اخْتَلَفَ فِي الْأَصُولِ، ثُمَّ
يُجْعَلُ الذُّكُورُ طَائِفَةً وَالْإِنَاثُ طَائِفَةً بَعْدَ الْقِسْمَةِ، فَمَا أَصَابَ الذُّكُورَ
يُجْمَعُ وَيُقَسَّمُ عَلَى أَعْلَى الْخِلَافِ الَّذِي وَقَعَ فِي أَوْلَادِهِمْ، وَكَذَلِكَ مَا

SECRET

جب بیٹیوں کی اولاد میں مختلف بطون ہوں تو امام محمدؒ کے ہاں ترکہ اس بطن میں تقسیم کیا جائے گا جس میں اختلاف ہو، اس تقسیم کے بعد مذکوروں اور مؤرخوں کے علیحدہ علیحدہ گروپ بنائے جائیں گے، مذکر گروپ کے حصوں کے مجموعہ کو ان کی اولاد میں اس بطن میں تقسیم کیا جائے گا جہاں اختلاف ہو، اسی طرح مؤنث گروپ کے حصوں کی تقسیم ہوگی، یہی عمل آخر تک جاری ہوگا شکل یہ ہوگی (وضاحت میں دیکھیں)

وضاحت:



1 1 1 1 1 2 1 2 1 1 2 1

15

نوٹ: متن اور وضاحت میں دیئے گئے جدول میں بطن 5، 6 میں معمولی فرق نظر آ رہا ہے، وہ اس لئے کہ میں نے تفہیم کیلئے ہر بطن میں نمبر 4 بیٹی یا بیٹے کو نمبر 5 کی جگہ اور نمبر 5 کو نمبر 4 کی جگہ رکھ دیا، پہلے چاروں بطون میں نمبر 4 اور نمبر 5 میں اتفاق ہونے کی وجہ سے کوئی فرق نظر نہیں آ رہا۔

پہلے بطن میں "9" بیٹیاں ہیں اور "3" بیٹے، مسئلہ "15" سے بنا، دو گروپ بنائے، بیٹیوں کے گروپ کو "9" اور بیٹوں کے گروپ کو "6" دیئے، دوسرا بطن صفت میں متحد ہے لہذا "9" اور "6" ان کی طرف منتقل ہو گئے، تیسرے بطن میں ہر ایک گروپ کے دو دو گروپ بن گئے، "9" کے نیچے "6" بیٹیاں اور "3" بیٹے ہیں، جن کا مسئلہ "12" سے بنا، "12" اور "9" میں توافق بالثلث ہے اسلئے "12" کے وفق ثلث "4" کو اصل مسئلہ اور اس سے نکلنے والے حصوں سے ضرب دی، پھر آخر تک تقسیم صحیح ہوتی گئی، خود حل کر لیں، اگر آپ کو سمجھ آ جائے، ان شاء ربی بھینا، تو میرے لئے دعا کر دینا۔ (مولف)

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک چھٹے بطن کی فروع کو دیکھ کر مسئلہ "15" سے بنے گا، ہر بیٹے کو "2" اور ہر بیٹی کو "1" ملے گا۔

هُوَ كَذَلِكَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يَأْخُذُ الصَّفَةَ مِنَ الْأَصْلِ حَالِ الْقِسْمَةِ عَلَيْهِ وَالْعَدَدَ مِنَ الْفُرُوعِ كَمَا أَذَا تَرَكَ ابْنِي بِنْتِ بِنْتِ وَبِنْتِ ابْنِ بِنْتِ بِنْتِ وَبِنْتِي بِنْتِ ابْنِ بِنْتِ بِهَذِهِ الصُّورَةُ: **مِثْلُ**

بنت	بنت	بنت
ابن	بنت	بنت
بنت	ابن	بنت
بنتی	بنت	ابن

عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يُقَسِّمُ الْمَالَ بَيْنَ الْفُرُوعِ أَسْبَاعًا بِاعْتِبَارِ أَبْدَانِهِمْ، وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يُقَسِّمُ الْمَالَ عَلَى أَعْلَى الْجَوَلِ، أَعْنَى فِي الْبَطْنِ الثَّانِي أَسْبَاعًا بِاعْتِبَارِ عَدَدِ الْفُرُوعِ فِي الْأَصُولِ، أَرْبَعَةُ أَسْبَاعٍ لِبَنَتِي بِنْتِ ابْنِ الْبِنْتِ نَصِيبُ جَدِّهِمَا وَثَلَاثَةُ أَسْبَاعٍ وَهُوَ نَصِيبُ

الْبَنَتَيْنِ يُقْسَمُ عَلَى وَلَدَيْهِمَا، أَعْنَى فِي الْبَطْنِ الثَّالِثِ أَنْصَافًا، نِصْفُهُ لِبَنَتِ ابْنِ
بَنَتِ الْبَنَتِ نَصِيبٌ أَبَيْهَا وَالنِّصْفُ الْآخَرُ لِابْنِ بَنَتِ الْبَنَتِ نَصِيبٌ أُمُّهُمَا
وَتَصِحُّ الْمَسْئَلَةُ مِنْ ثَمَانِيَةِ وَعِشْرِينَ وَقَوْلُ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَشْهُرُ
الرَّوَايَتَيْنِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي جَمِيعِ ذَوِي الْأَرْحَامِ وَعَلَيْهِ
الْفَتْوَى. ﴿

(جب فروغ میں تعدد پایا جائے تو) تقسیم کے وقت امام محمدؒ صفت میں اصل کا
اور تعداد میں فرع کا اعتبار کرتے ہیں جیسے ایک آدمی نے (اپنے رشتہ داروں میں) نو اسی
کے دونو اے، نو اسی کی پوتی اور نو اے کی دونو اسیاں چھوڑیں (شکل متن اور وضاحت میں
دیکھیں)

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فروغ کے ابدان کا اعتبار کر کے مال کے سات حصے کر
کے فروغ میں تقسیم کر دیا جائے گا (ہر بیٹے کو "2" اور ہر بیٹی کو "1" ملے گا) جبکہ امام محمدؒ کے
ز نزدیک اصول میں پہلے اختلاف یعنی بطن ثانی میں فروغ کی تعداد کو دیکھ کر مال کے سات
حصے کر لئے جائیں گے، جن میں سے چار حصے دو بیٹیوں کے ہوں گے جو ان کے نانا کا حصہ
ہے (اور بطن ثانی کی دو بیٹیوں کا ایک گروپ بنالیا) ان کا حصہ "3" بطن ثالث میں ان کی
بیٹی اور بیٹے پر نصف نصف تقسیم کیا جائے گا (کیونکہ دو بیٹیوں کی وجہ سے بطن ثالث کی بنت
دو بیٹیاں متصور ہوگی) نصف بیٹی کو ملے گا جو اس کے باپ کا حصہ ہے اور نصف دو بیٹیوں کو
ملے گا جو ان کی ماں کا حصہ ہے، اس مسئلہ کی صحیح 28 سے ہوگی (کیونکہ بطن ثالث کی دو
بنت اور ابن کا مسئلہ "4" سے بنا جبکہ ان کا حصہ "3" ہے، مباہنت کی وجہ سے "4" کو
اصل مسئلہ "7" سے ضرب دی) تمام ذوی الارحام میں امام محمدؒ کا قول امام ابو حنیفہؒ سے
مشہور ترین روایت ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

❖ وضاحت: امام محمدؒ کے نزدیک: شکل متن میں دیکھ کر اچھی طرح سمجھ لیں کیونکہ وضاحت
میں تفہیم کیلئے مختلف بطون میں فاصلہ اور اضافہ کر دیا گیا ہے۔

31

بیٹی
 بیٹی (گویا 2)
 $4 \times 4 = 16$
 بیٹی (گویا 2)
 16
 2 بیٹیاں
 16

بیٹی
 بیٹی (گویا 2)
 $3 \times 4 = 12$
 بیٹی (گویا 2)
 6
 بیٹی
 6



فَصْلٌ

عَلَمَاءَنَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى يَخْتَرُونَ الْجِهَاتِ فِي التَّوْرِيثِ غَيْرَ
أَنَّ أَبَا يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يَخْتَارُ الْجِهَاتِ فِي أَيْدِي الْفُرُوعِ وَمُحَمَّدًا
رَحِمَهُ اللَّهُ يَخْتَارُ الْجِهَاتِ فِي الْأَصُولِ كَمَا إِذَا تَرَكَ بَنَتَيْنِ وَبَنَةً وَهُمَا
أَيْضًا بَنَاتُ ابْنٍ بِنْتٍ وَابْنٌ بِنْتٍ بِنْتٍ بِهِذِهِ الصُّورَةُ: هِيَ

بنی بنی بنی
بنی بنی بنی
بنی بنی بنی

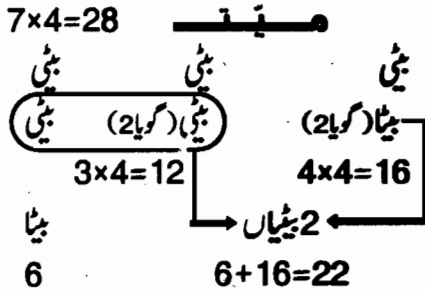
عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يَكُونُ الْمَالُ بَيْنَهُمْ ثَلَاثًا، وَضَارَ كَانَهُ تَرَكَ أَرْبَعَ بَنَاتٍ وَابْنًا، ثُلَاثًا لِلْبَيْتَيْنِ وَثُلَاثًا لِلْإِبْنِ وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يُقَسَّمُ الْمَالُ بَيْنَهُمْ عَلَى ثَمَانِيَةِ وَعِشْرِينَ سَهْمًا، لِلْبَيْتَيْنِ اثْنَانِ وَعِشْرُونَ سَهْمًا؛ سِتَّةَ عَشَرَ سَهْمًا مِنْ قَبْلِ أَبِيهَا وَسِتَّةَ أَشْهُمٍ مِنْ قَبْلِ أُمِّهَاوَلِلْإِبْنِ سِتَّةَ أَشْهُمٍ مِنْ قَبْلِ أُمِّهِ. ﴿

(جب بعض ذوی الارحام کے رشتے کی قوت دو جانب سے ہو اور بعض کی ایک

سے تو) ہمارے علماء و وارث بنانے میں جہات کا خیال تو رکھتے ہیں، لیکن ابو یوسفؒ جہات کا اعتبار فروغ میں کرتے ہیں جبکہ امام محمدؒ اصول میں، جیسے ایک آدمی کے ورثاء اس کی نواسی کی دو بیٹیاں، جو اس کے نواسے کی بیٹیاں بھی ہیں، اور نواسی کا بیٹا (شکل متن اور وضاحت میں دیکھیں)

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو بیٹیوں کو (بوجہ دو جہات) چار تصور کریں گے اور مال کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا (یعنی دو حصے چار بیٹیوں کے اور ایک حصہ ایک بیٹے کا) دو ٹکٹ (2/3) دو بیٹیوں کو اور ایک ٹکٹ (1/3) بیٹے کو ملے گا، لیکن (سابقہ طریقے کے مطابق) امام محمدؒ کے ہاں مال دوسرے بطن میں تقسیم کیا جائے گا، (بذریعہ تصحیح) مال کے 28 حصے بنیں گے، دو بیٹیوں کو 22 ملے گا جن میں سے 16 حصے باپ کی طرف سے اور 6 حصے ماں کی طرف سے جبکہ بیٹے کو 6 حصے ماں کی طرف سے ملیں گے۔

وضاحت: امام محمدؒ کے نزدیک:



دوسرے بطن میں مسئلہ ”7“ سے بنا، ”4“ بیٹے کو اور ”3“ بیٹیوں کو دے کر ان کا ایک گروپ بنالیا جبکہ ان کے ورثاء دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کا مسئلہ ”4“ سے بنا، مباہنت کی وجہ سے ”4“ کو ضرب دی۔



﴿فَصَلِّ فِي الصَّنْفِ الثَّانِي﴾

صنف ثانی کے احکام

﴿أُولَئِهِمْ بِالْمِيرَاثِ أَقْرَبُهُمْ إِلَى الْمَيِّتِ مِنْ أَى جِهَةٍ كَانَ، وَعِنْدَ
الْإِسْتِوَاءِ فَمَنْ كَانَ يُذَلِّى بِوَارِثٍ فَهُوَ أَوْلَى، كَأَبِ أُمِّ أَلَّامٍ أَوْلَى مِنْ أَبِ أَبِ
أَلَّامٍ عِنْدَ أَبِي سُهَيْلٍ الْفَرَّائِضِيُّ وَأَبِى لُفْلُفٍ الْخَصَّافِ وَعَلِىِّ بْنِ عِيسَى
الْبَصْرِيِّ، وَلَا تَفْضِيلَ لَهُ عِنْدَ أَبِي سُلَيْمَانَ الْجُرْجَانِيِّ وَأَبِى عَلِىٍّ الْبُسْتِى، وَأَنْ
اسْتَوَتْ مَنَازِلُهُمْ وَلَيْسَ فِيهِمْ مَنْ يُذَلِّى بِوَارِثٍ أَوْ كَانَ كُلُّهُمْ يُذَلُّونَ بِوَارِثٍ
وَأَتَّفَقَتْ صِفَةٌ مَنْ يُذَلُّونَ بِهِمْ وَاتَّحَدَتْ قَرَابَتُهُمْ فَالْقِسْمَةُ حَيْنِئِلَ عَلَى
أَبْدَانِهِمْ، وَأَنْ اخْتَلَفَتْ صِفَةٌ مَنْ يُذَلُّونَ بِهِمْ يُقَسَّمُ الْمَالُ عَلَى أَوَّلِ بَطْنٍ
اخْتَلَفَ كَمَا فِي الصَّنْفِ الْأَوَّلِ وَأَنْ اخْتَلَفَتْ قَرَابَتُهُمْ فَالْقِسْمَةُ لِقَرَابَةِ الْأَبِ
وَهُوَ نَصِيبُ الْأَبِ وَالْقِسْمَةُ لِقَرَابَةِ أَلَّامٍ وَهُوَ نَصِيبُ أَلَّامٍ، ثُمَّ مَا أَصَابَ لِكُلِّ
فَرِيقٍ يُقَسَّمُ بَيْنَهُمْ كَمَا لَوْ اتَّحَدَتْ قَرَابَتُهُمْ﴾

(صنف ثانی یعنی فاسد اجداد اور جدات میں پانچ صورتیں ہیں) (1) میت سے
قریب تر میراث کا مستحق ہوگا، خواہ وہ کسی جانب سے ہو، البتہ (2) (استواء درجات کے
وقت) ابوسہیل فرائضی، ابو فضل خصاف اور علی بن عیسیٰ بصری کے نزدیک وارث کی
وساطت سے منسوب ہونے والا اولیٰ ہوگا، جیسے نانی کا باپ نانے کے باپ پر مقدم ہو
گا (کیونکہ نانی وارث ہے اور نانا ذوی الارحام میں سے ہے) جبکہ ابوسلیمان جرہانی اور
ابوعلیٰ ہستی کے نزدیک منسوب بالوارث کو منسوب بلا وارث پر کوئی ترجیح نہیں، (3) جب درجہ
میں برابر ہوں، غیر وارث کی وساطت سے ہوں یا وارث کی وساطت سے اور (ان کے
اصول، جن کے ذریعے وہ منسوب ہیں، صفت اور قرابت میں متحد ہوں تو ان کے ابدان پر
(للدکر مثل حظ الانثیین) ترکہ کی تقسیم ہوگی، (4) اگر واسطوں کی صفت مختلف ہو تو اس

اول پشت پر ترکہ کی تقسیم ہوگی جہاں اختلاف ہوا جیسا کہ صنف اول میں گزر چکا ہے، (5) اور اگر قرابت کے شروع میں ہی اختلاف ہو جائے تو دو ٹکٹ باپ کی قرابت کیلئے ہوگا، جو دراصل ان کے باپ کا حصہ ہے، اور ایک ٹکٹ ماں کی قرابت کیلئے، جو ان کی ماں کا حصہ ہے، پھر جو کچھ فریق کے حصے میں آئے گا وہ ان میں ایسے تقسیم کیا جائے گا جیسے قرابت میں متحد فریق میں مال تقسیم کیا جاتا ہے۔

وضاحت:

پانچویں حالت کی مثال	چوتھی حالت کی مثال	تیسری حالت کی مثال

چوتھی حالت میں ترکہ تیسری پشت میں تقسیم ہو کر اور پانچویں حالت میں پہلی پشت میں تقسیم ہو کر آخری پشتوں کی طرف منتقل ہوگا، یہ دونوں حالتیں ملتی جلتی ہیں، چوتھی حالت عام ہے اور پانچویں خاص، اگر آگے مزید فریق ہوں تو:

$$3 \times 3 = 9$$

--	--

تیسرے یطن کا مسئلہ "3" سے بنا، "1" ماں کو ملا، جو اس کے باپ اور ماں کا حصہ ہے جن کا مسئلہ "3" سے بنتا ہے، اسلئے "3" کو ضرب دی۔



﴿فَصْلٌ فِي الصَّنْفِ الثَّالِثِ﴾

تیسری قسم کے احکام

﴿الْحُكْمُ فِيهِمْ كَالْحُكْمِ فِي الصَّنْفِ الْأَوَّلِ أُغْنَىٰ أَوْلَاهُمْ بِالْمِيرَاثِ أَقْرَبُهُمْ إِلَى الْمَيِّتِ، وَأَنْ اسْتَوَوْا فِي الْقُرْبِ، فَوَلَدَ الْعَصْبَةِ أَوْلَىٰ مِنْ وَلَدِ ذَوِي الْأَرْحَامِ، كَبْنِ ابْنِ الْأَخِ وَابْنِ بِنْتِ الْأَخْتِ، كِلَاهُمَا لِأَبٍ وَأُمٍّ أَوْ أَحَدُهُمَا لِأَبٍ وَأُمٍّ وَالْآخَرُ لِأَبٍ، الْمَالُ كُلُّهُ لِبْنِ ابْنِ الْأَخِ لِأَنَّهُمَا وَلَدَ الْعَصْبَةِ، وَلَوْ كَانَا لِأُمٍّ الْمَالُ بَيْنَهُمَا لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيْنِ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَىٰ بِإِعْتِبَارِ الْأَبْدَانِ وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَىٰ الْمَالُ بَيْنَهُمَا أَنْصَافًا بِإِعْتِبَارِ الْأَصُولِ بِهَذِهِ الصُّورَةِ: —————

الأخ لام

ابن بنت

بنت ابن

(صنف سوم یعنی جو میت کے والدین کی طرف منسوب ہوں، جیسے: بھانجا) کا حکم بھی وہی ہے جو صنف اول میں لاگو ہوا تھا یعنی میت سے قریب تر اولیٰ بالمیراث ہوگا، درجہ قربت میں مساوی ہونے کی صورت میں عصبہ کی اولاد، ذوی الارحام کی اولاد سے مقدم ہوگی، جیسے بھتیجے کی بیٹی اور بھانجی کا لڑکا، یہ دونوں یعنی ہوں یا علاقائی یا ایک عتیٰ ہو اور دوسرا علاقائی، جمیع مال بھتیجے کی بیٹی کو ملے گا کیونکہ وہ عصبہ کی اولاد ہے (اور بھانجی ذوی الارحام میں سے ہے)، اگر یہی ذوی الارحام اخیانی، بہن بھائی کی اولاد ہوں تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فروغ کے ابدان کا اعتبار کر کے مال للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کر دیا جائے گا، جبکہ امام محمدؒ کے نزدیک اصول کا اعتبار کر کے ہر ایک کو نصف نصف ملے گا، صورت یہ ہوگی: —————

اخینی بہن

اخینی بھائی

بیٹی

بیٹا

بیٹا

بیٹی

2

1

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک:

1

1

امام محمدؒ کے نزدیک:

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فروغ کو سامنے رکھ کر مسئلہ ”3“ سے بنے گا، ”1“ بیٹی کو اور ”2“ بیٹے کو ملے گا، جبکہ امام محمدؒ کے نزدیک اصول میں مسئلہ ”2“ سے بنے گا کیونکہ اخیا فی بہن بھائی تقسیم میں برابر ہوتے ہیں، ایک ایک حصہ ملا جو تیسرے بطن کی طرف منتقل ہو گیا۔

﴿وَأَنْ اسْتَوْا فِي الْقُرْبِ وَلَيْسَ فِيهِمْ وَلَدٌ عَصَبَةٍ أَوْ كَانَ كُلُّهُمْ

أَوْلَادُ الْعَصَبَاتِ أَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْلَادَ الْعَصَبَاتِ وَبَعْضُهُمْ أَوْلَادَ أَصْحَابِ الْفَرَائِضِ، فَأَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يَعْتَبِرُ الْأَقْوَى، وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يَقْسِمُ الْمَالَ عَلَى الْأُخُوَّةِ وَالْأَخَوَاتِ مَعَ اعْتِبَارِ عَدَدِ الْفُرُوعِ

وَالْجِهَاتِ فِي الْأَصُولِ، فَعَلِمَ أَصَابَ كُلِّ فَرْعٍ يَقْسِمُ بَيْنَ فُرُوعِهِمْ كَمَا فِي الصَّنْفِ الْأَوَّلِ، كَمَا أَذًا تَرَكَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ أُخُوَّةٌ مُتَفَرِّقِينَ وَثَلَاثَةَ بَنِينَ وَثَلَاثَ بَنَاتٍ أَخَوَاتٍ مُتَفَرِّقَاتٍ بِهَذِهِ الصُّورَةِ:

منہج

اخ لاب وام اخ لاب اخ لام اخت لاب وام اخت لاب اخت لام
بنت بنت بنت بنت بنت بنت

عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يَقْسِمُ كُلُّ الْمَالِ بَيْنَ فُرُوعِ بَنِي الْأَعْيَانِ ثُمَّ بَيْنَ فُرُوعِ بَنِي الْعَلَاتِ ثُمَّ بَيْنَ فُرُوعِ بَنِي الْأَخْيَافِ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ أَرْبَاعًا بِاعْتِبَارِ الْأَبْدَانِ، وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ يَقْسِمُ ثُلُثَ الْمَالِ بَيْنَ فُرُوعِ بَنِي الْأَخْيَافِ عَلَى السُّوِيَةِ الثَّلَاثِ لَا اسْتِوَاءَ أَصُولِهِمْ فِي الْقِسْمَةِ، وَالْبَاقِي بَيْنَ فُرُوعِ بَنِي الْأَعْيَانِ أَنْصَافًا لِاعْتِبَارِ عَدَدِ الْفُرُوعِ فِي الْأَصُولِ، نِصْفَهُ لِبَنَاتِ الْأَخِ نِصْبُ أَبِيهَا وَالنِّصْفَ الْآخَرَ بَيْنَ وَلَدِي الْأُخْتِ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ بِاعْتِبَارِ الْأَبْدَانِ وَتَصَحُّ مِنْ سَعَةِ ﴿

اگر وہ درجہ قرابت میں برابر ہوں اور ان میں کوئی عصبہ کی اولاد نہ ہو یا سارے عصبہ کی وساطت سے ہوں یا بعض عصبہ کی اولاد ہوں جبکہ بعض اصحاب الفرائض کی، تو ابو یوسفؒ قرابت میں اقویٰ کا اعتبار کرتے ہیں، جبکہ امام محمدؒ قروع کی تعداد اور جہات کو سامنے رکھ کر مال کو اصول، جہاں اختلاف ہوا، میں تقسیم کرتے ہیں، نتیجتاً صنف اول کے طریق کار کے مطابق ہر فریق کا حصہ اس کی فروع میں تقسیم کیا جائے گا، جیسے کوئی میت تین متفرق بھائیوں کی تین بیٹیاں اور تین متفرق بہنوں کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑ جائے، صورت یہ ہوگی (متن اور وضاحت میں دیکھیں)

تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تمام مال یعنی بہن بھائیوں کی اولاد کو ملے گا، وہ نہ ہوں تو علاقیتوں کی فروع کو، وہ نہ ہوں تو اخیانیوں کی اولاد کو، (اب عینیوں کی اولاد: بیٹا، بیٹی، بیٹی، بیٹی، بیٹی ابدان کے اعتبار سے) مسئلہ ”4“ سے بنے گا اور لہذا ذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگی۔

جبکہ امام محمدؒ کے نزدیک (پہلے اصول میں مال کی تقسیم یوں ہوگی کہ) اخیانی بہن بھائیوں کو (ان کا فرضی حصہ) ثلث (1/3) ملے گا، جس کو تین حصوں میں منقسم کر کے (تین فروعات) میں برابر برابر بانٹ دیا جائے گا کیونکہ ان کے اصول تقسیم میں مساوی ہوتے ہیں۔ باقی (2/3) یعنی بہن بھائیوں میں، فروع کی تعداد کے مطابق، نصف نصف کر کے تقسیم کیا جائے گا، نصف یعنی بیٹی کو ملے گا جو اس کے باپ کا حصہ ہے اور نصف یعنی بھانجے اور بھانجی میں 1، 2 کی نسبت سے تقسیم کیا جائے گا جو (در اصل) ان کی ماں کا حصہ ہے، مسئلہ کی تصحیح ”9“ سے ہوگی۔

وضاحت: امام محمدؒ کے نزدیک: مین

یعنی بھائی یعنی بہن (گویا)			علاقائی بھائی علاقائی بہن اخیانی بھائی اخیانی بہن		
عصبہ			محجوب		
2×3=6			0		
↓			3×3=9		
بیٹی بیٹی بیٹی			بیٹی بیٹی بیٹی		
1 2 3			0 0 0		
1/3			1/3		
1×3=3			1×3=3		
↓			↓		
بیٹی بیٹی بیٹی			بیٹی بیٹی بیٹی		
1 1 1			1 1 1		

مسئلہ ”3“ سے بنا، ”1“ اخیانوں کی فروع کو ملا جو تین ہیں، تباین کی وجہ سے ”3“ سے ضرب دی، متن سمجھ کر باقی حصے خود تقسیم کر لیں۔

﴿وَلَوْ تَرَكَ ثَلَاثَ بَنَاتِ بَنِي أَخَوَةٍ مُتَفَرِّقِينَ بِهَذِهِ الصُّورَةِ:

میت

الأخ لأب وأم	الأخ لأب	الأخ لأم
ابن	ابن	ابن
بنت	بنت	بنت

الْمَالُ كُلُّهُ لِبْنِ ابْنِ الْأَخِ لِأَبٍ وَأُمٍّ بِالِاتِّفَاقِ لِأَنَّهَا وَلَدُ الْعَصَبَةِ وَلَهَا أَيْضًا قُوَّةُ الْقَرَابَةِ.﴾

اگر کوئی میت تین متفرق بھائیوں کی تین پوتیاں چھوڑ جائے جسکی شکل یہ ہے:
(متن میں دیکھیں)، اس صورت میں سارا مال عینی بھائی کی پوتی کو ملے گا کیونکہ وہ عصبہ کی اولاد بھی ہے اور قرابت میں قوی بھی۔



www.KitaboSunnat.com

﴿فَصْلٌ فِي الصَّنْفِ الرَّابِعِ﴾

چوتھی قسم کے احکام

﴿الْحُكْمُ فِيهِمْ أَنَّهُ إِذَا انْفَرَدَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ اسْتَحَقَّ الْمَالُ كُلَّهُ لِعَدَمِ الْمَزَاجِمِ، وَأَنْ اجْتَمَعُوا وَكَانَ حَيَزُ قَرَابَتِهِمْ مُتَّحِدًا، كَالْعَمَامَاتِ وَالْأَعْمَامِ لِأُمٍّ أَوْ الْأَخْوَالِ وَالْخَالَاتِ، فَالْأَوْلَى مِنْهُمْ أُولَى بِالْأَجْمَاعِ، أَعْنَى مَنْ كَانَ لِأَبٍ وَأُمٍّ أُولَى مِمَّنْ كَانَ لِأَبٍ وَمَنْ كَانَ لِأَبٍ أُولَى مِمَّنْ كَانَ لِأُمٍّ ذُكُورًا كَانُوا أَوْ أُنثَى، وَأَنْ كَانُوا ذُكُورًا أَوْ أُنثَى اسْتَوَتْ قَرَابَتُهُمْ، فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ، كَعَمٍّ وَعَمَّةٍ كِلَاهُمَا لِأُمٍّ أَوْ خَالٍ وَخَالَةٍ كِلَاهُمَا لِأَبٍ وَأُمٍّ أَوْ لِأَبٍ أَوْ لِأُمٍّ.﴾

صنف رابع (جو میت کے جد یا جدہ کی طرف منسوب ہوں) کے ذوی الارحام کا حکم: جب صرف ایک فرد ہو تو عدم مقابل کی وجہ سے تمام مال کا مستحق ہوگا، اگر وہ زیادہ ہوں اور قرابت کی جہت متحد ہو، جیسے اخیانی پھوپھیاں اور اخیانی چچے یا ماموں اور خالائیں، تو بالاتفاق تذکیر و تانیث کا لحاظ رکھے بغیر یعنی، علاتی سے اولی ہوگا اور علاتی، اخیانی پر مقدم ہوگا، اگر وہ (بعض مذکر اور بعض مؤنث ہونے کے ساتھ ساتھ) قوت قرابت میں مساوی ہوں تو ترکہ ان میں للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائے گا، جیسے اخیانی چچا اور اخیانی پھوپھی یا ماموں اور یعنی خالہ یا دونوں علاتی ہوں یا اخیانی۔

مفت

وضاحت:

یعنی ماموں . یعنی خالہ . علاتی ماموں . علاتی خالہ . اخیانی ماموں . اخیانی خالہ

1 2 3

﴿وَأَنَّ كَانَ حَيْزُ قَرَابَتِهِمْ مُخْتَلِفًا، فَلَا اعْتِبَارَ لِقُوَّةِ الْقَرَابَةِ، كَعَمَّةٍ لَّابٍ وَأُمٍّ وَخَالَةٍ لَّأُمٍّ أَوْ خَالَةٍ لَّابٍ وَأُمٍّ وَعَمَّةٍ لَّأُمٍّ، فَالْفُلَانُ لِقَرَابَةِ الْأَبِ وَهُوَ نَصِيبُ الْأَبِ وَالْبُلْتُ لِقَرَابَةِ الْأُمِّ وَهُوَ نَصِيبُ الْأُمِّ، ثُمَّ مَا أَصَابَ كُلَّ فَرِيقٍ يُقَسَّمُ بَيْنَهُمْ كَمَا لَوْ اتَّحَدَ حَيْزُ قَرَابَتِهِمْ﴾

اگر ان کی قرابت کی جہت ہی مختلف ہو تو قوت قرابت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا، جیسے یعنی پھوپھی اور اخیانی خالہ یا یعنی خالہ اور اخیانی پھوپھی، بلکہ دو ٹکٹ (2/3) باپ کی قرابت کو ملے گا، جو دراصل باپ کا حصہ ہے اور ایک ٹکٹ (1/3) ماں کی قرابت کو، جو ماں کا حصہ ہے، پھر جو کچھ ہر فریق کے حصے میں آئے گا وہ ان میں ایسے تقسیم کیا جائے گا جیسے قرابت میں متحد فریق میں مال تقسیم کیا جاتا ہے۔

مفت

وضاحت:

3x3=9 یعنی خالہ
1x3=3 بیٹی

یعنی پھوپھی
2x3=6 بیٹی بیٹا

3

2

4

باب کا حصہ ”2“ پھوپھی کو اور ماں کا حصہ ”1“ خالہ کو ملا، ”2“ بیٹا اور بیٹی کے مسئلہ ”3“ پر پورا تقسیم نہیں ہوتا اسلئے ضرب دی۔



﴿فَصْلٌ فِي أَوْلَادِهِمْ﴾

صنف رابع کی اولاد کے احکام

﴿الْحُكْمُ فِيهِمْ كَالْحُكْمِ فِي الصَّنْفِ الْأَوَّلِ أَعْنَى أَوْلَهُمْ بِالْمِيرَاثِ أَقْرَبُهُمْ إِلَى الْمَيِّتِ مِنْ أَىْ جِهَةٍ كَانَ، وَأَنْ اسْتَوَوْا فِي الْقُرْبِ وَكَانَ حَيْزُ قَرَابَتِهِمْ مُتَّحِدًا، فَمَنْ كَانَتْ لَهُ قُوَّةُ الْقَرَابَةِ فَهُوَ أَوْلَى بِالْأُجْمَاعِ، وَأَنْ اسْتَوَوْا فِي الْقُرْبِ وَالْقَرَابَةِ وَكَانَ حَيْزُ قَرَابَتِهِمْ مُتَّحِدًا فَوَلَدُ الْعَصَبَةِ أَوْلَى كَبِنَتِ الْعَمِّ وَابْنِ الْعَمَّةِ كِلَاهُمَا لِأَبٍ وَأُمٍّ أَوْ لِأَبٍ، الْمَالُ كُلُّهُ لِبْنَتِ الْعَمِّ لِأَنَّهَا وَلَدُ الْعَصَبَةِ وَأَنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لِأَبٍ وَأُمٍّ وَالْآخَرُ لِأَبٍ، الْمَالُ كُلُّهُ لِمَنْ كَانَ لَهُ قُوَّةُ الْقَرَابَةِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ قِيَامًا عَلَى خَالَةِ لِأَبٍ، مَعَ كَوْنِهَا وَلَدُ ذِي رَحِمٍ هِيَ أَوْلَى بِقُوَّةِ الْقَرَابَةِ مِنَ الْخَالَةِ لِأُمٍّ، مَعَ كَوْنِهَا وَلَدُ الْوَارِثَةِ، لِأَنَّ التَّرْجِيحَ لِمَعْنَى فِيهِ وَهُوَ قُوَّةُ الْقَرَابَةِ أَوْلَى مِنَ التَّرْجِيحِ لِمَعْنَى فِي غَيْرِهِ وَهُوَ الْأَذْلَاءُ بِالْوَارِثِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الْمَالُ كُلُّهُ لِبْنَتِ الْعَمِّ لِأَبٍ لِأَنَّهَا وَلَدُ الْعَصَبَةِ.﴾

(تنبیہ: ذوی الارحام کی اول الذکر تین اصناف کی طرح صنف رابع اپنی اولاد کو شامل نہیں

کرتی اسلئے ”فصل فی اولادہم“ میں ان کے احکام علیحدہ ذکر کئے گئے۔)

صنف اول کا حکم صنف رابع کی اولاد میں نافذ ہوگا، یعنی میت کا قریب تر، خواہ

کسی جانب سے ہو، اولی بالمیراث ہوگا، اگر وہ درجہ قرابت میں برابر ہوں تو بالافتاق قرابت میں قوی میراث کا مستحق ہوگا، اگر وہ درجہ قرابت، قوت قرابت اور جہت قرابت میں متحد ہوں تو عصبہ کی اولاد مقدم ہوگی، جیسے بیٹی یا علاقائی چچا کی بیٹی اور بیٹی یا علاقائی پھوپھی کا بیٹا، (اس صورت میں) سارا مال بیٹی کو ملے گا کیونکہ وہ عصبہ کی اولاد ہے، اگر (چچا اور پھوپھی میں سے) ایک بیٹی ہو اور دوسرا علاقائی تو ظاہر روایت کے مطابق مال اسے ملے گا جسے قوت قرابت حاصل ہوگی، اس کا قیاس اس اصول پر کریں گے کہ علاقائی خالہ، اختیانی خالہ سے قوت قرابت کی وجہ سے میراث کی زیادہ مستحق ہے، حالانکہ اول الذکر ذی رحم (نانے) کی اور مؤخر الذکر وارثہ (نانی) کی اولاد ہے کیونکہ (قانون یہ ہے کہ) ذاتی وصف کی بناء پر ترجیح غیر میں کسی صفت کی بناء پر ترجیح سے اولی ہے، (یہاں) ذاتی وصف قوت قرابت ہے اور غیر میں کسی صفت سے مراد وارث کی وساطت ہے، البتہ بعض علماء کا خیال ہے کہ (اس صورت میں قوت قرابت کو ملحوظ خاطر رکھے بغیر) سارا مال علاقائی چچا کی بیٹی کو ملے گا (نہ کہ بیٹی پھوپھی کے بیٹے کو) کیونکہ بیٹی عصبہ کی اولاد ہے۔

﴿وَأَن اسْتَوَوْا فِي الْقُرْبِ وَلَكِنْ اختلفَ حَيْزُ قَرَابَتِهِمْ فَلَا اَعْتِبَارَ لِقُوَّةِ الْقَرَابَةِ وَلَا لَوَلَدِ الْعَصْبَةِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ قِيَّاسًا عَلَى عَمَّةٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ مَعَ كَوْنِهَا ذَاتِ الْقَرَابَتَيْنِ وَوَلَدِ الْوَارِثِ مِنَ الْجِهَتَيْنِ هِيَ لَيْسَتْ بِأُولَى مِنَ الْخَالَةِ لِأَبٍ أَوْ لَأُمٍّ، لَكِنَّ الثَّلَاثِينَ لِمَنْ يُذَلِّي بِقَرَابَةِ الْأَبِ فَيُعْتَبَرُ فِيهِمْ قُوَّةُ الْقَرَابَةِ ثُمَّ وَلَدُ الْعَصْبَةِ وَالثَّلَاثُ لِمَنْ يُذَلِّي بِقَرَابَةِ الْأُمِّ وَتُعْتَبَرُ فِيهِمْ قُوَّةُ الْقَرَابَةِ، ثُمَّ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى مَا أَصَابَ كُلَّ فَرِيقٍ يُقَسَّمُ عَلَى أَبْدَانِ فُرُوعِهِمْ مَعَ اَعْتِبَارِ عَدَدِ الْجِهَاتِ فِي الْفُرُوعِ وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يُقَسَّمُ الْمَالُ عَلَى أَوَّلِ بَطْنٍ اختلفَ مَعَ اَعْتِبَارِ عَدَدِ الْفُرُوعِ وَالْجِهَاتِ فِي الْأُصُولِ كَمَا فِي الصَّنْفِ.﴾

(صنف رابع کی اولاد کے افراد) اگر درجہ قرابت میں مساوی ہوں لیکن ان کی

جہت قرابت مختلف ہو (یعنی بعض باپ کی طرف سے اور بعض ماں کی طرف سے ہوں) تو ظاہر روایت کے مطابق قوت قرابت اور عصبہ کی اولاد کا اعتبار نہیں ہوگا، اس روایت کا اس بات پر قیاس کیا گیا کہ یعنی پھوپھی، جو دو قرابتوں والی ہے اور دونوں جہات سے وارث کی اولاد ہے، علاقائی یا اخلاقی خالہ سے زیادہ حقدار نہیں، لہذا دو ٹکٹ (2/3) اس فریق کو ملے گا جو باپ کی قرابت کی وساطت سے ہے (پھر یہ حصہ اس فریق میں) قوت قرابت و گرنہ عصبہ کی اولاد کا اعتبار کر کے تقسیم کیا جائے گا اور ایک ٹکٹ (1/3) اس فریق کیلئے ہے جو ماں کے واسطے سے ہے، اس میں بھی قوت قرابت کا اعتبار ہوگا۔

اب امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہر فریق کا حصہ فروع میں انکی جہات کا اعتبار کر کے تقسیم کیا جائے گا جبکہ امام محمدؒ کے نزدیک فروع کی تعداد اور جہات کو سامنے رکھ کر پہلے مال اس بطن میں تقسیم ہوگا جہاں صفت مختلف ہوئی جیسا کہ صنف اول میں گزرا۔

وضاحت:

مثال

پھوپھو	خالہ
2	1
$2 \times 3 = 6$	$1 \times 3 = 3$
بیٹی	بیٹی
2	3
بیٹا	بیٹا
4	3
$2 + 4 = 6$	3
2	1

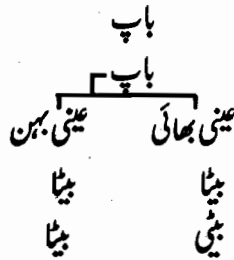
خالہ اور پھوپھی کا مسئلہ "3" سے بنا، "2" باپ کی جہت کیلئے اور "1" ماں کی جہت کیلئے، امام یوسف کے نزدیک یہ حصے فروع میں تقسیم کر دیئے جائیں گے، لیکن امام محمدؒ کے نزدیک "2" پہلے پہلے بطن (بیٹی اور بیٹا) میں تقسیم ہوگا، جن کا مسئلہ "3" سے بنا، مباہنت کی وجہ

سے ”3“ کو ضرب دی، نتیجتاً ”4“ بیٹے کو اور ”2“ بیٹی کو ملا جو بیٹی کی طرف منتقل ہو گئے اور ماں کی جہت کیلئے ”3“ بنا جو خالہ کے نواسے کی بیٹی کو ملا۔

﴿ثُمَّ يَنْتَقِلْ هَذَا الْحُكْمُ إِلَى جِهَةِ عُمُومَةِ أَبَوَيْهِ وَخَوُولَيْهِمَا، ثُمَّ إِلَى أَوْلَادِهِمْ، ثُمَّ إِلَى جِهَةِ عُمُومَةِ أَبَوَيْ أَبَوَيْهِ وَخَوُولَيْهِمَا، ثُمَّ إِلَى أَوْلَادِهِمْ كَمَا فِي الْعَصَبَاتِ﴾

(صنف رابع اور ان کی اولاد کے احکام کا تعلق میت کے چچوں، ماموؤں، پھوپھیوں، خالاؤں اور ان کی اولاد سے تھا، ان کی عدم موجودگی میں) یہی حکم میت کے والدین کے چچوں، پھوپھیوں، ماموؤں اور خالاؤں کی طرف منتقل ہوگا، پھر ان کی اولاد کی طرف، پھر میت کے والدین میں سے ہر ایک کے والدین کے چچوں اور ماموؤں کی طرف، بعد ازاں ان کی اولاد کی طرف جیسا کہ عصبات میں تھا۔

وضاحت: میت



سارا مال بیٹی کو ملے گا کیونکہ وہ عصبہ کی اولاد ہے۔



﴿فَصْلٌ فِي الْخُنْثَى﴾

مخت کے مسائل

﴿لِلْخُنْثَى الْمَشْكَلِ أَقْلُ النَّصِيبَيْنِ أَغْنَى أَمْوَالِ الْحَالَيْنِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَأَصْحَابِهِ وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، كَمَا إِذَا تَرَكَ ابْنًا وَبِنْتًا وَخُنْثَى، لِلْخُنْثَى نَصِيبُ بِنْتٍ لِأَنَّهُ مُتَيَقَّنٌ﴾

اما ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے نزدیک خنثی مشکل کو وہ حصہ ملے گا جو دو حصوں میں سے قلیل ہو یعنی دو حالتوں میں سے کمزور حالت کا اعتبار ہوگا، عام صحابہؓ کا یہی مسلک ہے اور احناف کا اسی پر فتویٰ ہے، جیسے:

مفت

بیٹا بیٹی خنثی

(خنثی کو اگر بیٹا تصور کریں تو مسئلہ ”5“ سے بنے گا اور اسے ”2/5“ ملے گا اور بیٹی تصور کریں تو مسئلہ ”4“ سے بنے گا اور اسے ”1/4“ ملے گا جو قلیل ہے اسلئے) خنثی کو بیٹی کا حصہ دیا جائے گا کیونکہ یہ یقینی ہے۔

وضاحت: خنثی: لغوی معنی: نرمی، لین، بکسر۔

اصطلاحی معنی: وہ ہے جس کی دونوں علامتیں (ذکر اور فرج) ہوں یا ایک بھی نہ ہو، اسے بچہ یا مخت کہا جاتا ہے۔

خنثی مشکل: جس کی جنس (نر یا مادہ ہونا) متعین نہ کی جاسکے، جیسے ذکر اور فرج دونوں نہ ہوں، اگر ہوں تو دونوں سے برابر پیشاب آتا ہو، حیض بھی آتا ہو اور ذکر سے منی بھی، داڑھی مونچھیں بھی نکل آئیں اور پستان بھی ابھر آئیں، وغیرہ وغیرہ۔

انسان جنسا نر ہوگا یا مادہ، خنثی مشکل کا تعلق بھی کسی ایک جنس سے ہے جس کے تعین کا حتمی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا اسلئے اس کے حصے کے متعلق عام صحابہؓ کا مسلک ہی رائج

ہے کیونکہ یہ یقینی ہے، اس سے زائد میں شک ہے اور شرعی احکام اپنے ثبوت کیلئے ٹھوس دلیل کا تقاضا کرتے ہیں، دوسرا مسلک متن میں ہی بیان کر دیا جائے گا۔

مزید مثالیں: **منہ** کل جائداد: 500

خاند	ماں	اخیانی بہن	عینی خنشی مشکل
1/2	1/6	1/6	عصبہ
3	1	1	1
<hr/>			
6			

خنشی کا حصہ: تقریباً $500 \times 1/6 = 83$

خاند	ماں	اخیانی بہن	عینی خنشی مشکل
1/2	1/6	1/6	1/2
3	1	1	3
<hr/>			
8			

خنشی کا حصہ: تقریباً $500 \times 3/8 = 187$

نتیجہ: عینی خنشی کو بھائی تصور کریں گے کیونکہ اس صورت میں کم حصہ ملتا ہے جو یقینی ہے۔

منہ

خاند	عینی بہن	علاتی خنشی مشکل
1/2	1/2	عصبہ
1	1	0
<hr/>		
2		

معلوم ہوا کہ مذکور ہونے کی صورت میں محروم ہوگا۔

خاند	عینی بہن	علاتی خنشی مشکل
1/2	1/2	1/6
3	3	1
<hr/>		
7		

6 → 7

معلوم ہوا کہ مونث ہونے کی صورت میں "1/7" ملے گا، لہذا خنشی کو مذکور تصور کر کے محروم کر دیں گے۔

﴿وَعِنْدَ الشَّعْبِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا لِلْخُنْثَى نِصْفٌ نَصِيبَيْنِ بِالْمُنَازَعَةِ، وَاخْتِلَافًا فِي تَحْرِيجِ قَوْلِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ أَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى: لِلْإِنِّ سَهْمٌ وَلِلْبَنِّ نِصْفٌ سَهْمٌ وَلِلْخُنْثَى ثَلَاثَةُ أَرْبَاعٍ سَهْمٌ، لِأَنَّ الْخُنْثَى يَسْتَحِقُّ سَهْمًا أَنْ كَانَ ذَكَرًا وَنِصْفَ سَهْمٍ أَنْ كَانَ أُنْثَى، وَهَذَا مُتَقَيَّنٌ، فَيَأْخُذُ نِصْفَ النَّصِيبَيْنِ أَوْ النِّصْفَ الْمُتَقَيَّنَ مَعَ نِصْفِ النِّصْفِ الْمُتَنَازِعِ فِيهِ فَصَارَتْ لَهُ ثَلَاثَةُ أَرْبَاعٍ سَهْمٌ، وَمَجْمُوعُ الْأَنْصِبَاءِ سَهْمَانِ وَرُبُعُ سَهْمٍ، لِأَنَّهُ يَغْتَبِرُ السَّهَامَ وَالْقَوْلَ، وَتَصِحُّ مِنْ تِسْعَةٍ، أَوْ نَقُولُ: لِلْإِنِّ سَهْمَانِ وَلِلْبَنِّ سَهْمٌ وَلِلْخُنْثَى نِصْفُ النَّصِيبَيْنِ، وَهُوَ سَهْمٌ وَنِصْفُ سَهْمٍ، وَقَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى: يَأْخُذُ الْخُنْثَى خُمْسَ الْمَالِ أَنْ كَانَ ذَكَرًا، وَرُبْعَ الْمَالِ أَنْ كَانَ أُنْثَى، فَيَأْخُذُ نِصْفَ النَّصِيبَيْنِ، وَذَلِكَ خُمْسٌ وَثَمَنٌ بِاعْتِبَارِ الْحَالَيْنِ، وَتَصِحُّ مِنْ أَرْبَعِينَ، وَهُوَ الْمُجْتَمِعُ مِنْ ضَرْبِ إِحْدَى الْمَسْئَلَتَيْنِ، وَهِيَ الْأَرْبَعَةُ، فِي الْأُخْرَى وَهِيَ الْخُمْسَةُ، ثُمَّ فِي الْحَالَتَيْنِ، فَمَنْ كَانَ لَهُ شَيْءٌ مِنَ الْخُمْسَةِ فَمَضْرُوبٌ فِي الْأَرْبَعَةِ، وَمَنْ كَانَ لَهُ شَيْءٌ مِنَ الْأَرْبَعَةِ، فَمَضْرُوبٌ فِي الْخُمْسَةِ، فَصَارَتْ لِلْخُنْثَى مِنَ الضَّرْبَيْنِ ثَلَاثَةُ عَشَرَ سَهْمًا وَلِلْإِنِّ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا وَلِلْبَنِّ تِسْعَةَ أَشْهُمٍ.﴾

جبکہ امام شعبیؒ کے نزدیک خنثی کو منازعت کی بناء پر دونوں حصوں کا نصف نصف دیا جائے گا، سیدنا ابن عباسؓ کا بھی یہی قول ہے، اب امام یوسفؒ اور امام محمدؒ نے امام شعبیؒ کے قول کے حل میں اختلاف کیا ہے۔ (در ثاء: بیٹا، بیٹی، خنثی)

امام یوسفؒ کا حل: (اس کی تین صورتیں ہیں اور تینوں کا نتیجہ ایک ہے)

(1) بیٹے کو "1" ملا، بیٹی کو "1/2" اور خنثی کو (دونوں حصوں کا نصف نصف) تین چوتھائی (3/4) ملا ("1" کا نصف "1/2" ہے اور "1/2" کا نصف "1/4" ہے، دونوں کو جمع کیا، 1/2 + 1/4 = 3/4) نصف نصف حصہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ اگر خنثی مذکر

ہو تو اسے "1" ملے گا اور مؤنث ہو تو "1/2" اور یہ تو اس کیلئے یقینی ہے (کیونکہ مؤنث سے کمتر کوئی مقام نہیں اور حتمی فیصلہ نہ ہونے کی وجہ سے) اسے دونوں حالتوں کا نصف نصف دے دیا۔

(2) خثی کو نصف (1/2) ملا جو متیقن ہے اور منازعت کی وجہ سے مزید نصف کا نصف (1/4) ملا، جن کا مجموعہ $1/4 + 1/2 = 3/4$ ہے، (بیٹے، بیٹی اور خثی کے) حصوں (1, 1/2, 3/4) کا مجموعہ $2\frac{1}{4}$ ہے، کیونکہ امام یوسفؒ سهام اور کسر کی طرف بسط کا اعتبار کرتے ہیں اور مسئلہ کی تصحیح 9 سے ہوگی، (جس میں سے بیٹے کو "4" بیٹی کو "2" اور خثی کو "3" ملیں گے)

(3) بیٹے کو 2، بیٹی کو 1 اور خثی کو دونوں حالتوں کا نصف نصف، یعنی (2 کا نصف) 1 اور (1 کا نصف) 1/2 ملے گا (جن کا مجموعہ 3/4 ہی ہے)

امام محمدؒ کا حل: اگر خثی مذکر ہے تو اس کا حصہ 2/5 ہے اور مؤنث ہونے کی صورت میں اس کا حصہ 1/4 ہے، اب دونوں حالتوں کا اعتبار کر کے اسے دونوں کا نصف نصف (یعنی 2/5 کا نصف) 1/5 اور (1/4 کا نصف) 1/8 دیں گے، اس صورت میں مسئلہ کی تصحیح 40 سے ہوگی، جو ایک مسئلہ کے مخرج (4) کو دوسرے کے مخرج (5) میں ضرب دیکر حاصل ضرب کو پھر دو حالتوں کی وجہ سے 2 میں ضرب دینے سے حاصل ہوئی، پھر مسئلہ 5 سے جو کچھ کسی کو ملا اسے مسئلہ 4 میں اور مسئلہ 4 سے جو کچھ کسی کو ملا اسے مسئلہ 5 میں ضرب دیں گے، (اور ہر وارث کا حصہ معلوم ہو جائے گا یعنی) خثی کو 13، بیٹے کو 18 اور بیٹی کو 9 حصے ملیں گے۔

وضاحت: منازعت: خثی نے مذکر یا مؤنث (جس کا حصہ زیادہ ہو) ہونے کا دعویٰ کیا، جسے باقی ورثاء نے تسلیم نہ کرتے ہوئے اس کے مذکر یا مؤنث (جس کا حصہ کم ہو) ہونے کا دعویٰ کر دیا جسے خثی نے قبول نہ کیا۔ امام ابو یوسفؒ کے حل (2) میں تصحیح "9" سے کیسے ہوئی؟

امام یوسفؒ کے حل کے مطابق تینوں حصوں $(3/4, 1/2, 1)$ کا مجموعہ $2\frac{1}{4}$ ہے، جو قلو طرہ ہے، اسے کسر کی طرف وسیع کیا جائے متن میں ”مول“ کہا گیا تو $9/4$ بنا، پھر اس سے کسر کو ختم کیا لیکن ہم آسانی کیلئے تینوں حصوں کو ریاضی کے قاعدہ کے مطابق جمع کر کے جواب $9/4$ ہی نکال کر کسر ختم کرتے ہیں۔

$$3/4 + 1/2 + 1$$

$$\frac{9}{4} = \frac{3 + 2 + 4}{4}$$

اب آپ کہہ سکتے ہیں کہ $9/4$ میں سے بیٹے کو $4/4 = 1$ ، بیٹی کو $2/4$ یعنی $1/2$ اور خنثی کو $3/4$ دیئے، اس کسر کو ختم کرنے کیلئے طرفین کو 4 سے ضرب دیں گے:

$$\frac{4}{1} \times \frac{9}{4} = \frac{3 + 2 + 4}{1} \times \frac{4}{4}$$

نتیجہ: بیٹے، بیٹی اور خنثی کے حصے بالترتیب $3, 2, 4$ ہو گئے اور ان کا مجموعہ 9 ، جس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔

امام محمدؒ کا حل: (ترجمہ غور سے پڑھ لیں)

بیٹا	بیٹی	خنثی مشکل (مونٹ)
2	1	1
<hr/>		
4		

بیٹا	بیٹی	خنثی مشکل (مذکر)
2	1	2
<hr/>		
5		

بیٹا	بیٹی	خنثی مشکل (مذکر)	بیٹا	بیٹی	خنثی مشکل (مونٹ)
2	1	2	2	1	1
<hr/>					
$2 \times 4 = 8$			$1 \times 5 = 5$		
$- 1 \times 4 = 4$			$- 1 \times 5 = 5$		
$- 2 \times 4 = 8$			$- 2 \times 5 = 10$		
<hr/>			<hr/>		
$4 \times 5 = 20$			$2 \times 2 = 4$		

نتیجہ: بیٹا: بیٹے کا حصہ + بیٹے کا حصہ $(10 + 8 = 18)$

بیٹی: بیٹی کا حصہ + بیٹی کا حصہ $(5 + 4 = 9)$

خنثی: بیٹے کا حصہ + بیٹی کا حصہ $(5 + 8 = 13)$



﴿فَصْلٌ فِي الْحَمْلِ﴾

حمل کے مسائل

﴿أَكْثَرُ مُدَّةِ الْحَمْلِ مَتْنَانٌ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى، وَعِنْدَ لَيْثِ ابْنِ سَعْدٍ ثَلَاثُ سِنِينَ، وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَرْبَعُ سِنِينَ، وَعِنْدَ الزُّهْرِيِّ سَبْعُ سِنِينَ، وَأَقَلُّهَا مِثَّةُ أَضْهُرٍ﴾

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے، جبکہ امام لیث بن سعدؒ کے ہاں تین سال، امام شافعیؒ کے ہاں چار سال اور امام زہریؒ ہاں کے سات سال ہے اور کم از کم مدت حمل چھ ماہ ہے۔

وضاحت: حمل کی مدت اور تعداد کے متعلق کوئی مستقل ضابطہ پیش نہیں کیا جاسکتا بلکہ اسے مختلف قبائل کی عورتوں کی طبائع، ترکہ کی نوعیت اور ورثاء کی کیفیت پر چھوڑ دیا جائے، اور اگر موڈ ٹ کی وفات کے وقت حمل کا وجود ہو، اگرچہ اس کے آثار چند دنوں کے بعد نمایاں ہوں، تو کسی مدت کے تعین کی شرط کے بغیر اس کی ولادت تک اس کا حصہ موقوف رکھا جائے گا۔

ترکہ کی نوعیت اس طرح کہ مکانات اور زمین پر مشتمل ترکہ کو متن میں بیان کردہ طریقے کے مطابق تقسیم کرنا بہت مشکل ہے، اگر ورثاء ولادت تک صبر و تحمل کا ثبوت دیں تو فقہاء، مگر نہ اس فترہ میں مکانات کا کرایہ اور زمین کی فصل ورثاء میں ان کے حصص کے مطابق تقسیم کی جاسکتی ہے، اگر میراث نقدی کی صورت میں ہو اور ورثاء فوراً تقسیم کرنا چاہیں تو احتیاطاً دو بچوں کا حصہ (تذکیر و تانیث کے لحاظ سے جو زیادہ ہو) روک لیا جائے، کیونکہ چار پانچ بچوں کا پیدا ہونا انتہائی نایاب ہے جس پر کسی کلیہ کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی اور بعض اوقات عام عورت کے ہاں دو جڑواں بچوں کی ولادت ہو جاتی ہے، عصر حاضر میں سائنسی ایجادات کے ذریعے اندازہ لگا کر میراث کی تقسیم ممکن ہے۔

رہا مسئلہ کم از کم مدت کا تو وہ چھ ماہ ہی ہے جیسا کہ سیدنا علیؑ نے سورہ بقرہ (آیت: 233) سورہ لقمان (آیت: 14) اور سورہ احقاف (آیت: 15) سے استدلال کیا کہ کم از کم مدت حمل چھ ماہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱۶۶/۳، سورہ احقاف)

﴿وَيُؤَقِّفُ لِلْحَمْلِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى نَصِيبُ أَرْبَعَةِ بَيْنَيْنِ أَوْ أَرْبَعِ بَنَاتٍ أَيُّهُمَا أَكْثَرُ، وَيُعْطَى لِبَقِيَّةِ الْوَرَثَةِ أَقْلُ الْأَنْصِبَاءِ، وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يُؤَقِّفُ نَصِيبُ ثَلَاثَةِ بَيْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثِ بَنَاتٍ أَيُّهُمَا أَكْثَرُ رَوَاهُ لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى نَصِيبُ ابْنَيْنِ، وَهُوَ قَوْلُ الْحَسَنِ وَأَخَذَى الرُّوَاتَيْنِ عَنْ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى رَوَاهُ عَنْهُ هِشَامٌ، وَرَوَى الْخَصَّافُ عَنْ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهُ يُؤَقِّفُ نَصِيبُ ابْنٍ وَاحِدٍ أَوْ بِنْتٍ وَاحِدَةٍ، وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، وَيُؤْخَذُ الْكَفِيلُ عَلَى قَوْلِهِ﴾

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حمل کیلئے چار بیٹوں یا چار بیٹیوں، جس صورت میں حمل کا حصہ زیادہ ہوگا، کا حصہ موقوف رکھا جائے گا اور کم حصے باقی ورثاء میں تقسیم کر دیئے جائیں گے، امام لیث بن سعدؒ نے روایت کیا کہ امام محمدؒ کے نزدیک تین بیٹوں یا تین بیٹیوں میں جن کا حصہ زیادہ ہو اسے روک لیا جائے گا، امام محمدؒ کا ایک قول دو بیٹوں کے متعلق بھی ہے، یہی قول امام حسنؒ اور ہشامؒ کی روایت کے مطابق امام ابو یوسفؒ کا بھی ہے جبکہ خصافؒ نے امام ابو یوسفؒ کا یہ قول نقل کیا کہ ایک بیٹے یا ایک بیٹی کا حصہ روکا جائے گا، اسی پر فتویٰ ہے، لیکن (اس صورت میں) ورثاء سے کفیل لیا جائے گا (تاکہ ایک سے زائد حمل کی صورت میں ورثاء سے میراث واپس لیا جاسکے)

﴿فَإِنْ كَانَ الْحَمْلُ مِنَ الْمَيِّتِ وَجَاءَتْ بِالْوَلَدِ لِتَمَامِ أَكْثَرِ مُدَّةِ الْحَمْلِ أَوْ أَقْلٍ مِنْهُمَا وَلَمْ تَكُنْ أَقْرَبُ بِانْقِضَاءِ الْعِدَّةِ يَرِثُ وَيُورَثُ عَنْهُ، وَأَنْ جَاءَتْ بِالْوَلَدِ لِأَكْثَرٍ مِنْ أَكْثَرِ مُدَّةِ الْحَمْلِ لَا يَرِثُ وَلَا يُورَثُ، وَأَنْ كَانَ مِنْ فَهْرِهِ وَجَاءَتْ بِالْوَلَدِ لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ أَوْ أَقْلٍ مِنْهَا يَرِثُ، وَأَنْ جَاءَتْ بِهِ

لَا أَكْثَرَ مِنْ أَقْلٍ مُدَّةِ الْحَمْلِ لَا يَرِثُ. ﴿

اگر حمل میت کا ہی ہو اور بیوی اکثر مدت حمل کے پورا ہونے پر یا اس سے کم میں بچہ جنم دے جبکہ اس نے عدت کے ختم ہونے کا اقرار نہ کیا ہو تو ایسا مولود میت کا وارث بنے گا (اور اس کے مرنے کی صورت میں) دوسروں کو اس کا وارث بنایا جائے گا، لیکن اگر بچہ اکثر مدت حمل کے بعد پیدا ہوا تو وہ وارث بنے گا نہ بنایا جائے گا (کیونکہ یہ ناجائز صورت کی اولاد مہضور ہوگی) اور اگر حمل میت کے غیر (اسکے بھائی، چچا وغیرہ) کا ہو اور چھ ماہ کی مدت یا اس سے کم میں پیدا ہو جائے تو وارث بنے گا اور اقل مدت حمل کے بعد پیدا ہونے کی صورت میں وارث نہیں بنے گا۔

❖ **وضاحت:** اکثر مدت حمل میت کے اپنے حمل کیلئے ہے اور اقل مدت حمل میت کے غیر کے حمل کیلئے ہے، اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ممکن ہے کہ غیر کا حمل میت کی وفات کے بعد ٹھہرا ہو، اسلئے احتیاطاً اقل مدت کا اعتبار کریں گے، لیکن یہ ایک بے دلیل فرق ہے، میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اگر موثر ث کی وفات کے وقت حمل کا وجود ہو، اگرچہ اس کے آثار چند دنوں کے بعد نمایاں ہوں، تو کسی مدت کے تعین کے بغیر اس کی ولادت تک اس کا حصہ موقوف رکھا جائے گا، اس میں میت کے اور غیر کے حمل میں امتیاز کرنا بے جا ہے، کیونکہ شریعت نے جو حق وراثت میت کے حمل کو دیا ہے وہی حق میت کے غیر کے حمل کو دیا ہے۔

﴿فَإِنْ خَرَجَ أَقْلُ الْوَلَدِ ثُمَّ مَاتَ لَا يَرِثُ، وَإِنْ خَرَجَ أَكْثَرُهُ ثُمَّ مَاتَ يَرِثُ فَإِنْ خَرَجَ الْوَلَدُ مُسْتَقِيمًا فَلَا مُعْتَبَرُ صَدْرُهُ يَعْنِي إِذَا خَرَجَ الصَّدْرُ كُلُّهُ يَرِثُ وَإِنْ خَرَجَ مِنْكَوَسًا فَلَا مُعْتَبَرُ سُرَّتُهُ. ﴿

اگر (پیدائش کے وقت) حمل کا اقل حصہ ماں کے پیٹ سے نکلا اور وہ مر گیا تو وارث نہیں بنے گا اور اکثر حصہ نکلنے کے بعد مرنے کی صورت میں وارث بنے گا، (اقل اور اکثر کا ضابطہ یہ ہے کہ) اگر بچے کی ولادت مستقیم (سر کی جانب سے) ہو تو سینے کا اعتبار ہو

گالینی سینے کے باہر آنے کے بعد مر گیا تو وارث بنے گا اور اگر ولادت الٹ (پاؤں کی طرف سے) ہو تو ناف کا اعتبار کیا جائے گا۔

وضاحت: شیخ وہبہ زحیلی نے کہا: احتاف نے بوقت پیدائش حمل کے کثیر یا قلیل وجود کے ظہور کا اعتبار کیا، جبکہ جمہور کا خیال ہے کہ بچے کو اس کی مکمل ولادت کے بعد وارث بنایا جائے گا بشرطیکہ وہ زندہ ہو، کیونکہ ملکیت کی اہلیت کیلئے کامل وجود ہونا چاہئے، مصر میں یہی قانون رائج ہے۔ (الفقہ الاسلامی: ۸/۳۱۰)

شیخ عبداللہ بسام نے کہا: الحمل اذا ولد لا يرث الا بشرطين:

(1) تحقق وجوده في الرحم حين موت مورثه (2) انفصاله حيا حياة مستقرة، والحيلة المستقرة هي المشار إليها بهذا الحديث. (توضيح الاحكام: ۳/۳۱۲)

کہ جب حمل کی ولادت ہو تو اس کے وارث بننے کی دو شرطیں ہیں: (1) موثر کی موت کے وقت رحم میں حمل کا وجود ہو۔

(2) اپنی ماں کے پیٹ سے زندہ اور مکمل پیدا ہو، اسی مکمل زندگی کی طرف اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔

شیخ احمد عبد الجواد نے کہا: اتفقت كلمة الفقهاء على أن الحمل لا يرث إلا اذا تحقق فيه شرطان: (1) أن ينفصل كله من بطن أمه حيا..... (اصول علم الموارث ص 26)

فقهاء اس بات پر متفق ہیں کہ حمل کے وارث بننے کیلئے دو شرطیں ہیں: (1) اپنی ماں کے پیٹ سے زندہ اور مکمل پیدا ہو.....

شیخ محمد عید خطر اوی نے الرائد فی علم الفرائض ص 88 میں، شیخ محمد ابوزہرہ نے احکام التركات والموارث ص 248 میں یہی شرط لگائی ہے اور سید سابق نے فقہ السنہ ۳/۴۵۵ میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

عن جابر بن عبد الله والمسور بن مخرمة قال: قال رسول الله ﷺ:

لا يرث الصبی حتی يستهل صارخا ، قال : واستهله ، أن یبکی ویصبح أو یعطس . (سنن ابن ماجه : الفرائض ؛ باب إذا استهل المولود ورث ، الأوسط للطبرانی)
سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ اور سیدنا مسور بن مخرمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جب تک بچہ چلاتا نہیں اس وقت تک وارث نہیں بنتا ، اس کا چلانا یہ ہے کہ وہ روئے اور چیخے یا جھپکے ۔

یہ حدیث جمہور کے قول کی تائید کرتی ہے کیونکہ عام طور پر بچے کی آواز اس کی مکمل پیدائش کے بعد نکلتی ہے ۔

﴿الْأَصْلُ فِي تَصْحِيحِ مَسَائِلِ الْحَمْلِ أَنْ تَصَحَّحَ الْمَسْئَلَةُ عَلَى تَقْدِيرَيْنِ أَعْنَى عَلَى تَقْدِيرِ أَنَّ الْحَمْلَ ذَكَرٌ وَعَلَى تَقْدِيرِ أَنَّهُ أُنْثَى ، ثُمَّ يُنْظَرُ بَيْنَ تَصْحِيحِي الْمَسْأَلَتَيْنِ ، فَإِنْ تَوَافَقَا بِجُزْءٍ فَاضْرِبْ وَلَوْ أَحَدَهُمَا فِي جَمِيعِ الْآخِرِ ، وَأَنْ تَبَايَنَا فَاضْرِبْ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي جَمِيعِ الْآخِرِ ، فَالْحَاصِلُ تَصْحِيحُ الْمَسْأَلَةِ ، ثُمَّ اضْرِبْ نَصِيبَ مَنْ كَانَ لَهُ شَيْءٌ مِنْ مَسْأَلَةِ ذُكُورَتِهِ فِي مَسْأَلَةِ أُنُوثَتِهِ أَوْ فِي وَفَّقَهَا ، وَمَنْ كَانَ لَهُ شَيْءٌ مِنْ مَسْأَلَةِ أُنُوثَتِهِ فِي مَسْأَلَةِ ذُكُورَتِهِ أَوْ فِي وَفَّقَهَا كَمَا فِي الْخُنْفَى ، ثُمَّ انْظُرْ فِي الْحَاصِلَيْنِ مِنَ الضَّرْبِ أَيُّهُمَا أَقْلٌ ، يُعْطَى لِذَلِكَ الْوَارِثِ ، وَالْفَضْلُ الَّذِي بَيْنَهُمَا مَوْقُوفٌ مَنْ نَصِيبِ ذَلِكَ الْوَارِثِ ، فَإِذَا ظَهَرَ الْحَمْلُ فَإِنْ كَانَ مُسْتَحِقًّا لِجَمِيعِ الْمَوْقُوفِ فِيهَا ، وَأَنْ كَانَ مُسْتَحِقًّا لِلْبَعْضِ فَيَأْخُذْ ذَلِكَ ، وَالْبَاقِي مَقْسُومٌ بَيْنَ الْوَرَثَةِ فَيُعْطَى لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْوَرَثَةِ مَا كَانَ مَوْقُوفًا مَنْ نَصِيبِهِ كَمَا إِذَا تَرَكَ بِنْتًا وَأَبَوَيْنِ وَأَمْرَأَةً حَامِلًا ، فَالْمَسْأَلَةُ مِنْ أَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ عَلَى تَقْدِيرِ أَنَّ الْحَمْلَ ذَكَرٌ ، وَمِنْ سَبْعَةٍ وَعِشْرِينَ عَلَى تَقْدِيرِ أَنَّهُ أُنْثَى ، فَإِذَا ضُرِبَ وَلَوْ أَحَدُهُمَا فِي جَمِيعِ الْآخِرِ صَارَ الْحَاصِلُ مِائَتَيْنِ وَسِتَّةَ عَشَرَ ، أَدْعَى تَقْدِيرِ ذُكُورَتِهِ لِلْمَرَأَةِ سَبْعَةً وَعِشْرُونَ وَلِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِئَةً وَلِلثَوْنِ وَعَلَى

تَقْدِيرُ أَنْوَابِهِ لِلْمَرْأَةِ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْأَبْوَيْنِ الثَّانِ وَثَلَاثُونَ،
فَتُعْطَى لِلْمَرْأَةِ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ وَتُؤَلَّفُ مِنْ نَصِيبِهَا ثَلَاثَةٌ أَشْهُمٍ، وَمِنْ نَصِيبِ
كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْأَبْوَيْنِ أَرْبَعَةٌ أَشْهُمٍ، وَتُعْطَى لِلْبَيْتِ ثَلَاثَةٌ عَشَرَ سَهْمًا لِأَنَّ
الْمَوْفُوفَ فِي حَقِّهَا نَصِيبُ أَرْبَعَةِ بَيْنٍ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى، وَأَذَا
كَانَ الْبَنُونَ أَرْبَعَةً فَلنَصِيبِهَا سَهْمٌ وَأَرْبَعَةُ أَسْعَاقٍ سَهْمٌ مِنْ أَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ
مَضْرُوبٌ فِي سَعَةِ لَصَارَ ثَلَاثَةٌ عَشَرَ سَهْمًا وَهِيَ لَهَا، وَالْبَاقِي مَوْفُوفٌ وَهُوَ
مِائَةٌ وَخَمْسَةٌ عَشَرَ سَهْمًا، فَإِنْ وَلَدَتْ بِنْتًا وَاحِدَةً أَوْ أَكْثَرَ فَجَمِيعُ الْمَوْفُوفِ
لِلْبَنَاتِ، وَإِنْ وَلَدَتْ ابْنًا وَاحِدًا أَوْ أَكْثَرَ فَيُعْطَى لِلْمَرْأَةِ وَالْأَبْوَيْنِ مَا كَانَ
مَوْفُوفًا مِنْ نَصِيبِهِمْ، فَمَا بَقِيَ تَضُمُّ إِلَيْهِ ثَلَاثَةٌ عَشَرَ وَيُقَسَّمُ بَيْنَ الْأَوْلَادِ، وَإِنْ
وَلَدَتْ وَلَدًا مِثْلًا فَيُعْطَى لِلْمَرْأَةِ وَالْأَبْوَيْنِ مَا كَانَ مَوْفُوفًا مِنْ نَصِيبِهِمْ،
وَلِلْبَيْتِ أَلَى تَمَامِ النِّصْفِ وَهُوَ خَمْسَةٌ وَتِسْعُونَ سَهْمًا، وَالْبَاقِي لِلْأَبِ وَهُوَ
سَعَةٌ أَشْهُمٌ لِأَنَّهُ عَصَبَةٌ. ﴿

حمل کے مسائل کی تفہیم میں قاعدہ یہ ہے کہ دونوں حالتوں یعنی حمل مذکر اور حمل
مؤنث کی علیحدہ علیحدہ تفہیم کی جائے، پھر دیکھا جائے کہ آیا دونوں تفہیمات میں توافق کی
سیت ہے؟ اگر ہے تو ایک کے وفق کو دوسری تفہیم سے ضرب دیں وگرنہ نسبت بتائیں کی
حالت میں ایک تفہیم کو دوسری سے ضرب دے دیں، حاصل ضرب مسئلہ حمل کی تفہیم ہوگی۔

اب مسئلہ حمل مذکر سے جو کچھ کسی کو ملا، اسے کل مسئلہ حمل مؤنث یا اس کے وفق
ضرب دیں اور اسی طرح مسئلہ حمل مؤنث سے ورثاء کو ملنے والے حصوں کو کل مسئلہ حمل
یا اس کے وفق سے ضرب دیں، جیسے خنثی کے مسئلہ میں گزر چکا ہے، پھر دونوں حاصل
کا فرق دیکھیں اور اقل حصہ وارث کو دے دیں، (ادنی حاصل ضرب اور اعلیٰ حاصل
کا کے درمیان جو فرق ہے وہ) وارث کا زائد حصہ سمجھ کر موقوف رکھا جائے تا وقتیکہ حمل
ہو، اگر حمل تمام موقوف حصے کا مستحق ہوا تو ٹھیک وگرنہ بعض حصے کے حقدار ہونے کی

صورت میں وہ اپنا حصہ لے لے گا اور ورثاء کے موقوف حصے انہیں واپس کر دیئے جائیں گے۔

باب	ماں	بیوی	4 حل مَوْنُث، بیٹی
1/6	1/6	1/8	2/3
4	4	3	16
24	24	13	24→27

(امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق حل کی تعداد 4 فرض کریں گے) اگر حل کو مذکر تصور کریں تو مسئلہ 24 سے بنتا ہے جبکہ حل مَوْنُث کی صورت میں عول کی وجہ سے 27 سے بنتا ہے، 24 اور 27 میں توافق بالثلث ہے، لہذا ہر ایک کو دوسرے کے وفق سے ضرب دی (یعنی 27 کو 8 سے اور 24 کو 9 سے، ہر ایک کا) حاصل ضرب 216 آیا، اب 24 کے حصوں کو 27 کے وفق (9) سے اور 27 کے حصوں کو 24 کے وفق (8) سے ضرب دی، صورت یوں

$$\begin{array}{l} \text{بنی: باب} \quad \text{ماں} \quad \text{بیوی} \quad \text{4 حل مذکر اور بیٹی} \\ 4 \times 9 = 36 \quad - \quad 4 \times 9 = 36 \quad - \quad 3 \times 9 = 27 \quad - \quad 9 \times 13 = 117 \\ \hline 24 \times 9 = 216 \end{array}$$

$$\begin{array}{l} \text{باب} \quad \text{ماں} \quad \text{بیوی} \quad \text{4 حل مَوْنُث اور بیٹی} \\ 4 \times 8 = 32 \quad - \quad 4 \times 8 = 32 \quad - \quad 3 \times 8 = 24 \quad - \quad 16 \times 8 = 128 \\ \hline 27 \times 8 = 216 \end{array}$$

4 حل مذکر و بیٹی اور 4 حل مَوْنُث و بیٹی کے حصوں کو علیحدہ علیحدہ کیا تو

$$\begin{array}{l} \text{باب} \quad \text{ماں} \quad \text{بیوی} \quad \text{4 حل مذکر بیٹی} \quad \text{باب} \quad \text{ماں} \quad \text{بیوی} \quad \text{4 حل مَوْنُث بیٹی} \\ 36 \quad 36 \quad 27 \quad 104 \quad 13 \quad 32 \quad 32 \quad 24 \quad 102 \frac{2}{5} \quad 25 \frac{3}{5} \end{array}$$

4 حل مذکر اور بیٹی کا مسئلہ 9 سے بنا جسے 117 پر تقسیم کیا جواب 13

آیا جو ایک بیٹی کا حصہ ہے اور 4 حل مذکر کا حصہ 104 ہے جس میں

سے ہر ایک بیٹے کا حصہ 26 ہے۔ 4 حل مَوْنُث اور بیٹی کا مسئلہ 5

سے بنا جسے 128 پر تقسیم کیا ہر ایک بیٹی کا حصہ 25 $\frac{3}{5}$ ہے، 4 بیٹیوں

کا حصہ 102 $\frac{2}{5}$ بنا۔

نتیجتاً حل مذکر کی صورت میں باب، ماں، بیوی، بیٹی کو بالترتیب 27، 36، 36، 27،

13 طے جبکہ حمل مؤنث کی صورت میں 32، 32، 24، 25 طے، (دونوں صورتوں میں سے اقل حصہ دیتے ہوئے) بیوی کو 24 دے کر $3 = 24 - 27$ موقوف کر لئے، باپ اور ماں دونوں کو 32، 32 طے اور 4، 4 موقوف ہو گئے جبکہ بیٹی کو 13 دیئے کیونکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کے حق میں چار بیٹوں کا حصہ موقوف رہے گا، جب چار بیٹے تصور کر کے (24 میں سے ملنے والے حصے 13 کو چار بیٹوں اور ایک بیٹی پر تقسیم کیا تو) بیٹی کو 24 میں سے $1 \frac{4}{9} = (13 \div 9)$ ملا جو 27 کے وقتی 9 سے ضرب دینے سے 13 بن گیا، (تقسیم شدہ حصوں 13، 32، 32، 24 کا مجموعہ 101 ہے) باقی 115 حصے موقوف رکھے جائیں گے (جن میں باپ، ماں، بیوی کو اقل حصہ دینے کی وجہ سے ان کے بالترتیب 3، 4، 4 بھی شامل ہیں)۔

اب اگر وضع حمل میں ایک یا زائد بیٹیاں پیدا ہوں تو جمع موقوف حصہ (115) بیٹیوں کا حق ہو گا اور ایک یا زائد بیٹے پیدا ہونے کی صورت میں باپ، ماں، بیوی کے موقوف حصے یعنی 3، 4، 4 واپس کر دیئے جائیں گے اور باقی (104) بیٹی کے حصے 13 میں جمع کر کے اولاد میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

اگر وضع حمل میں بچہ ہی مردہ پیدا ہو تو بیوی، باپ، ماں کو ان کے موقوف حصے دیکر بیٹی کو مزید 95 دیں گے تاکہ نصف مکمل ہو جائے اور باقی 9 باپ کو بطور عصبہ لیں گے۔
(نتیجہً بیوی کو $3 + 24 = 27$ ، باپ کو $4 + 9 + 32 = 45$ ، ماں کو $4 + 32 = 36$ ، بیٹی کو $13 + 95 = 108$ ملیں گے)۔

وضاحت: فرض کریں تین بیٹیاں پیدا ہوئیں، کل چار ہو گئیں، ان کا حصہ $2/3$ یعنی 128 ہی رہے گا، اب کل موقوف 115 میں بیٹی کے حصے 13 کو جمع کر کے کل 128 کو چار بیٹیوں میں تقسیم کریں گے، ہر بیٹی کے حصے میں 32 آئے گا، پہلے سے موجود بیٹی کو مزید 19 دیں گے کیونکہ وہ 13 پہلے لے چکی ہے۔

فرض کریں حمل میں ایک بیٹا پیدا ہو تو موقوف حصہ 115 میں سے بیوی کو 3، ماں باپ دونوں کو 4، 4 واپس کر کے باقی 104 کو بیٹی کے حصے 13 میں جمع کر کے کل

117 کو بیٹا اور بیٹی کے مسئلہ 3 پر تقسیم کریں گے $(117 \div 3 = 39)$ بیٹے کا حصہ $39 + 39 = 78$ اور بیٹی کا حصہ 39 ہوگا، جن میں سے 13 وہ پہلے لے چکی ہے، مزید اسے 26 دیں گے۔

اگر بچہ مردہ پیدا ہو تو بیٹی کو کل 216 کا نصف 108 ملے گا، جس میں سے وہ 13 لے چکی ہے، مزید اسے 95 دے کر بیوی کو 3، ماں باپ دونوں کو 4، 4 واپس دیں گے اور باقی 9 باپ کو بطور عصبیل جائیں گے۔



www.KitaboSunnat.com

فصل فی المفقود

مفقود کے احکام

﴿الْمَفْقُودُ حَتَّىٰ فِي مَالِهِ حَتَّى لَا يَرِثَ مِنْهُ أَحَدٌ وَمَيِّتٌ فِي مَالٍ غَيْرِهِ حَتَّى لَا يَرِثَ مِنْ أَحَدٍ، وَيُوقَفُ مَالُهُ حَتَّىٰ يَبْصُرَ مَوْتَهُ أَوْ تَمُضِيَ عَلَيْهِ مُدَّةٌ، وَاخْتَلَفَ الرُّوَايَاتُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ، فَفِي ظَاهِرِ الرُّوَايَةِ أَنَّهُ إِذَا لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ مِّنْ أَقْرَابِهِ حُكِمَ بِمَوْتِهِ، وَرَوَى الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ تِلْكَ الْمُدَّةَ مِائَةٌ وَعِشْرُونَ سَنَةً مِنْ يَوْمٍ وَلِدَ فِيهِ الْمَفْقُودُ، وَقَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى: مِائَةٌ وَعِشْرُونَ سَنَةً، وَقَالَ أَبُو يُونُسَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى: مِائَةٌ وَخَمْسُ سِنِينَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: تِسْعُونَ سَنَةً وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَالُ الْمَفْقُودِ مَوْقُوفٌ إِلَى اجْتِهَادِ الْأَمَامِ وَمَوْقُوفُ الْحُكْمِ فِي حَقِّ غَيْرِهِ حَتَّىٰ يُوقَفَ نَصِيبُهُ مِنْ مَالِ مُورَثِهِ كَمَا فِي الْحَمْلِ، فَإِذَا مَضَتْ الْمُدَّةُ فَمَالُهُ لِمُورَثِيهِ الْمَوْجُودِينَ عِنْدَ الْحُكْمِ بِمَوْتِهِ وَمَا كَانَ مَوْقُوفًا لِأَجْلِهِ يُرَدُّ إِلَى

وَارِثٌ مُؤَزَّيْهِ الدُّنْيَى وَقِفَ مَالَهُ ۝

(مفتود: ایسا غائب آدمی جس کی موت و حیات کا علم نہ ہو سکے)

مفتود اپنے مال میں زندہ تصور ہوگا اسلئے کوئی اس کا وارث نہیں بن سکتا اور غیر کے مال میں اسے مردہ سمجھا جائے گا اسلئے وہ کسی کا وارث نہیں بنے گا۔

اس کا مال اس وقت تک (اس کے ورثاء میں تقسیم ہے) موقوف رکھا جائے گا جب تک اس کی موت کا علم نہ ہو جائے یا اس پر اتنی مدت نہ گزر جائے (کہ جس میں اس کی موت کا فیصلہ ممکن ہو)، اس مدت کے تعیین میں فقہاء احناف کی آراء مختلف ہیں:

(1) ظاہر روایت کے مطابق جب اس کے (علاقے کے) ہمعصر ساتھی نہ رہیں تو اس کی موت کا حکم لگایا جائے گا، (2) حسن بن زبایڈ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کیا کہ یہ مدت اس کے یوم ولادت سے 120 سال تک ہے، (3) امام محمدؒ نے کہا: یہ مدت 115 سال تک ہے، (4) امام ابو یوسفؒ نے کہا: 105 سال ہے، (5) جبکہ بعض فقہاء کے ہاں 90 سال ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، (6) بعض اہل علم کا خیال ہے کہ مفتود کا مال امام کے اجتہاد پر موقوف ہے (قرآن کو دیکھ کر امام اس کی موت کا حکم صادر کرے گا)

اور غیر کے حق میں اس کے حکم کو موقوف سمجھ کر حمل کے حصے کی طرح اس کا حصہ روک لیا جائے گا، جب معینہ مدت کے بعد اس کی موت کا فیصلہ کر دیا جائے تو اس کا مال اس وقت اس کے موجودہ ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا اور (غیر کے حق میں) اس کیلئے موقوف حصہ اس کے موڈٹ کے ورثاء کو واپس کر دیا جائے گا۔

وضاحت: مذکورہ بالا پیرا گراف کے شروع میں مفتود کو ذاتی مال میں زندہ قرار دیا گیا اور غیر کے مال میں مردہ، جبکہ آخر میں غیر کے مال میں بھی اسے زندہ تصور کیا گیا اور یہی رائج ہے۔

تنبیہ: سازگار و ناسازگار اور مساعد و ناساعد حالات کی مختلف کیفیتوں اور نوعیتوں کی بناء پر مفتود ائمر کی مدت کا تعیین نہیں کیا جاسکتا، خصوصاً ذرائع موصلات کی

ترقی کے اس دور میں، بلکہ یہ فیصلہ قاضی کی رائے اور اجتہاد پر منحصر ہونا چاہئے۔

• البتہ سیدنا عمر بن خطاب ؓ نے مسئلہ نکاح میں مفقود الخمر خاوند کیلئے چار سال

کی مدت کا فتویٰ دیا تھا۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۴۴۵/۷)

﴿وَالْأَصْلُ فِي تَضَرُّعِ مَسَائِلِ الْمَفْقُودِ أَنْ تُصَحَّحَ الْمَسْأَلَةُ عَلَى

تَقْدِيرِ حَيَاتِهِ ثُمَّ تُصَحَّحَ عَلَى تَقْدِيرِ مَمَاتِهِ وَبِأَقْلِ الْعَمَلِ مَا ذَكَرْنَا فِي

الْحَمْلِ﴾

مفقود کے مسائل کی تصحیح کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے زندہ سمجھ کر اس کا مسئلہ بتایا جائے

پھر مردہ تصور کر کے، باقی عمل کا طریق کار وہی ہے جو حمل میں گزرا۔

وضاحت: اگر سمجھ نہ آئے تو بغور بار بار پڑھیں۔

مثلاً

خاوند 2 یعنی بہنیں یعنی بھائی (مفقود زندہ)

اگر بھائی زندہ تصور کریں تو 1/2 ع

$$\begin{array}{r} 1 \times 4 = 4 \quad 1 \times 4 = 4 \\ \hline 2 \times 4 = 8 \end{array}$$

دو یعنی بہنوں اور بھائی کا مسئلہ 4 سے بنا جبکہ ان کا حصہ 1 ہے، نسبت بتاؤں کی وجہ

سے 4 کو ضرب دی۔

مثلاً

خاوند 2 یعنی بہنیں یعنی بھائی (مفقود مردہ)

اگر بھائی مردہ تصور کریں تو 1/2

$$\begin{array}{r} 2/3 \quad 1/2 \\ 4 \quad 3 \\ \hline 6 \quad 7 \end{array}$$

ایک مسئلہ کا مخرج 8 ہے اور دوسرے کا 7، دونوں میں نسبت بتاؤں ہونے کی وجہ سے ایک

کو دوسرے سے ضرب دی، پھر 8 کے حصوں کو 7 سے اور 7 کے حصوں کو 8 سے ضرب

دی۔ خاوند 2 یعنی بہنیں اور بھائی

$$\begin{array}{r} 4 \times 8 = 32 \quad 3 \times 8 = 24 \\ \hline 7 \times 8 = 56 \end{array}$$

$$\begin{array}{r} 4 \times 7 = 28 \quad 4 \times 7 = 28 \\ \hline 8 \times 7 = 56 \end{array}$$

اگر بھائی زندہ تصور کریں تو خاوند کو 28، دو بہنوں کو 14، بھائی کو 14 اور اگر مردہ تصور کریں تو خاوند کو 24، دو بہنوں کو 32، حمل کے طریق کار کے مطابق اقل حصہ دیتے ہوئے خاوند اور دو بہنوں کو بالترتیب 24، 14 دے کر 4، 14 موقوف کر لیں گے، مفقود کی زندگی کی صورت میں اسے 14 دے کر 4 خاوند کو واپس کر دیں گے اور اس کی موت کی صورت میں کل موقوف 18 بہنوں کو دیکر ان کا دو تہائی حصہ پورا کر دیا جائے گا۔



﴿فَصْلٌ فِي الْمُرْتَدَةِ﴾

مرتد کے احکام

﴿أَذَا مَاتَ الْمُرْتَدُّ عَلَى ارْتِدَائِهِ أَوْ قُتِلَ أَوْ لَحِقَ بِدَارِ الْحَرْبِ وَحَكَمَ الْقَاضِيُ بِلَحَاقِهِ، فَمَا اكْتَسَبَهُ فِي حَالِ إِسْلَامِهِ فَهُوَ لِرِثَّتِهِ الْمُسْلِمِينَ، وَمَا اكْتَسَبَهُ فِي حَالِ رِدَّتِهِ يُوضَعُ فِي بَيْتِ الْمَالِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى، وَعِنْدَهُمَا الْكُتُبَانِ جَمِيعًا لِرِثَّتِهِ الْمُسْلِمِينَ، وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى الْكُتُبَانِ جَمِيعًا يُوضَعَانِ فِي بَيْتِ الْمَالِ، وَمَا اكْتَسَبَهُ بَعْدَ اللَّحُوقِ بِدَارِ الْحَرْبِ فَهُوَ قِيٌّ بِالْأَجْمَاعِ، كَسَبُ الْمُرْتَدَةِ لِرِثَّتِهَا الْمُسْلِمِينَ بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ أَصْحَابِنَا وَأَمَّا الْمُرْتَدُّ فَلَا يَرِثُ مِنْ أَحَدٍ، لَا مِنْ مُسْلِمٍ وَلَا مِنْ مُرْتَدٍّ مِثْلِهِ وَكَذَلِكَ الْمُرْتَدَّةُ، إِلَّا أَذَا ارْتَدَّ أَهْلُ نَاجِيَةٍ بِأَجْمَعِهِمْ فَحِينَئِذٍ يَتَوَارَثُونَ﴾

جب مرتد ارتداد کی حالت میں مر جائے یا قتل ہو جائے یا دار الحرب میں چلا جائے اور قاضی اس پر دار الحرب کے ساتھ الحاق کا حکم لگا دے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بحالت اسلام اس کا کمایا ہوا مال اس کے مسلمان ورثاء کیلئے ہوگا اور حالت ارتداد کی کمائی

بیت المال میں جمع کی جائے گی، جبکہ صاحبین کے ہاں دونوں کمائیاں اس کے مسلمان وارثوں کیلئے ہوں گی اور امام شافعی کے نزدیک دونوں حالتوں کا کمایا ہوا مال بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔ دارالحرب میں چلے جانے کے بعد اگر اس کی کمائی (مسلمانوں کے ہاتھ لگ گئی تو) بالا جماع مال فیہ مصور ہوگی۔

مرتد عورت کا تمام مال (کسی حالت کا فرق کئے بغیر) اس کے مسلمان ورثاء کو ملے گا، (رہا مسئلہ مرتد کے وارث بننے کا تو) مرتد، خواہ مرد ہو یا عورت، نہ کسی مسلمان کا وارث بن سکتا ہے اور نہ اپنے جیسے مرتد کا، ہاں اگر کسی علاقے کے تمام لوگ مرتد ہو جائیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔

وضاحت: ارتداد کی وجہ سے آدمی کی ملکیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا اسلئے حالت اسلام اور حالت ارتداد کا فرق کرنا غیر معقول ہے، اسی طرح مسلمان کو مرتد کا وارث بنانا اور مرتد کو محروم کرنا مندرجہ ذیل حدیث کی مخالفت ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم“ (الصحيح للبخاری: الفرائض؛ باب لا یرث المسلم الکافر.....، الصحيح لمسلم: الفرائض؛ باب لا یرث المسلم الکافر ولا یرث الکافر المسلم، سنن أبی داود، سنن ابن ماجہ، جامع الترمذی) کہ مسلمان کافر کا وارث بنتا ہے نہ کافر مسلمان کا۔

یقیناً اسلام کو ترک کرنے والا کافر ہے، جس کا مسلمان وارث نہیں بن سکتا۔ اسی طرح مرتد مرد اور عورت کے ترکہ میں فرق کرنے کی یہ وجہ کہ مرد کو بطور حد قتل کیا جائے گا لیکن عورت کو نہیں، درست نہیں ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے عام حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ صرف تین صورتوں میں مسلمان کا خون حلال ہے، (ایک صورت یہ ہے) ”المفارق لدينه“ (الصحيح للبخاری: الدیات؛ باب ۱۰۰۰۰۰، سنن أبی داود، والعین بالعین، الصحيح لمسلم: القسامۃ؛ باب ما یراح به دم المسلم، سنن أبی داود، سنن النسائی، جامع الترمذی)

یعنی وہ مسلمان جو اپنے دین کو چھوڑ دے۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”من بدل دینہ فاقطعوا“ (الصحيح للبخاری: استتابة المرتدين؛ باب حکم المرتد والمرتدة واستتابتهم، سنن أبی داود، جامع الترمذی، سنن النسائی)

یعنی جو اپنے دین کو بدل دے اسے قتل کر دو۔

دونوں احادیث مبارکہ اپنے عموم کی بناء پر مرتد عورت کو بھی شامل ہیں، اسی لئے پہلی حدیث کی ایک شق پر عمل کرتے ہوئے عہد نبوی میں عورت کو رجم کیا گیا، رہا عورت کے قتل سے ممانعت کا مسئلہ تو اس کا تعلق جہاد کے احکام سے ہے۔ ملاحظہ ہو الصحيح للبخاری: الجہاد، باب اهل الدار یبعون فیصاب الولدان والدراری، باب قتل النساء فی الحرب، سنن أبی داود: الجہاد؛ باب فی قتل النساء

مرتد کا وارث اس کا ہم مذہب کسی رشتہ دار بنے گا وہ مرتد ہی کیوں نہ ہو، جیسے پاکستان میں مقیم دو عیسائی بھائیوں میں سے ایک نے اسلام قبول کیا، کچھ عرصہ کے بعد اس نے دوبارہ عیسائیت اختیار کر لی اور اسے مدۃ قتل کر دیا گیا یا وہ مر گیا تو اس کا وارث اس کا بھائی ہوگا، اگر اس کا کوئی نسبی قرابت دار موجود نہیں تو ترکہ کے حقدار اس کے ہم مذہب لوگ ہوں گے، جیسا کہ امام علقمہؒ نے کہا: ”یستحقہ اهل الدين الذي انتقل الیه“ (فتح الباری: ۶۰/۱۲)

کہ اس کے مال کے مستحق وہ لوگ ہیں جن کے دین کو اس نے اختیار کیا۔
اگر ہم مذہب بھی موجود نہ ہوں تو اس کی میراث بیت المال میں جمع کر دی جائے گی جیسا کہ امام شافعیؒ کا مسلک ہے۔



﴿فَضْلٌ فِي الْأَسِيرِ﴾

مسلمان قیدی کے احکام

﴿حُكْمُ الْأَسِيرِ كَحُكْمِ سَائِرِ الْمُسْلِمِينَ فِي الْيَرَاثِ مَا لَمْ يُفَارِقْ دِينَهُ، فَإِنْ فَارَقَ دِينَهُ فَحُكْمُهُ حُكْمُ الْمُرْتَدِّ، فَإِنْ لَمْ تَعْلَمْ رِدَّتَهُ وَلَا حَيَاتَهُ وَلَا مَوْتَهُ فَحُكْمُهُ حُكْمُ الْمَفْقُودِ.﴾

(اسیر یعنی قیدی: وہ انبان جسے دشمن نے گرفتار کر لیا ہو۔)

میراث میں مسلمان قیدی، جب تک اپنے دین کو نہیں چھوڑتا، کا حکم عام مسلمانوں کے حکم جیسا ہے، اگر اپنے دین سے منحرف ہو جائے تو اس پر مرتد کا حکم لاگو ہو گا اور اس کے ارتداد اور موت و حیات سے لاعلمی کی صورت میں اسے مفقود کا حکم دیا جائے گا۔



فصل فی الغرقى والغرقى والهدى

بیک وقت پانی میں غرق ہونے والے یا جل جانے والے یا
کسی چیز کے نیچے دب کر مر جانے والے
رشتہ داروں کے احکام

﴿إِذَا مَاتَ جَمَاعَةٌ وَلَا يُدْرَى أَيُّهُمْ مَاتَ أَوْ لَا جُعِلُوا كَأَنَّهُمْ مَاتُوا
مَعَ قَتَالٍ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ لَوَرَّثَهُ الْأَخْيَاءُ وَلَا يَرِثُ بَعْضُ الْأَمْوَاتِ مِنْ بَعْضٍ
هَذَا هُوَ الْمُخْتَارُ، وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي نَوْعٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا: يَرِثُ
بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ إِلَّا فِي مَا وَرِثَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مَنْ صَاحِبِهِ﴾

جب انسانوں کی ایک جماعت لقمہ اجل بن جائے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کون
پہلے مرا تو ان کا بیک وقت مرنا تصور کیا جائے گا، (اس صورت میں) مختار مذہب یہ ہے کہ
اموات ایک دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے اور ہر ایک کا مال ان کے زندہ ورثاء میں
تقسیم کیا جائے گا۔

البتہ سیدنا علیؑ اور سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ اموات ایک
دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے، مگر اس حصہ کو نکال کر جس میں وہ ایک دوسرے کے وارث
بننے ہیں۔

وضاحت: مثلاً دو بھائی ماجد اور رضوان پانی میں غرق ہو گئے، ہر ایک کے زندہ ورثاء
معق، ماں اور بیٹی ہیں اور ہر ایک کا ترکہ 60 دینار ہے۔ مختار مذہب کے مطابق مسئلہ کا حل
اس طرح ہوگا۔

رضوان (میت)

ماں	بیٹی	معق
1/6	1/2	عصبہ
1	3	2
<hr/>		
6		

ماجد (میت)

ماں	بیٹی	معق
1/6	1/2	عصبہ
1	3	2
<hr/>		
6		

یہی معاملہ رضوان کے ساتھ کر کے درِ ثناء کے حصص جمع کر لیں۔

﴿وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ وَالْاَيُّهُ الْمَرْجِعُ وَالْمَاٰبِ﴾

اور اللہ تعالیٰ حق کو سب سے زیادہ جانتا ہے اور اسی کی طرف لوٹتا ہے۔



قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ☆ اللّٰهُ الصَّمَدُ ☆ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ☆ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ ☆

اے رب کبریا!

حمد و ثناء، تعریف و توصیف، مدح و ستائش، کبریائی و بڑائی

تیری ذات کے ساتھ مختص ہیں

اے رب جلیل!

سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، محمد رسول اللہ ﷺ پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرما

اے رب غفور!

مجھے، میرے والدین، میرے مشائخ اور تمام مومنوں کو بخش دے

﴿اٰمِنْ بِاَرْبِ الْعَالَمِيْنَ﴾

محمد محفوظ اعوان

www.KitaboSunnat.com

ضوابط الجرم والتعديل

(فصلیہ الشیخ العلامة عبدالعزیز مدظلہ العالی)

ترجمہ

مفتی محمد محفوظ اعوان

دارالافتاء دارالحدیث
مقام حیات کریمہ پاکستان

- ☆ اردو زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی منفرد کاوش
- ☆ اصول جرم و تعدیل، قواعد علم الرجال کا بہترین مجموعہ
- ☆ اسلامی یونیورسٹیز اور جامعات کے نصاب میں شامل
- ☆ حدیث پر حکم لگانے میں مدد و معاون
- ☆ تحقیق حدیث میں مفید ترین

تفہیم قرآن مجید کی روشنی میں احکام شرعیہ کے مطابق
کے صحیح کا طبع و تدوین کا کامیابی سے انجام دینے میں
طلبہ کی ہر وقت گہری توجہ و ترقی کے لیے کوشاں

مقام حیات، سرگودھا

جامعۃ الامام البخاری لأهل الحديث

درس نظامی کے سال اول، دوم، سوم اور شعبہ تحفیظ القرآن الکریم میں انٹرویو کے بعد
داخلہ 6 شوال 1425ھ (20 نومبر 2004ء) سے شروع ہوگا۔
(ہر سال درس نظامی کی ایک ایک کلاس کا اضافہ ہوگا۔ (لہذا اللہ)

الداعی الی الجامعة

سید محمد سبطین شاہ نقوی
مدیر جامعہ ہذا